# عاشق رسول ﷺ

(سوانح شیخ طریقت الحاج حافظ قاری
سید محمد حفیظ الرحمن رحمتہ اللہ علیہ)

★

پروفیسر ڈاکٹر سید محمد عارف

3957

ادارہ تصنیف و تالیف بہاولپور

Marfat.com

ذخیرہ صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی

جو 2001ء میں میاں صاحب نے
پنجاب یونیورسٹی لائبریری کو عطا فرمایا

PUNJAB
UNIVERSITY
LIBRARY
LAHORE

CLASS NO ....................

BOOK NO ....................

S-369—Punjab University Press—10,000—29-1-2003

الرحمہ

Marfat.com

3957

# عاشق رسول ﷺ

ذخیرہ

☆

دور حاضر کی ظلمتوں میں اجالے کی ایک کرن:
ایک پاکیزہ صفات ہستی کی داستان حیات---
عشق رسول ﷺ کا مقدس اور حیات افروز
جذبہ جن کی زندگی کا مرکز و محور تھا -- یہی ان
کا مقصد زیست تھا اور یہی حاصل حیات ہے

☆

(سوانح شیخ طریقت الحاج حافظ قاری
سید محمد حفیظ الرحمن رحمۃ اللہ علیہ)

○

پروفیسر ڈاکٹر سید محمد عارف
گورنمنٹ صادق ایجرٹن کالج بہاولپور

ادارہ تصنیف و تالیف بہاولپور

۱۹۹۷ء

Marfat.com

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ

87222


نام کتاب	عاشق رسول ﷺ

مصنف	پروفیسر ڈاکٹر سید محمد عارف

ناشر	سید سلمان عارف

سال اشاعت	۱۹۹۷ء

قیمت	۴۵ روپے

ملنے کے پتے

۱۔ سید سلمان عارف۔ ۳۴۱/سی سیٹلائٹ ٹاؤن بہاول پور (۸۰۷۳۵)

۲۔ سید محمد فاخر، ۳۳۹/سی سیٹلائٹ ٹاؤن بہاول پور

۳۔ نورانی بک سینٹر، یونیورسٹی چوک بہاول پور۔ (۸۱۲۲۹)

۴۔ شہزاد پبلیکیشنز ۲۷۲/بی گلگشت کالونی ملتان۔

۵۔ ادارہ مسعودیہ ۶/۴۔ ۵۔ ای ناظم آباد کراچی۔

۶۔ مختار پبلیکیشنز ۲۵۔ جاپان منشن ریگل صدر کراچی

۷۔ ڈاکٹر جاوید اقبال۔ ۹۹ پی آئی بی کالونی کراچی

۸۔ مخدوم منور الاعظم اسکوائر کراچی۔


Marfat.com

3957



ذخیرہ

# کتاب نما

صفحہ نمبر


پیش لفظ ـــــــــ ۵

تقریظ : پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ العالی ـــــــــ ۹

آباواجداداور خاندانی پس منظر ـــــــــ ۱۷

پیدل حج کا ارادہ ـــــــــ ۲۸

دہلی: ملازمت اور عقد مسنونہ ـــــــــ ۳۰

ہجرت ـــــــــ ۳۳

پہلا حج ـــــــــ ۳۷

دوسرا حج ـــــــــ ۴۱

تیسرا حج ـــــــــ ۴۶

چوتھا حج ـــــــــ ۴۶

تعمیر مساجد ـــــــــ ۴۷

سیرت کے چند پہلو ـــــــــ ۶۵

اہل اللہ سے تعلق ـــــــــ ۶۶

سفردرسفر ـــــــــ ۷۱

علالت اور وفات ـــــــــ ۷۸

ضمیمے: مریدین، کتابچہ فن قرات، شجرہ طیبہ ۔


Marfat.com

# انتساب

اپنی والدہ محترمہ[۱]

اور

ماموں جان[۲]

کے نام

تربیت سے "جن کی" میں انجم کا ہم قسمت ہوا

---

[۱] (فاطمہ بیگم مدظلہا) بنت مفتی اعظم ہند شاہ محمد مظہر اللہ رحمۃ اللہ علیہ

[۲] مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ العالی

Marfat.com

3957



# پیش لفظ

اچھے لوگوں کا ذکر اچھائی اور نیکی کے فروغ کا سبب بنتا ہے، اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ دنیا میں اچھائی کا دور دورہ ہو اور یہاں لوگ اطمینان، سکون اور چین سے رہ سکیں تو ہمیں اچھے لوگوں کا ذکر کرتے رہنا چاہیے۔ خود خالق دو جہاں نے قرآن پاک میں انبیاء، اولیاء، صدیقین، شہدا اور صالحین کے ذکر کرنے کا بار بار حکم دیا ہے ـــــ کیونکہ ان نفوس قدسیہ کے ذکر سے ان سے محبت بڑھتی ہے اور ان کے حوالے سے زندگی کی اعلیٰ اقدار سے محبت پیدا ہوتی ہے۔ وہ اقدار جن کے سبب ان کی زندگیاں روشن اور تابناک ہوئیں ـــــ وہی اقدار ہماری دنیا کو بھی حسین بناتی ہیں اور وہی ہماری آخرت کو بھی حسن بخشتی ہیں۔ گویا اہل اللہ کا ذکر اس دنیا میں شیطنت اور ابلیسیت کے خلاف ایک جہاد ہے۔ غالباً اسی لیے حضرت جنید بغدادیؒ کا فرمانا ہے کہ:

"اولیاء اللہ کی حکایات اللہ کے لشکروں میں سے ایک لشکر ہے"

دور جدید کی یہ قباحت انسانیت کو لیے ڈوب رہی ہے کہ ہمارے اخبار و رسائل اچھائیوں کو درخور اعتنا نہیں سمجھتے ـــــ رات دن برائیوں کو اچھالنا ان کا مشغلہ ہے۔ کیونکہ واقعہ جتنا زیادہ شرمناک ہوگا اتنی ہی اخبار کی چلت اور فروخت زیادہ ہوگی ـــــ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ۔

حیا نہیں ہے زمانے کی آنکھ میں باقی

اور حیا نہ ہو تو دلوں میں چین اور اطمینان کہاں رہ سکتا ہے ـــــ

Marfat.com

حقیقت یہ ہے کہ جس قوم میں بے حیائی پیدا ہوئی اسے تباہی سے کوئی نہیں بچا سکتا _____ قوم لوط کی تباہی سے لے کر موجودہ دور میں بیروت کی تباہی تک سب کچھ ہماری آنکھیں کھولنے کو کافی ہے۔

لیکن آج ہم اسلاف کی سیرتوں کے روشن چراغ گُل کر کے یورپ اور امریکہ کے مریض معاشروں کے پیچھے بھاگ رہے ہیں، جن کا انجام اہل نظر سے پوشیدہ نہیں لیکن اسلام ہمیں ہمیشہ انجام اور آخرت پر نظر رکھنے کی تلقین کرتا ہے۔ جو لوگ زندگی کی اس حقیقت کو سمجھ جاتے ہیں کہ ؎

کام اچھا ہے وہ، جس کا کہ مآل اچھا ہے

وہ وقتی لذتوں کے پیچھے نہیں بھاگتے _____ کیونکہ یہ حقیقت سورج کی طرح واضح اور روشن ہے کہ وقتی لذت کا نتیجہ دائمی اذیت اور وقتی اذیت برداشت کر لینے کے بعد دائمی راحت مقدر بنتی ہے۔ تہذیب جدید نے ہمیں وقتی لذتوں کے پیچھے بھگا بھگا کے بے حال کر دیا ہے۔ جو لوگ حقیقت میں کامیاب رہے وہ وقتی لذتوں سے دور رہے اور ہمیشہ کا سکون واطمینان اس دنیا سے لے گئے، لیکن جو وقتی لذتوں کے پیچھے بھاگے ان کی روحیں تا ابد بے چین و بے قرار بھٹکتی پھرتی ہیں _____ لہٰذا ایسے بندگان خدا کا ذکر اس دور میں سکون قلبی کا سبب بنے گا جنہوں نے اپنی زندگیاں انسانی فلاح و بہبود میں گذاریں _____ کیسی ہی مشکلیں آئیں انہوں نے اللہ و رسول کے احکام کے مطابق زندگی بسر کی۔ ہمارے حضرت قاری سید محمد حفیظ الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی بھی دور حاضر کے بھٹکے ہوئے لوگوں کے لیۓ سکون اور اطمینان کا ایسا رستہ بتا رہی ہے کہ جس کے بعد یہ بشارت دی جاتی ہے کہ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے _____ رضائے الٰہی اور

Marfat.com

اطاعت خداوندی ہی زندگی میں دائمی سکون کا سبب ہے ورنہ ہوس کی کوئی حد نہیں ___ جب کوئی شخص اس دلدل میں پھنستا ہے تو ایسا کہ خسر الدنیا ولآخرہ ، کا مصداق ٹھہرتا ہے: دنیا میں بھی نقصان اور آخرت میں بھی خسران مبین !

عظمت کا معیار شہرت نہیں، سیرت ہے۔ کردار کے ایسے پہلو ہر شخص کی زندگی کو لائق تقلید بنا دیتے ہیں جو زندگی کے اعلیٰ اقدار کی عکاسی کر رہے ہیں۔ ہمارے ممدوح حضرت قاری صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی زندگی کا بنیادی مرکز و محور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا جذبہ ہے۔ اور یہ جذبہ زندگی کی تمام اعلیٰ اقدار کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ ان کی محبت کا یہ عالم کہ جہاں سرکار دو جہاں کا ذکر آیا اور ان کی آنکھوں میں عقیدت کے موتی چھلک پڑتے ______

انہوں نے زندگی بھر اپنے متعلقین، مریدین اور شاگردوں کو عشق رسول کا درس دیا ____ وہ فنافی الرسول تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہی وہ جذبہ ہے جو بنی نوع انسان کی فلاح کا باعث اور یہی محبت ہمارے ملی استحکام کا موجب ہے _____ ایسی ہی پاک طینت شخصیات کے ذکر سے ہماری معاشرت پر مثبت اثرات مرتب ہو سکتے ہیں اور یہی اس سوانح حیات کے مرتب کرنے کا مدعا ہے۔

سید محمد عارف

بہاول پور

۱۲ ربیع الاول ۱۴۱۸ھ

۱۸/ جولائی ۱۹۹۷ء

Marfat.com

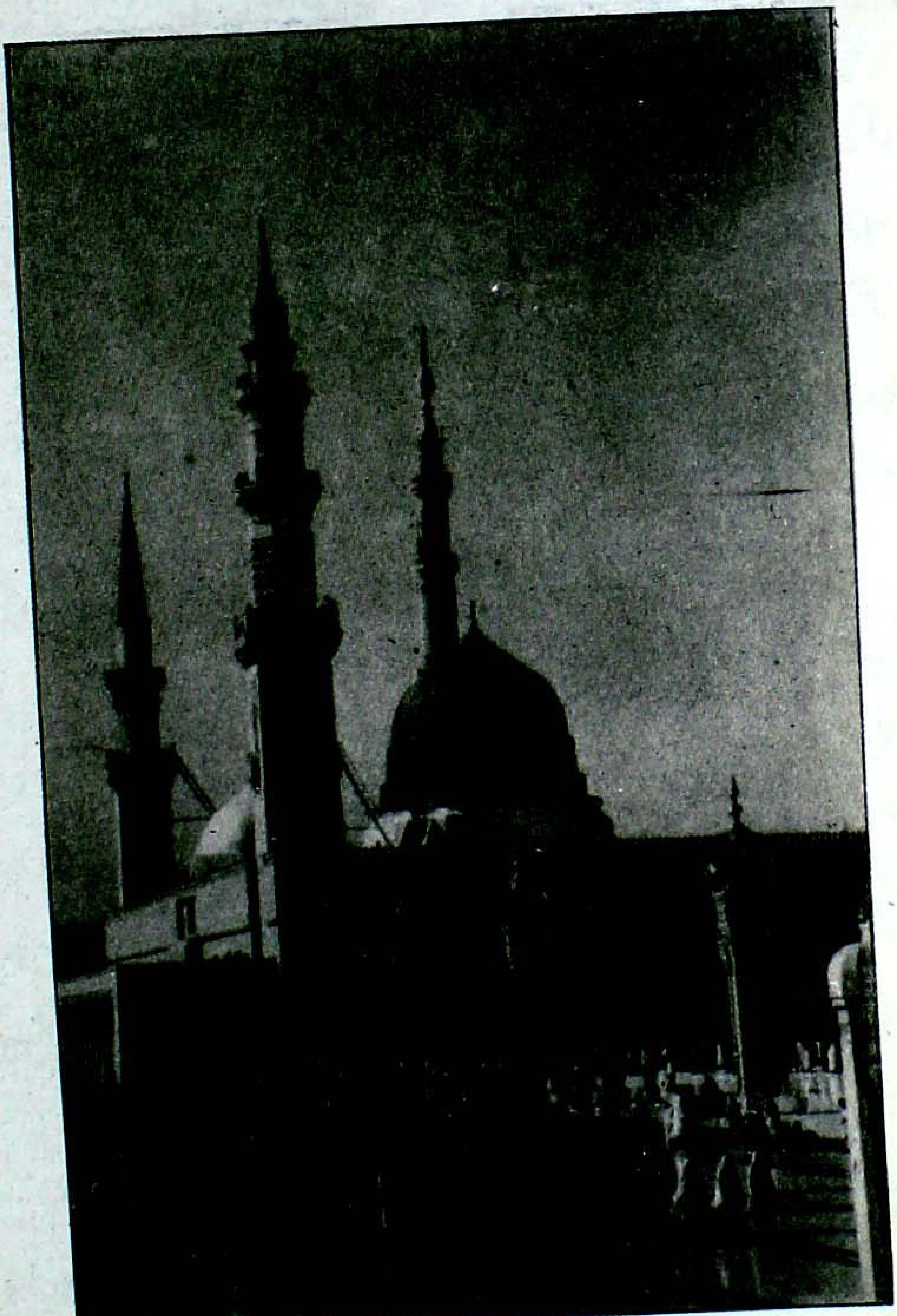

لوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب

Marfat.com

باسمہ تعالیٰ

# تقریظ

## پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد[1]

لحد میں عشق رخ شہ کا داغ لے کے چلے
اندھیری رات سنی تھی، چراغ لے کے چلے

انسان دنیا میں آیا ہے، زندگی تو گزارنی ہی ہے اور آخرت میں پیش ہونا ہے---- یہ زندگی اپنے لئے گزاری جائے، دوسروں کے لئے یا اللہ کے لئے؟ ---- پروردگار عالم نے تو فرمایا ہے: ---- وما خلقت الجن والانس الالیعبدون ---- بیشک وہ زندگی، زندگی ہے جو اللہ کے لئے اور اللہ کی یاد میں گزار دی جائے۔ ---- حضرت قاری سید محمد حفیظ الرحمٰن علیہ الرحمہ نے زندگی اللہ کے لئے گزاری ---- زندگی بھر قرآن حکیم کی تعلیم دی ---- مساجد تعمیر کرائیں ---- امامت و خطابت کے فرائض سرانجام دیے۔ اللہ کی مخلوق کو راہ راست پر لگایا، یوں اسی کی یاد میں ساری زندگی گزاری اور پھر جان عزیز جاں آفریں کے سپرد کر دی۔

---

[1] اعلیٰ حضرت فاضل بریلویؒ کے حوالے سے بین الاقوامی شہرت یافتہ محقق و ادیب ____ سابق ایڈیشنل سیکرٹری (تعلیم) سندھ۔ مسعود ملت، پیر طریقت، پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ العالی ابن مفتی اعظم ہند شاہ محمد مظہراللہ علیہ الرحمۃ ______ تفصیلی حالات کے لئے ملاحظہ ہو: "جہان مسعود" از آربی مظہری مطبوعہ کراچی ۱۹۸۵ء۔

Marfat.com

دل تو جاتا ہے اس کے کوچے میں
جا ، مری جاں ، جا ، خدا حافظ

ہم ہر چیز چھوڑ کر جاتے ہیں لیکن قاری صاحب نے جو کمایا ساتھ لے کر گئے ۔

شاد باد ! اے ہمت مردانہ

قاری صاحب کا سراپا کیا بیان کیا جائے ---- رنگ گورا ، قد درمیانہ ، گٹھا ہوا جسم (آخری عمر میں تو نحیف و نزار ہو گئے تھے ، مگر نور کا پتلا معلوم ہوتے تھے) آنکھیں بڑی بڑی ، بھرواں داڑھی ، پٹھے بال ---- شیخ وقت تھے مگر مشیخانہ طمطراق اور ظاہری سج دھج سے کوسوں دور ، غرور و تکبر نام کو نہیں تھا ---- سادہ زندگی لیکن عشق رسول ؐ سے مالا مال ----! جب ذکر رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا تو آنکھیں نمناک و اشکبار ہو جاتیں ، سینہ فرط محبت سے جوش مارتا ، ہچکیاں بندھ جاتیں مگر آہ و بکا نہ فرماتے ۔

اے مرغ سحر عشق زپروانہ بیاموز
کاں سوختہ را جاں شد آواز نیامد

محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کی دولت تھی ---- محافل میلادالنبی صلی اللہ علیہ وسلم اور نعت خوانی کی مجلسیں ان کی روحانی غذا تھیں ۔ مثنوی مولانائے روم لہک لہک کر اور جھوم جھوم کر پڑھتے ۔ تقریر بڑی پر جوش اور دھواں دار ، مگر ریا و نمود سے خالی ---- انہوں نے کبھی ایسے عقیدے والوں سے التفات روا نہ رکھا جن میں گستاخی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذرہ برابر شائبہ ہوتا ۔ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی ان کی دوستی کی کسوٹی تھی ۔ اور یہی رشتوں کا معیار ---- تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ ۱۹۴۷ء میں جب ہندوستان سے لاہور آئے تو ہندوؤں کا سازو سامان سے بھرا ہوا گھر انہیں پیش کیا گیا ، اسی میں ٹھہرایا گیا مگر وہاں ایک آن چین نہ آیا ، سامان کو ہاتھ تک نہ لگایا بلکہ بھرا گھر چھوڑ کر بہاول پور روانہ ہو گئے ۔ ----- بہاول پور میں بھی ایک سنار کا گھر ملا ، دفینوں اور دولت کے انبار سے پر ---- ہاتھ نہ لگایا ، اس میں رہنا گوارا نہ کیا ---- سال بعد جب اس میں کوئی چیز بھی نہ رہی ، سب لٹ لٹا گیا تب رہائش اختیار کی ۔

فاضل سوانح نگار ، ان کے فرزند پروفیسر ڈاکٹر سید محمد عارف نے قاری صاحب کے تقویٰ کے کئی واقعات حج کے ضمن میں بیان کئے ہیں ، حقیقت یہ ہے کہ ظاہر میں تو لوگ اتباع سنت کر لیتے ہیں مگر اصل اتباع باطن کی اتباع ہے ، جب تک اندر انقلاب نہ

Marfat.com

آئے یہ بات پیدا نہیں ہوتی ---- وہ قرآن حکیم کے اسی معیار محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر پورے اترتے تھے جس میں والدین ، اولاد ، بھائی بہن ، بیویوں ، مال و دولت مال تجارت اور دل پسند مکانوں سے زیادہ محبت کا مطالبہ کیا گیا ہے ، بیشک ؎

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

راقم کے والد ماجد مفتی اعظم ہند شاہ محمد مظہر اللہ علیہ الرحمۃ (م - ۱۹۶۶ء) قاری صاحب کے خسر تھے - رشتے سے قبل ہی قاری صاحب کو مفتی اعظمؒ کی خواب میں زیارت کرا دی گئی اور مسجد فتح پوری دہلی دکھا دی گئی - جہاں مفتی اعظمؒ خطیب و امام تھے ----- قاری صاحب جب پہلی مرتبہ دہلی گئے تو حضرت مفتی اعظم اور مسجد کو دیکھ کر حیران رہ گئے اور سمجھ گئے کہ یہ رشتہ عالم بالا میں طے ہو گیا ہے - قاری صاحب کے والد گرامی قاری محمد عبدالرحمٰن علیہ الرحمۃ سلسلہ عالیہ چشتیہ کے شیخ طریقت تھے ، قاری صاحب کو اس سلسلے میں انہی سے اجازت و خلافت تھی ، وہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں شیخ وقت شاہ رکن الدین الوری علیہ الرحمۃ (م - ۱۹۳۶ء) سے بیعت تھے مگر اجازت و خلافت حضرت مفتی اعظم محمد مظہر اللہ علیہ الرحمۃ سے حاصل کی تھی - قاری صاحب اپنے مشائخ میں سب سے زیادہ حضرت مفتی اعظم سے محبت فرماتے تھے - حضرت مفتی اعظم کو بھی دوگونہ تعلق کے سبب ان سے بے حد محبت تھی - قاری صاحب کے نام مفتی اعظم کے بہت سے مکاتیب ہیں جن سے طرفین کی باہمی محبت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے - ۱۹۴۷ء میں قاری صاحب مع اہل و عیال پاکستان آ گئے تو حضرت مفتی اعظم کے دل پر اس کا کس قدر اثر تھا ، ایک خط میں لکھا :

> " خط موصول ہوا - راستے کی صعوبت کے علم نے جس قدر قلب سوختہ کیا بیان میں نہیں آ سکتا خیر الحمد اللہ علی احسانہ کہ آپ مقام امن میں تو پہنچ گئے ---- قاری صاحب مد ظلہم★ کے خط نے

---

★ مراد ہیں قاری صاحب کے والد گرامی قاری محمد عبدالرحمٰنؒ ----- جنہوں نے قاری صاحب کو پاکستان آنے کے لئے لکھا تھا -

Marfat.com

مجبور کر دیا، ورنہ دل تو اس جدائی کے قلق کو برداشت کرنے کے قابل نہ تھا ----- " [۱]

انہی دنوں میں قاری صاحب کی علالت کی اطلاع پہنچی تو کس اضطراب سے تحریر فرماتے ہیں:

" قلب نہایت درجہ مجروح ہو چکا ہے۔ آپ کی بیماری کی خبر کی تاب نہ لا سکا۔ کیا بتلاؤں کس درجہ قلق و اضطراب ہے ----- آپ کی دعا اس وقت مقرون اجابت ہے دعا کریں مولا تعالیٰ ہماری آپ کی توجہ صرف اپنی طرف رکھے ----- " (۳۰/ دسمبر ۱۹۴۷ء)

۱۹۵۰ء میں مفتی اعظم علیل تھے، قاری صاحب کا خط پہنچا کیسی محبت سے لکھتے ہیں:

" یہ صحیح ہے کہ فقیر علیل ہے لیکن تمہاری محبت سے مملو خط نے ایک ساعت تو نہایت فرحت پہنچائی جس نے علالت کے اثر کو مضمل کر دیا ----- " (۱۸/ دسمبر ۱۹۵۰ء)

قاری صاحب کو ۱۹۵۱ء میں حج کی سعادت نصیب ہوئی اطلاع دی تو تحریر فرمایا:

" اللہ تعالیٰ حسب تمنا آپ کو اس بارگاہ بیکس پناہ کی حاضری اور رمضان المبارک میں ان کی مواجہ میں قرآن کریم سنانا نصیب فرمائے۔ امید ہے فقیر کے لئے دعا کرتے رہیں گے اور اس دور افتادہ کا سلام عرض کریں گے، یہ وہ وقت ہو گا کہ فتح پوری جیسے ہزارہا کیف جس پر نثار ہوں گے " (یکم مئی ۱۹۵۱ء)

۱۹۵۷ء میں ایک صاحب کو اپنی طرف سے بیعت کر لینے کی اجازت عطا کرتے ہوئے لکھا:

---

[۱] مکتوب محررہ دہلی : ۲/ نومبر ۱۹۴۷ء۔ مکاتیب مظہری مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی

Marfat.com

"کلیم الرحمٰن صاحب نے خط لکھا تھا، جس کے جواب میں ان کو تمہارے سپرد کر دیا ---- وہ آئیں تو بیعت کر لینا ---- اللہ کے بندوں کو بھی اپنے مولیٰ کا نام سکھلاؤ، اس سلسلے میں ترقی ہو جائے گی انشاء اللہ تعالیٰ ۔ یہ انہی حضرات کا فیضان ہے جس نے فقیر کے قلب میں ڈالا اور ایک موقع بھی پیش کر دیا ۔"

دیکھا جائے تو آپس کی یہ محبت صرف اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے تھی ۔

قاری صاحب راقم کے بڑے بہنوئی تھے مجھ سے اور ہم سب بہن بھائیوں سے بڑی محبت فرماتے تھے ۔ یہ قاری صاحب کی محبت ہی تھی کہ راقم کے بڑے بھائی مولانا منور احمد علیہ الرحمۃ نے دہلی میں ایام علالت انہی کے ہاں گزارے اور ۱۹۴۲ء میں وہیں انتقال کیا ۔ بڑی ہمشیرہ مرحومہ نے بھی بیماری کے دوران انہی کے پاس وقت گزارا ۔ ۱۹۴۶ء میں ان کا انتقال وہیں پر ہوا ۔ ۱۹۴۷ء میں قاری صاحب پاکستان آئے اور ان کے گھر میں راقم کے بڑے بھائی مولانا محمد احمد علیہ الرحمۃ (شاہی امام مسجد فتح پوری دہلی) رہنے لگے ۔ خدا کی شان ۱۹۷۱ء میں ان کا وصال بھی اسی مکان میں ہوا یہ ظاہری اتفاقات قلبی محبتوں کے بھی عکاس ہیں ۔

راقم ۱۹۴۸ء میں پاکستان آیا تو کسمپرسی کا ایک عجب عالم تھا، ۱۹۴۷ء میں والدہ کا انتقال ہو چکا تھا پاکستان آنے کے دوسرے سال ہی ۱۹۴۹ء میں میرے بھائی مولانا منظور احمد کا انتقال ہو گیا ۔ غم و الم کے اس دور میں قاری صاحب اور ہمشیرہ صاحبہ کی محبتوں نے بڑی دلداری کی ۔ میں بہاولپور آ گیا، اس وقت تک عربی فارسی کی تعلیم تو کچھ حاصل کی تھی لیکن میٹرک نہ کیا تھا ۔ انہی دنوں قاری صاحب نے میرے غم غلط کرنے کے لیے اپنے ایک انجینئیر دوست سے کہہ کر ایک دفتر میں اہلکار لگوا دیا یہ الگ بات ہے کہ طبیعت کی خودداری دفتری مزاج سے ہم آہنگ تو نہ ہو سکی اور چند ہی روز میں ملازمت کا یہ سلسلہ منقطع ہو گیا لیکن اس حوالے سے قاری صاحب کی محبت کی ایک یاد دل میں رہ گئی ۔ اس کے بعد میٹرک سے لے کر بی۔اے تک سارے امتحانات قاری صاحب ہی کے ہاں بہاولپور میں رہ کر پنجاب یونیورسٹی سے پاس کیے اور بالآخر حیدر آباد سندھ میں تعلیم مکمل کر کے ۱۰

Marfat.com

سال بعد بحثیت لیکچرار ۱۹۵۸ء میں ملازمت کا آغاز کیا۔ قاری صاحب کے دولت کدہ پر پانچ پانچ، چھ چھ مہینے قیام رہتا ---- جب بہاولپور سے واپس حیدر آباد آتا تو اسٹیشن چھوڑنے آتے بڑی دوڑ دھوپ کرتے، کیونکہ اس زمانے میں بہاولپور سے سوار ہونا جوئے شیر لانے سے کم نہ تھا۔ وہ ہر موقع پر مجھے یاد رکھتے، ایک دو خط ان کی یادگار رہ گئے ہیں، ایک خط میں لکھا:

"آج ۷ فروری کو عزیزم اکرام الحق ★ کراچی سے آگئے ہیں، آپ کی تشریف آوری کا اشد انتظار ہے عید کے چاند کی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ ----" ؎۱

حقیقت یہ ہے کہ راقم کی زندگی کی تعمیر میں جن مشفقین نے اہم کردار ادا کیا ان میں قاری صاحب اور ہمشیرہ محترمہ نہایت ممتاز تھیں۔ راقم کی تعلیم و تربیت میں تو دونوں کا حصہ ہے ہی مگر دونوں نے مل کر ۱۹۶۴ء میں خاندان سادات میں نسبت کرا کے گھر بھی آباد کیا۔

کرم کر دی الٰہی زندہ باشی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضور کا گلشن جس طرح سر سبز و شاداب ہوا، قاری صاحب کی زوجہ محترمہ راقم کی بہن کا نام بھی فاطمہ ہی ہے الحمدللہ ان کا بھی گلشن ایسا ہرا بھرا ہوا کہ آج ان کے بیٹے بیٹیاں، پوتے پوتیاں، نواسے نواسیاں، پرنواسے پرنواسیاں ---- پاکستان اور دنیا کے دیگر ممالک میں آباد ہیں۔ الحمد اللہ ہمشیرہ محترمہ حیات ہیں ان کو اللہ تعالیٰ قائم دائم رکھے۔ راقم کی ہمشیرہ اور ان کی اولاد در اولاد کو اللہ تعالیٰ نے لحن داؤدی سے بھی نوازا ہے۔ مجالس میلاد میں اس خاندان کے چشم و چراغ جب نعتیں پڑھتے ہیں تو سماں باندھ دیتے ہیں۔

عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سدا بہار جذبے سے قاری صاحب کا پورا گھرانہ مہک رہا ہے۔ بڑے صاحب زادے پیرزادہ سید محمد طاہر نقشبندی مجددی مظہری حضرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہیں اور قاری صاحب کے بعد وہی صاحب سجادہ

---

★ قاری صاحب کے داماد سید اکرام الحق حقی مرحوم۔

؎۱ مکتوب محررہ بہاولپور ۔ ۷/ فروری ۱۹۵۱ء۔

Marfat.com

ہیں ، اللہ تعالیٰ ان کے فیض کو جاری رکھے ۔ دوسرے صاحبزادے ڈاکٹر سید محمد عارف بھی حضرت مفتی اعظمؒ سے بیعت ہیں اس وقت ایس ای کالج بہاولپور میں شعبہ اردو میں سینئر پروفیسر ہیں ۔ تیسرے صاحب زادے سید محمد زاہد صاحب پی آئی اے میں ملازم ہیں چوتھے سید محمد فاخر صاحب تبلیغ و ارشاد کے کام میں مصروف ہیں ۔

قاری صاحب کی زندگی قابل رشک ہے کہ ساری زندگی دین و مسلک کی خدمت میں گزاری ، سلسلے کو خوب پھیلایا اور تبلیغ و ارشاد کا حق ادا کر دیا اور اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اسوہ حسنہ کو پیش نظر رکھا کہ آپ نے دشمنان اسلام کے بھی قریب جا کر پیار سے اسلام کا پیغام پہنچایا اور ان کے دلوں کو نرما کر اسلام کا گرویدہ و جانثار بنایا ----- کوئی پیر ایسا نہ دیکھا جو مریدوں کی خدمت کرتا ہو ، قاری صاحب مریدین کی خدمت کرتے تھے ، ان کی ناگوار باتوں کو نظر انداز کر دیتے ، جب وہ ان کے دولت کدہ پر آتے تو ان کی ہر طرح خاطر اور دلداری کرتے ----- ان کے مرید بھی ان کو بہت چاہتے تھے ، بہت کم ایسے مریدوں کو دیکھا جو اپنے مرشد کے لیے بے قرار اور اشکبار ہوتے ہوں جیسے ان کے لیے ہوتے تھے ----- وہ خود بھی انتہائی سادہ اور مخلص اور ان کے مرید بھی سادگی اور عقیدت اور محبت سے سرشار تھے ----- اپنا پیٹ تو سب پال لیتے ہیں انسان بھی اور جانور بھی ، مگر اللہ کے بندوں کا کوئی نہیں بناتا ، اقبال نے سچ کہا تھا ۔

خدا کے بندے تو ہیں ہزاروں بنوں میں پھرتے ہیں مارے مارے
میں اس کا بندہ بنوں گا جس کو خدا کے بندوں سے پیار ہو گا

قاری صاحب نے انسانوں کو بنایا ، یہ دین کی خدمت بھی ہے اور انسان کی بھی ----- ان کے مریدین پاکستان میں بکثرت پھیلے ہوئے ہیں ۔ قاری صاحب ایک طویل عرصے بیمار رہے ، لیکن راضی برضا ، اور پھر لبوں پر تبسم لیے اپنے مولا کے حضور حاضر ہو گئے ۔

نشان مرد مومن با تو گویم
چو مرگ آید تبسم بر لب اوست

قاری صاحب کے وصال کے بعد راقم نے پروفیسر ڈاکٹر سید محمد عارف صاحب کی توجہ قاری صاحب کی سوانح کی تدوین کی طرف مبذول کرائی ۔ ڈاکٹر صاحب خاموشی

Marfat.com

سے کام کرتے رہے ، الحمد اللہ ، باوجود کثرت مشاغل اور عدیم الفرصتی کے انہوں نے یہ مہم سر کر لی ۔ راقم تہہ دل سے ان کا ممنون ہے کہ انہوں نے میری تمنا پوری کی اور ایک اہم فریضہ سرانجام دیا ۔

ضبط کن تاریخ را زندہ مشو

ڈاکٹر صاحب نے اس کتاب میں قاری صاحب کے حسب نسب اور علمی و روحانی فیضان ، دینی خدمات ، ملازمت ،عقد ، مسنونہ ، ہجرت ، حج بیت اللہ شریف ، تعمیر مساجد اور سیرت کے بعض اہم پہلوؤں کا ذکر کیا اور آخر میں قاری صاحب کے والد ماجد قاری محمد عبدالرحمٰن علیہ الرحمتہ کا تجدید و قرات سے متعلق ایک غیر مطبوعہ رسالہ بطور ضمیمہ شامل کیا ہے ----- الغرض یہ مجموعہ نہ صرف اہل خاندان بلکہ قاری صاحب کے سلسلے سے وابستہ حضرات کے لیے مفید رہے گا ۔ اللہ تعالیٰ خاندان کے ہر فرد اور ہر ارادت مند کے لیے اسے ہدایت و افادیت کا منبع و سرچشمہ بنادے ، آمین ۔

تاریخ و سوانح کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا ۔ افسوس کہ ہمارے مدارس میں اس کی طرف توجہ نہیں دی جاتی ۔ نیک انسانوں کے حالات پڑھ کر ہی نیکی کی تحریک ہوتی ہے ۔ نیک انسانوں کو بھلا دینا بڑی بد نصیبی ہے ۔ اس وقت عالم اسلام دشمنوں کے نرغے میں ہے ۔ جوانوں کو اسلاف سے بدگمان کیا جا رہا ہے اور تاریخ و سوانح کی اہمیت دل سے نکالی جا رہی ہے حقیقت یہ ہے کہ تاریخ و سوانح کی حفاظت سنت الہی ہے ----- پروفیسر ڈاکٹر سید محمد عارف قابل مبارک باد ہیں کہ انہوں نے اس سنت کو زندہ کر کے ایک اہم فریضہ سرانجام دیا ۔

ڈاکٹر محمد مسعود احمد ، بیت الخیر
۲/۱۷ سی (فرسٹ فلور)
پی ای سی ایچ سوسائٹی کراچی

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## آباواجداد اور خاندانی پس منظر:

حضرت قاری سید محمد حفیظ الرحمٰن علیہ الرحمہ کے اجداد کا سلسلہ ان پاک باطن ہستیوں سے ملتا ہے جنہوں نے اپنی سیرت و کردار اور روحانی تصرف و اختیار سے ہندوستان سے کفر کی تاریکیاں مٹانے میں بڑا اہم کردار ادا کیا ---- ان کے جدّ امجد حضرت شاہ حسین رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں مولانا فضل الرحمٰنؒ نے یہ واقعہ اپنی فارسی قلمی دستاویز میں قلمبند کیا ہے:

"حضرت شاہ حسین علیہ الرحمہ کو جب سید میران نوبہارؒ کے گھرانے موضع گوہلہ کی سجادگی تفویض ہوئی تو موضع اگوند کے علاقے کی جاگیر کا انتظام و انصرام بھی انہی کے سپرد ہوا۔ چنانچہ وہ اگوند ہی میں مقیم ہو گئے ----- لیکن اگوند کے ہندو زمینداروں کو آپ کا قیام ناگوار گزرا، یہاں تک کہ یہ لوگ فتنہ و فساد اور لڑائی پر اتر آئے ---- آپ کے ہمراہ چند خدام اور مریدین تھے، عرض کیا یہ لوگ تو لڑنے مرنے پر آمادہ ہیں، کیا کیا جائے؟ ------ فرمایا: میں نے اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کر دیا ہے۔ ادھر زمینداروں کے اشارے پر ہزار ہا لوگ لڑائی کے لئے آ گئے ---- لیکن وہ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بڑی فوج نے آپ کے گرد حصار باندھ رکھا ہے۔ یہ منظر دیکھا تو وہ خوفزدہ ہو کر بھاگ گئے اور کچھ عرصے بعد آپ کے دست حق پرست پر مشرف بہ اسلام ہو کر دل و جان سے آپ کے مطیع و فرمانبردار ہوئے۔" [1]

---

[1] قلمی دستاویز (فارسی) از مولانا فضل الرحمٰنؒ بروایت مولانا اکرام اللہؒ: محررہ ۱۴ شعبان ۱۲۹۳ ھجری۔

Marfat.com

انہی حضرت شاہ حسینؒ کے دو فرزند تھے: حضرت شاہ جیونؒ اور حضرت شاہ ایزد بخشؒ ---- حضرت شاہ جیونؒ نے موضع اگوند ہی میں قیام فرمایا آپ کی شادی بھوہر کے سادات گھرانے میں ہوئی۔ ان کے ہاں ایک فرزند شاہ محمد حیات تولد ہوئے، ان کا بھی اسی سادات گھرانے میں عقد ہوا ----- ان کے ہاں دو صاحبزادے تولد ہوئے: ایک حضرت روشن شاہؒ مجذوب، اور دوسرے شاہ قادر بخشؒ--- شاہ قادر بخشؒ کے ایک صاحبزادے شاہ حسین بخشؒ کے دو فرزند ہوئے یعنی محمد حسنؒ اور حافظ احمد حسنؒ اور ایک بیٹی زیب النساء ---- محمد حسن مرحوم کی کوئی اولاد نہ ہوئی، وہ موضع اگوند ہی میں مدفون ہیں ---- دوسرے صاحبزادے حافظ احمد حسنؒ کی شادی حضرت شاہ قاسم شاہؒ کی صاحبزادی صغریٰ النساء سے ہوئی۔ ان کے تین بیٹے: محمد فضل الرحمٰن، محمد عبدالرحمٰن اور ابوالحسن تولد ہوئے۔ اور پانچ بیٹیاں۔ ہمارے ممدوح قاری محمد حفیظ الرحمٰنؒ حضرت قاری محمد عبدالرحمٰنؒ کے چھ صاحبزادوں میں سے چوتھے نمبر پر تھے۔ (شجرہ نصب ضمیمے میں ملاحظہ فرمائیں)

شاہ جیون کے دوسرے بھائی شاہ ایزد بخشؒ کی شادی بھی بھوہر کے سادات گھرانے میں ہوئی ----- شاہ ایزد بخش کو مریدین "شاہ اجمیری" کہا کرتے تھے -- مراد آباد، پیلی بھیت اور بانس بریلی میں ان کے بکثرت مریدین تھے۔ ان کے انتقال کا واقعہ بھی اس خاندان کی روحانیت کا مظہر ہے۔ یہ واقعہ بھی مولانا اکرام اللہ کے حوالے سے مولانا فضل الرحمٰنؒ ابن حافظ احمد حسنؒ نے یوں قلمبند کیا ہے:

"پیلی بھیت کے شمال میں کمر گڑھ نگلہ ایک موضع ہے جس میں آرائیں اور بنجارہ قوم کے افراد حضرت شاہ ایزد بخشؒ سے بڑی عقیدت و ارادت رکھتے تھے ______ وہاں حضرت ایک موقع پر تشریف لے گئے لیکن خلاف معمول گاؤں میں نہیں گئے بلکہ گاؤں کے باہر ندی کے کنارے قیام کے لئے جگہ پسند کی۔ سواری سے اترے، وہاں بیٹھ گئے اور کہا فقیر کو یہی جگہ پسند ہے۔ اہل موضع نے جب آپ کی آمد کی خبر سنی تو دوڑے دوڑے آئے اور عرض کیا: حضور گاؤں میں تشریف لے چلئے ______ فرمایا: نہیں، اب تو ہماری

Marfat.com

جائے قیام یہی ہے. جہاں بیٹھے ہیں ______ جب مریدوں نے بہت زیادہ اصرار کیا تو فرمایا، ______ اچھا چلو، تمہاری خاطر چلا چلتا ہوں، لیکن مجھے رات کو ایک شیر لے کر اسی جگہ آجائے گا ______ لیکن وہ لے جانے پر مصر رہے۔ القصہ، مرید دیہات میں لے گئے اور شام ہی سے ہر طرح سے مسلح ہو کر حفاظت پر مامور ہو گئے کہ دیکھیں ہمارے حضرت کو شیر کیسے لے جائے گا؟ ______ حضرت نے ان کے یہ تمام انتظامات دیکھے تو مسکرائے ______ اور ______ جب آدھی رات گزری تو خدمت گزار سے پوچھا: کتنی رات گزری ہے۔ عرض کیا: نصف شب گزر چکی ہے ______ فرمایا: ابھی تھوڑی دیر ہے ______ اور پھر کچھ دیر بعد اچانک تمام مریدین اور محافظین پر ایسی غنودگی طاری ہوئی کہ ایک کو دوسرے کی خبر نہ رہی ______ اسی اثنا میں، ایک شیر نے باہر سے مکان کے اندر جست کی. جہاں حضرت قیام فرما تھے وہاں سے آپ کو اٹھایا، پھر جست لگائی اور باہر لے چلا۔ اتنے میں مریدین بھی ہوشیار ہو گئے ______ دیکھا کہ حضرت شاہ صاحب کو شیر اٹھائے لئے جا رہا ہے۔ مریدین نے اس کا تعاقب کیا، لیکن کوئی کوشش کامیاب نہ ہو سکی اور اسی جگہ پر جو حضرت نے کنار آب پسند فرمائی تھی لوگوں نے دیکھا کہ شیر حضرت کا سر مبارک اپنے ہاتھ میں اٹھائے بیٹھا ہے ______ لوگ قریب پہنچے تو شیر حضرت شاہ صاحب کو چھوڑ کر نظروں سے غائب ہو گیا ______ شاہ صاحب کو دیکھا تو جسم مبارک پر کوئی زخم نہ تھا ______ بس یہ ہوا کہ آپ عالم فانی سے عالم جاودانی کو سدھار چکے تھے۔ آج بھی حضرت کا مزار مبارک اسی جگہ زیارت گہ خلائق ہے۔" [۱]

[۱] قلمی دستاویز (فارسی) از مولانا فضل الرحمنؒ۔

Marfat.com

خاندان کے روحانی مزاج کا یہ تسلسل نسل در نسل جاری رہا ______ چنانچہ
حافظ احمد حسنؒ کے متعلق یہ واقعہ بھی قابل غور ہے کہ حضرت حافظ احمد حسنؒ گھوڑے
پر سوار تبلیغ دین کے لئے دھرمیڑی کے ارادتمندوں میں گئے تھے۔ گھوڑا کسی کھالے کو
عبور کرتے ہوئے گر پڑا آپ کے سر میں چوٹ آئی اور عین عالم جوانی میں انتقال فرمایا۔
تکفین و تدفین تک حیرت انگیز طور پر زندہ انسانوں کی طرح خون بہتا رہا ______ مولانا
اکرام اللہ نے ان کی تاریخ وفات ۲۱ رجب یوم شنبہ ۱۲۹۳ھ تحریر کی ہے آپ کا مزار
مبارک دھرمیڑی ہی میں ہے۔ مولانا اکرام اللہ نے جو قلمی دستاویز تحریر کی ہے وہ ۱۴
شعبان ۱۲۹۳ھ کی ہے۔ گویا حافظ احمد حسن کی وفات کو ایک ماہ بھی نہ گزرا تھا، انہوں
نے ان کے متعلق لکھا تھا کہ وہ جوان صالح اور متقی تھے۔ ان کی جواں مرگی پر افسوس
کرتے ہوئے انہوں نے فارسی کا یہ شعر بھی تحریر کیا:

گر پیر نود سالہ بمیرد عجبے نیست
ایں ماتم سخت است کہ گویند جواں مرد

حضرت حافظ احمد حسن کا یہ گھرانا پانی پت کے محلہ مخدوم زادگان میں آباد تھا
یہیں پر ان کے ہاں ۱۸۶۰ء یا ۱۸۶۱ء میں قاری عبدالرحمٰنؒ تولد ہوئے* ______

---

* حضرت قاری محمد عبدالرحمٰنؒ کے سن ولادت کا تعین مذکورہ ذیل شواہد کی روشنی میں کیا گیا ہے:۔

ا: مدرسہ رحمانیہ تحصیل کھرڑ ضلع انبالہ کے متعلق ۱۹۴۵ء کی ایک دستاویز سے پتہ چلتا ہے کہ وہ مدرسہ ۴۰ برس قبل یعنی ۱۹۰۵ء میں قائم ہوا اور حضرت قاری صاحب ہی نے اس کا آغاز کیا۔

ب: میری والدہ محترمہ کی روایت کے مطابق کھرڑ سے قبل حضرت قاری عبدالرحمٰنؒ بیس برس کے لگ بھگ دہلی میں تدریس و امامت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ گویا ۱۹۰۵ء سے پہلے بیس برس یعنی ۱۸۸۵ء۔

Marfat.com

ان کا شمار پانی پت کے مشہور قرا میں کیا جاتا ہے چنانچہ جامعہ رحیمیہ ملتان کے ناظم قاری محمد طاہر صاحب رحیمی نے اپنی تصنیف "سوانح فتحیہ" میں پانی پت کے مشاہیر قرا میں ان کا شمار کرتے ہوئے لکھا ہے :

" قاری پیر عبدالرحمٰن شاہ عرف پیر جی : سن ولادت معلوم نہ ہو سکا حافظ پیر بخش سے ناظرہ قرآن پڑھا - پھر شیخ الشیوخ قاری نجیب اللہ سے مشق کی اس کے بعد شیخ قاری عبدالرحمٰنؒ سے مشق کی اور سبعہ قرات پڑھیں ، مشاق اور ماہر تھے - طلباء کی تربیت اور تعلیم کی خاص مہارت تھی - قاری صاحب ممدوح ( یعنی ان کے استاد قاری عبدالرحمٰن اعمی) نے آپ کو خان پور ضلع انبالہ کے مدرسہ قرآن میں صدر مدرس مقرر کرا دیا تھا ------ چنانچہ آپ وہیں تعلیم میں مصروف رہے -----بکثرت طلباء نے آپ سے پڑھا - " ؎

پانی پت کے قرا صاحبان کے مختلف ادوار قائم کرتے ہوئے قاری طاہر صاحب نے حضرت قاری عبدالرحمٰن کو قاری عبدالرحمٰن اعمیؒ کے تلامذہ میں شمار کیا ہے اور نقشہ یوں دیا ہے :

ج: پانی پت سے دہلی پہنچنے پر ان کی عمر تیئیس چوبیس برس تو ضرور ہوگی - اس طرح ان کا سن ولادت ۱۸۶۱ء یا ۱۸۶۲ء بنتا ہے -

د: حضرت قاری عبدالرحمٰنؒ کا وصال ۱۹۴۸ء میں بہاول پور میں ہوا - اس وقت ان کی عمر تقریباً اسی (۸۰) برس بتائی گئی تھی -

؎ مقدمہ "سوانح فتحیہ" : ص : ۵۱

Marfat.com

دور سوم : قاری عبدالرحمٰن اعمیٰ مع تلامذہ

قاری سید قیام الدین — قاری عبدالعلیم انصاری — قاری اللہ دیا

قاری محمد یحییٰ انصاری — قاری محمد ابراہیم انصاری

قاریہ اکبری بیگم — قاری ابو محمد محی الاسلام عثمانی — قاری پیر عبدالرحمٰن شاہ

قاری سید محمد محتشم — قاری صدرالدین ★

لیکن اس نقشے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے اس کتاب کے صفحہ ۸۳ پر حضرت قاری عبدالرحمٰن عرف پیر جی کو قاری محی الاسلامؒ کے تلامذہ میں تحریر کیا ہے حالانکہ حقیقت یہ ہے قاری محی الاسلام ، حضرت قاری عبدالرحمٰن کے ہم درس ہی ہیں ----- قاری طاہر صاحب کو یہ تسامح غالباً اس لئے ہوا کہ حضرت قاری عبدالرحمٰنؒ کے سن پیدائش اور سن وفات کا ان کو علم نہیں ----- قاری عبدالرحمٰنؒ ۱۸۶۰ء یا ۱۸۶۱ء میں پیدا ہوئے جبکہ ص ۸۲ پر قاری محی الاسلام کا سن ولادت ۱۸۷۶ء ہے گویا عمر میں بھی قاری عبدالرحمٰن علیہ الرحمہ ان سے بڑے تھے قاری محی الاسلام کا ۱۹۵۳ء میں وصال ہوا جبکہ قاری عبدالرحمٰنؒ نے ۱۹۴۸ء میں داعی اجل کو لبیک کہا --- اس طرح قاری عبدالرحمٰن علیہ الرحمہ قاری محی الاسلامؒ کے ہم درس تو ہو سکتے ہیں استاد نہیں۔

---

★ "سوانح فتحیہ" : قاری محمد طاہر : ادارہ کتب طاہریہ ، مغل آباد ملتان - مطبوعہ ۱۹۸۸ء ص : ۸۳

87222

Marfat.com

حضرت قاری عبدالرحمن علیہ الرحمہ کے فن قرات میں مہارت کا منہ بولتا شاہکار وہ قرآن مجید جس میں انہوں نے اپنے قلم سے سالہا سال کی محنت شاقہ سے قرآن کریم کی ہر سطر میں سات قراتوں کے اختلاف کی تفصیل سے نشاندہی کی ہے ـــــ اس کے ایک صفحے کا عکس یہ ہے :-

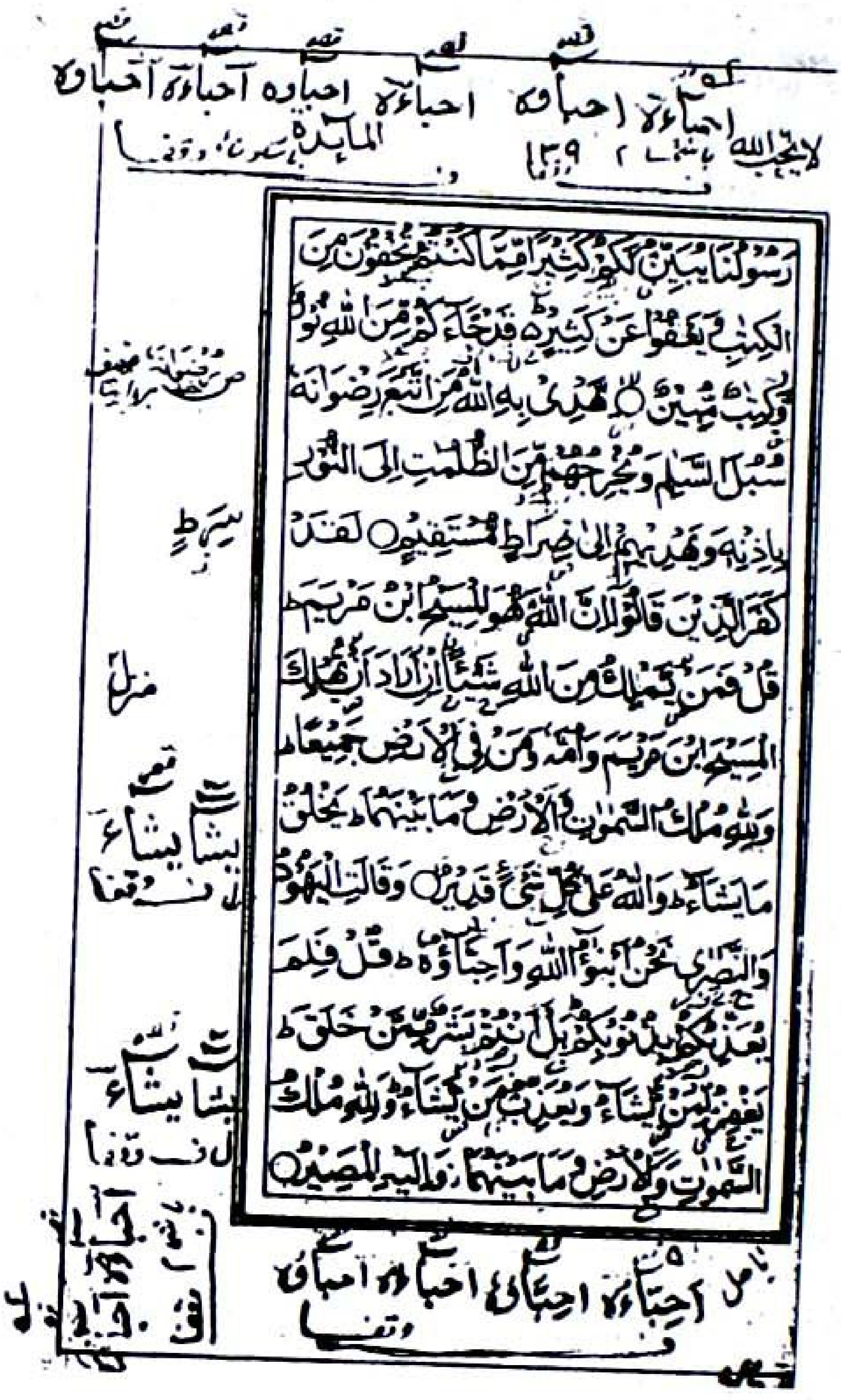

رسولنا يبين لكم كثيرا مما كنتم تخفون من
الكتب ويعفوا عن كثير قد جاءكم من الله نور
وكتب مبين ○ يهدي به الله من اتبع رضوانه
سبل السلم ويخرجهم من الظلمت الى النور
باذنه ويهديهم الى صراط مستقيم ○ لقد
كفر الذين قالوا ان الله هو المسيح ابن مريم
قل فمن يملك من الله شيئا ان اراد ان يهلك
المسيح ابن مريم وامه ومن في الارض جميعا
ولله ملك السموت والارض وما بينهما يخلق
ما يشاء والله على كل شيء قدير ○ وقالت اليهود
والنصرى نحن ابنؤا الله واحباؤه قل فلم
يعذبكم بذنوبكم بل انتم بشر ممن خلق
يغفر لمن يشاء ويعذب من يشاء ولله ملك
السموت والارض وما بينهما واليه المصير ○

اس کے علاوہ مخارج حروف کے سلسلے میں نہایت سلیس انداز میں ایک کتابچہ بھی ان کی یادگار ہے (جو افادہ عام کے لئے ضمیمے میں شامل ہے)۔

حضرت قاری عبدالرحمن علیہ الرحمہ پانی پت سے تکمیل فن کے مراحل طے کر کے ۱۸۹۰ء کے لگ بھگ دہلی آئے اور وہاں رائے سینا ، اجمیری گیٹ اور حوض والی مساجد میں فن قرات کی تدریس میں مشغول رہے اسی اثنا میں خان پور ضلع انبالہ کے

Marfat.com

ایک صاحب حاجی سوندے خان نے اپنے مرشد مولانا عبدالرحیم رائے پوری سے درخواست کی کہ ان کے ہاں کسی جید قاری کا بندوبست کیا جائے ______ مولانا نے اپنے دوست قاری عبدالرحمٰن اعمیٰ سے ذکر کیا اور انہوں نے اپنے قابل فخر شاگرد قاری محمد عبدالرحمٰن کو منتخب کیا۔ قاری محمد عبدالرحمٰن اپنے استاد کی خواہش پر خان پور پہنچے اور وہاں کے مدرسے کا اہتمام سنبھال لیا ______ خان پور میں ایک سال ہی قیام کیا ہوگا کہ ندی کے پار کے قصبے "کھرڑ" والوں نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ حضرت قاری عبدالرحمٰن ان کے ہاں درس و تدریس کا سلسلہ قائم کریں۔ چنانچہ ۱۹۱۱ء میں "مدرسہ رحمانیہ" کھرڑ کا قیام عمل میں آیا اور حضرت قاری عبدالرحمٰن وہاں منتقل ہو گئے اور یہیں پر تقسیم ہند تک وہ دینی خدمات سرانجام دیتے رہے۔

"کھرڑ" کے دوران قیام ہزاروں حفاظ اور قرا یہاں سے فیض یاب ہو کر نکلے ان میں امراء بھی تھے اور غربا بھی بینا بھی اور نابینا بھی ______ ان کے پوتے حضرت قاری عبدالقدیر صاحب راوی ہیں کہ آپ کے رعب اور دبدبے کا یہ عالم تھا کہ ریاست مالیر کوٹلہ کے وزیراعظم کے دو صاحبزادے ان کے مدرسے میں قرآن پاک کی تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ ایک بار چھٹیوں میں گھر گئے تو کچھ دن زیادہ ہو گئے، چند روز کی غیر حاضری کے سبب بچے مدرسے آتے ہوئے ڈر رہے تھے۔ چنانچہ خود ان کے والد وزیراعظم مالیر کوٹلہ انہیں ساتھ لے کر آئے لیکن خود ان کی بھی ہمت نہ پڑی کہ بچوں کے تاخیر سے آنے پر حضرت قاری عبدالرحمٰن کا سامنا کر سکیں۔ چنانچہ بچوں کو قریب میں ایک صاحب کے سپرد کر کے چلے گئے کہ انہیں مدرسے میں پہنچا دینا ______ یہ تھا استادوں کا ادب ______ اور پھر استاد بھی کیسے کہ جن کے فیضان نظر سے قسمتیں بدلتی تھیں۔ قاری صاحب کے یہ شاگرد یعنی کرنل سعید ہاشمی ریاست بہاولپور میں وزیر حضوری کے منصب پر فائز رہے، اور دوسرے صاحبزادے مولانا جمیل الدین بھی انسپکٹر مدارس عربیہ کے عہدے پر کام کرتے رہے۔

اس مدرسے میں ہمہ وقت پچاس ساٹھ طلبا حفظ اور قرات کی تحصیل میں مشغول رہتے ______۔ قاری محمد عبدالرحمٰن نے صرف دوسروں ہی کو فیضیاب نہیں

Marfat.com

کیا بلکہ اپنے بیٹوں کو بھی اس فن میں کامل و یکتا کیا ، خصوصاً ہمارے ممدوح حضرت قاری محمد حفیظ الرحمٰنؒ کو ـــــ

حضرت قاری محمد عبدالرحمٰنؒ کی شادی ۱۹۰۰ء کے لگ بھگ ان کی عم زادہ سیدہ امۃ الحبیب سے ہوئی ـــــ اس وقت وہ بسلسلہ ملازمت دہلی میں مقیم تھے لیکن بچوں کا مستقل قیام پانی پت کے محلہ مخدوم زادگان میں تھا ـــــ ان کے ہاں سب سے پہلے دو بیٹیاں پیدا ہوئیں اسکے بعد ان کے سب سے بڑے صاحبزادے قاری محمد فتح الرحمٰنؒ ان کے بعد قاری حافظ محمد عبدالسلام، پھر حافظ عزیز الرحمٰن تولد ہوئے ۔ قاری محمد حفیظ الرحمٰنؒ ۱۹۱۱ء میں بمقام خان پور ضلع انبالہ تولد ہوئے ـــــ ان کے بعد حافظ قاری حفظ الرحمٰنؒ اور سب سے چھوٹے صاحبزادے علامہ محمد عبدالرحیمؒ تھے ـــ یہ تمام صاحبزادگان گھر میں جاری قرآن کریم کے فیض سے مستفیض ہوئے ـــــ بعد ازاں دیگر علوم کی تحصیل و تکمیل کے لئے کہیں اور رجوع کیا ۔ تقسیم ہند کے بعد قاری محمد عبدالرحمٰنؒ کے ریاست بہاولپور میں ورود ان کے لائق شاگرد کرنل سعید ہاشمی اور مولانا جمیل الدین کے سبب ہوا ۔ چنانچہ پاکستان میں ایک برس ان کا شہر بہاولپور میں قیام رہا ۱۹۴۸ء میں وہ اس حالت میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے کہ قرآن کریم پڑھ کر اٹھ رہے تھے اور قرآن پاک کی طرف ہی ان کے ہاتھ بڑھے ہوئے تھے ـــــ مخدوم زادہ حسن محمود کے والد حضرت غلام میراں شاہؒ ان کی شہرت سن کر ملنے تشریف لائے اور قرات سن کر بے اختیار ہو گئے ۔ مخدوم صاحب حضرت قاری صاحب سے بے حد محبت فرماتے تھے ۔

قاری محمد عبدالرحمٰنؒ نے "کھرڑ" کے مدرسے میں قرآن پاک کی تدریس کے فرائض سرانجام دیئے وہاں ان کی اہلیہ امت الحبیب حسنؒ صورت و حسن سیرت میں بے مثال تھیں ۔ شوہر کی اطاعت و خدمت کی ایسی مثالیں قائم کر گئیں کہ ان جیسا ہونا مشکل ہے ۔ عموماً بہوویں ساس سے شاکی رہتی ہیں لیکن میری والدہ اور چچی صاحبہ اپنی ساس کی تعریف کرتے نہیں تھکتیں ۔ مدرسے کے پچاس ساٹھ طلباء کا دو وقت کھانا پکانا روز کا معمول تو تھا ہی ، اس کے علاوہ علاقے کے لوگ بے آسرا اور یتیم بچیوں کو ان کے سپرد کر جاتے ـــــ بچیاں بیمار ہوتیں ـــــ کسی کے پھنسی پھوڑے نکل رہے ہیں ،

Marfat.com

زخم بن گئے ہیں ان کی صفائی اور مرہم پٹی کرتیں یہاں تک کہ چچی صاحبہ کا کہنا ہے کہ بعض بچیوں کے زخموں میں کیڑے پڑ جاتے وہ ان کی صفائی کرتیں کیڑے چن چن کر نکال رہی ہیں ، نہلا دھلا رہی ہیں ـــــــ پھر شوہر کی خدمت میں کوئی کسر نہ چھوڑتیں ـــــــ اور ان سب خدمتوں میں ساری زندگی کبھی ماتھے پر ذرا سی شکن بھی نہ آئی ان کا کہنا ہے کہ یہ عظیم اور بے مثال خاتون جب بستر مرگ پر تھیں ، آخری لمحوں میں نور کا ایک ہالہ روشن ہوا ، کمرہ جگمگا اٹھا سب اس غیر متوقع صورت حال سے حیرت زدہ بھی ہوئے اور خوفزدہ بھی ـــــــ اور وہ نور کمرے سے نکل کر آسمانوں کی وسعتوں میں گم ہو گیا ـــــــ یہ صورت حال چند لمحوں کے لئے تھی ، بیٹوں نے گھبرا کر اپنی والدہ کی طرف دیکھا تو ان کی مقدس اور پاک روح قفس عنصری سے پرواز کر چکی تھی ـــــــ مرحومہ کو یہ درجہ کیوں نہ ملتا ، ساری زندگی خدمت میں گذری پھر جن کے سارے بیٹے حافظ اور قاری ہوں ـــــــ جن کے شوہر نے ساری زندگی قرآن کی خدمت میں گذاری ہو ـــــــ وہ تو جنت کے جس دروازے سے چاہیں داخل ہو سکتی تھیں ـــــــ ۔

اس تمام تفصیل سے مقصود یہ بتانا ہے کہ جب ماں اور باپ تقویٰ اور پرہیزگاری کی ایسی منزل میں ہوں تو ان کے بچے کیوں نہ فرشتہ صفت ہوں۔ ایسی مائیں نسل انسانی کا بیش قیمت سرمایہ ہوتی ہیں ۔

گھر اور مدرسے کا یہی وہ ماحول تھا ، جس میں حضرت قاری حفیظ الرحمنؒ نے تربیت پائی ۔ چنانچہ آپ فرماتے تھے کہ بچپن میں ان کے کھیل یہی ہوا کرتے تھے کہ نہر کے قریب مٹی کے گھروندوں کی جگہ مسجدیں بناتے ۔

اپنے والد گرامی سے عربی ، فارسی کی تعلیم حاصل کی اور انہیں سے حفظ قرآن اور قرات کا فن سیکھا ـــــــ ان کا کہنا تھا کہ ایک ایک حرف کے مخرج کی مشق کئی کئی ہفتوں تک کی جاتی ـــــــ اس زمانے میں لاؤڈ سپیکر اور ٹیپ ریکارڈ تو تھے نہیں کہ اپنی آواز دوبارہ سن کر مخارج کو درست کر لیا جاتا ۔ اس سلسلے میں انہوں نے پانی کے خالی گھڑے استعمال کئے ۔ اس میں منہ ڈال کر حرف کی آواز نکالتے ، آواز اس کے گہراؤ

Marfat.com

سے گونجتی ہوئی نکلتی اور کانوں کو صحیح اندازہ ہوتا کہ یہ آواز استاد کی سکھائی ہوئی آواز سے مطابقت رکھتی ہے یا نہیں ۔ اسی طرح حفظ قرآن میں توجہ کا یہ عالم تھا کہ اس میں اس خیال سے انہوں نے لمبے بال رکھے کہ اس میں نیند اگر رکاوٹ بنے تو ان بالوں کو پتلی رسی سے باندھ کر اگلا سرا کسی بلند چیز سے باندھ دیتے یوں جب غنودگی میں جھٹکا لگتا تو آنکھ کھل جاتی ۔ حفظ قرآن اور قرات کو اتنی محنت سے سیکھا تو پھر اس میں وہ لوچ اور مٹھاس پیدا ہوئی کہ بہت کم قراء ان کے ہم پلہ نظر آتے ۔ جہاں جمعے کی نماز پڑھاتے ، لوگ ان کی قرات سننے کے شوق میں کھنچے چلے آتے ۔ انہوں نے کبھی گا کر ، کانوں پر ہاتھ رکھ کر یا آواز پر بہت زیادہ زور لگا کر قرآن پاک نہیں پڑھا ۔ قرأت قرآن کا کمال یہ تھا کہ روانی سے پڑھتے ہوئے بھی ہر حرف کی آواز الگ سے سنائی دیتی ۔ اور اتنی سہولت سے الفاظ کی ادائیگی کرتے کہ کانوں کو سرور ملتا ۔ سننے والا وجد میں آ جاتا ۔ لگتا تھا کہ انہیں پڑھنے میں کوئی محنت ہی نہیں کرنا پڑ رہی ، نہ پڑھنے میں انقباض کی کیفیت طاری ہوتی نہ منہ بگڑتا نہ آواز کے زیروبم میں بہت زیادہ فرق ہوتا ـــــــ بس یوں معلوم ہوتا کہ پانی کی ہلکی ہلکی لہریں ہیں جو دل و دماغ کو سکون بخش رہی ہیں : ہلکے سروں کی نغمگی ، روح تک اتر جانے والی !

تکمیل فن کے بعد سند فضیلت کے لئے یہ واقعہ بھی اہمیت رکھتا ہے کہ حضرت قاری عبدالرحمٰنؒ نے اپنے بیٹے کو پانی پت بھیجا اور ہدایت کی کہ وہاں ہمارے دوست قاری محی الاسلام صاحب کو قرآن پاک ضرور سنا کر آنا ۔ چنانچہ ، آپ وہاں گئے ، ان سے ملے ، قرآن پاک کا رکوع سنایا ـــــــ انہوں نے پسندیدگی کا اظہار فرمایا اور کہا قاری عبدالرحمٰن صاحب نے بڑی محنت کی ہے ۔ البتہ ہمزہ کی ادائیگی میں مزید مشق کا مشورہ دیا ۔ نوجوانی کا زمانہ ، فن تجوید کو بڑی محنت سے سیکھا تھا ۔ اس لئے قاری صاحب کے دل میں اس مشورے کے سبب اک ملال سا ہوا ۔ پانی پت سے واپس کھرڑ پہنچے ، قاری عبدالرحمٰنؒ نے چھٹتے ہی یہ پوچھا کہ قاری محی الاسلام صاحب کے پاس گئے تھے؟ ـــــــ انہوں نے پورا قصہ سنا دیا ۔ قاری صاحب کا فرمانا تھا کہ یہ سن کر ان کی آنکھوں میں خوشی سے آنسو آ گئے ۔ کہا ، تمہیں مبارک ہو کہ انہوں نے پسند کا اظہار کیا ورنہ ان کو تو کسی

Marfat.com

کا پڑھا بڑی مشکل ہی سے پسند آتا ہے۔

قرآن کریم کی محبت سے بھرپور یہی وہ مقدس ماحول تھا جس کے زیر اثر ان کے دل میں عشق الہیٰ اور محبت رسول ؐ کے چراغ روشن ہوئے ، اسی حوالے سے اولیاء اللہ سے والہانہ عقیدت و محبت پیدا ہوئی ۔ سرہند شریف ان کے قصبے سے زیادہ دور نہ تھا حضرت مجدد الف ثانی کے مزار پر حاضری دیتے اسی طرح حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ کے عرس میں شرکت کے لئے جاتے ۔ دہلی میں بائیس خواجاؤں کی چوکھٹ پر حاضری ان کا معمول رہا ۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء ، حضرت خواجہ باقی باللہؒ سے خصوصی عقیدت تھی ۔ پاکپتن شریف میں حضرت بابا فرید گنج شکرؒ کے مزار پر حاضری تو ان کا عمر بھر کا معمول رہا ۔ اسی زمانے میں ان کے دل میں سب سے بڑے دربار یعنی خانہ کعبہ اور روضہ رسول ؐ کی حاضری کی تڑپ پیدا ہوئی ۔

پیدل حج کا ارادہ :

لڑکپن اور جوانی کا زمانہ ، انسان بڑے سے بڑے ارادے کی تکمیل کا جذبہ دل میں رکھتا ہے ۔ حضرت قاری صاحب نے دل میں ٹھان لی کہ پیدل حج کو جائیں گے اور راستے میں محنت مزدوری کرتے ہوئے زاد راہ مہیا ہوتا رہے گا ۔ چنانچہ غالباً یہ 30-1929 کا زمانہ ہو گا ، خیال کیا کہ اگر والدین سے اجازت لی تو وہ ازراہ محبت اس قدر طویل سفر کی شاید اجازت نہ دیں ، مدرسے کے ایک شاگرد سے ذکر کر دیا اور سفر کے پہلے مرحلے میں پاکپتن شریف پہنچے ۔ ظاہر ہے پیدل ضلع انبالہ سے چل کر پاکپتن پہنچنے میں وقت بھی لگا اور خرچ بھی ہوا ہو گا ۔ پاکپتن شریف میں بابا صاحب کے مزار پر حاضری دی ، زاد راہ ختم ہو چکا تھا ، یہ وہ زمانہ تھا جب بہشتی دروازے کے سامنے والا دالان تعمیر ہو رہا تھا ۔ قاری صاحب نے ارادہ کیا کہ بنیادوں کا کام ہو رہا ہے ، مزدوری کر لوں ، زاد راہ بھی ہو جائے گا اور ایک مقدس کام بھی ۔ ٹھیکیدار کے سامنے گئے ۔ کہا : مزدوری کرنی ہے ۔ اس نے بڑے تعجب سے انہیں دیکھا ۔ ایک شریف زادہ سرخ و سفید رنگت ، میانہ قامت ، سیاہ

Marfat.com

گھنی داڑھی ، بڑی بڑی آنکھیں ، روشن پیشانی ، کرتہ اور شلوار میں ملبوس ایک عالم مزدوری کا طالب ہے ۔ تعجب تو ہونا ہی تھا ۔ لیکن جب مقصد سفر سنا تو اس نے بھی نہایت عقیدت و محبت سے کام پر لگا دیا ۔ اس سے زیادہ خوش قسمتی کیا ہو سکتی تھی کہ ایک بزرگ کے مزار کی خدمت کے عوض زاد راہ لے کر حج کے سفر کا آغاز کیا جائے ۔ قاری صاحب کا ہمیشہ یہی معمول رہا کہ جب بھی کسی اہم کام خصوصاً اہم سفر کے لئے روانہ ہوتے تو بابا صاحب کے ہاں ضرور حاضری دے کر اذن سفر چاہتے ۔ چنانچہ پیدل سفر حج کے لئے آگے روانہ ہوئے _______ لیکن اس کے بعد ایک عجیب واقعہ ہوا انہوں نے سر شام سفر شروع کیا ، گرمیوں کا زمانہ تھا ، سوچا ، رات کا سفر ٹھنڈا رہے گا ۔ رات بھر چلتے رہے ۔ صبح ہوئی تو کیا دیکھتے ہیں کہ پاکپتن شریف کی حدود ہی پار نہیں کر سکے ۔ خیال کیا شاید کوئی غلطی ہو گئی راستہ بھٹک کر وہیں پھرتا رہا ہوں ۔ چنانچہ گرمی کا سارا دن گزار کے شام کو پھر آگے چلنا شروع کر دیا ۔ لیکن اس روز بھی یہی واقعہ پیش آیا۔ کہ جہاں سے چلے تھے وہیں کے وہیں موجود ۔ سوچا شاید پھر راستہ بھول گیا ہوں گا ۔ لیکن جب تیسرے روز بھی حدود شہر سے نہ نکل سکے تو حیرت اور مجبوری میں نہر کے کنارے قیام کیا اور سوچ میں پڑ گئے کہ اب کیا کیا جائے ۔

قاری صاحبؒ حضرت بابا فرید گنج شکرؒ کے مزار کے باہر صحن میں

Marfat.com

ادھر، "کھرڑ" میں ڈھنڈیا پڑ گئی کہ قاری حفیظ الرحمٰن کہاں چلے گئے ______ کسی شاگرد نے دبے لفظوں میں کہا کہ وہ پیدل حج پر جانے کا کہہ رہے تھے۔ جب ان کے والد کو یہ پتہ چلا تو انہیں بڑا فکر ہوا کہ حج کا طویل سفر اور اس کی صعوبتوں کو وہ کیسے برداشت کریں گے۔ تاہم انہیں اپنے بیٹے کے اس انداز کا علم تھا کہ انہیں جب بھی موقع ملتا حضرت بابا فرید گنج شکرؒ کے مزار پر ضرور جاتے تھے۔ چنانچہ اب بھی انہیں یہی خیال آیا کہ ہو نہ ہو وہ پاکپتن شریف ضرور جائیں گے۔ انہوں نے ایک شاگرد کو پاکپتن شریف بھیجا، ان کی سلامتی کے لئے دعا کی اور ایک تعویذ بھی لکھ کر ایک بھاری پتھر کے نیچے دبا دیا۔ شاگرد پاکپتن شریف پہنچا، شکل و شباہت لوگوں سے پوچھتا پچھاتا نہر کے کنارے جا پہنچا۔ قاری صاحب سے ملاقات ہوئی اور ان کے والد صاحب کا پیغام پہنچایا کہ واپس چلے آؤ۔ واپسی ہوئی "کھرڑ" پہنچے، بیٹے کے مقدس ارادے کو سراہتے ہوئے انہیں گلے لگایا، حالانکہ ان کے والد کا غصہ اتنا تیز تھا کہ معمولی سی غلطی پر ادھیڑ کر رکھ دیتے تھے ______ یہاں تو بات ہی کچھ اور تھی ______ اللہ اور رسول ﷺ کی محبت جس نوجوان کے دل میں سما جائے تو والدین کو اس سے بڑھ کر نعمت اور کیا چاہیئے۔ لیکن باپ کی محبت بھی اپنی جگہ، انہوں نے اپنے بیٹے کو وہ تعویذ دکھایا اور کہا کہ اس کی تاثیر سے تم جہاں تھے اس سے آگے نہ بڑھ سکے ورنہ تمہارا تلاش کرنا مشکل ہو جاتا۔ انہوں نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ایک نہیں بہت سے حجوں کی سعادت نصیب فرمائے۔ باپ کے دل سے یہ نکلی ہوئی دعا حرف بہ حرف پوری ہوئی اور قاری صاحبؒ نے ساری زندگی تنگی و ترشی میں بسر کرنے کے باوجود چار مرتبہ حج کئے۔

## دہلی : ملازمت اور عقد مسنونہ :

حضرت قاری صاحب کے حج کے مقدس سفروں کے ایمان افروز حالات تو بعد میں آئیں گے پہلے ان کی زندگی میں ان کی ملازمت اور شادی کا اہم مرحلہ ______ کہ شادی کے حوالے سے ان کا ایک اور روحانی خانوادے سے تعلق قائم ہوا، جس کی علمی اور

Marfat.com

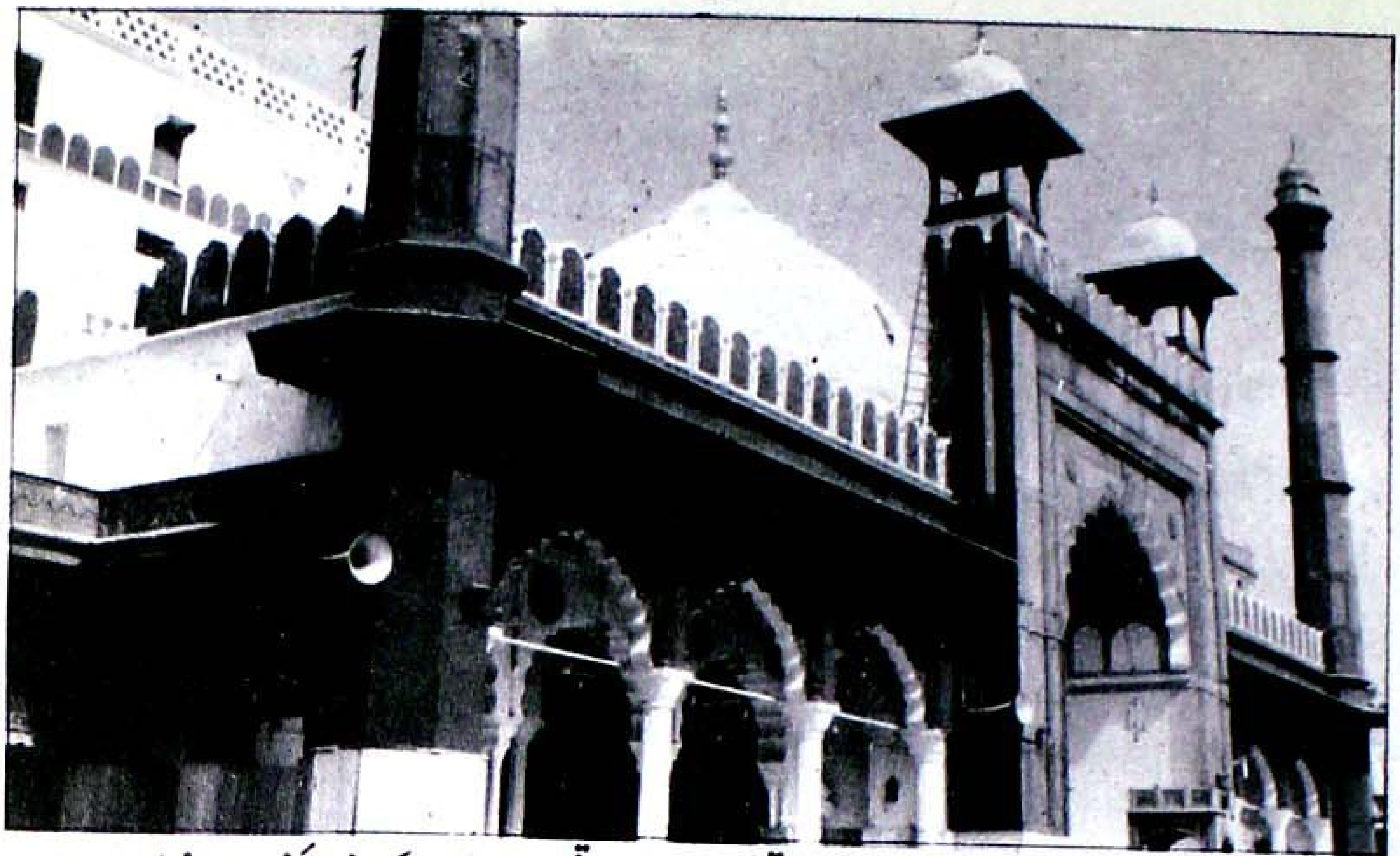

مسجد فتح پوری دہلی: جہاں حضرت قاری صاحب ؒ تقسیم ہند سے قبل، تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔

روحانی عظمت کی ہند اور بیرون ہند لوگوں کے دلوں پر دھاک بیٹھی ہوئی تھی ۔ اس طرح یہ صرف نکاح کا بندھن ہی نہیں عشق و محبت کے روحانی سفر کا ایک نیا آغاز تھا۔ میری مراد ہے، مفتی اعظم ہند شاہ محمد مظہراللہ ؒ سے، جو دہلی کی عظیم شاہی جامع مسجد فتح پوری کے نہ صرف شاہی خطیب تھے بلکہ فقہ اسلامی کے زبردست عالم ہندوستان کے مفتی اعظم اور صاحب کرامت بزرگ ۔

حضرت قبلہ قاری صاحب کے والد گرامی قاری محمد عبدالرحمن دہلی کے دوران قیام میں حضرت مفتی اعظم کے پاس بھی تشریف لے جاتے تھے ۔ قاری صاحب فن تجوید اور حفظ کے مرحلوں کو طے کر کے مدرسہ امینیہ مسجد فتح پوری میں شعبہ حفظ و قرات میں مدرس مقرر کئے گئے ۔ یہیں پر وہ حضرت مفتی اعظم ؒ کی شخصیت سے متاثر ہوئے ۔ اس ملازمت کو ایک ڈیڑھ ماہ ہی گزرا ہو گا کہ قاری صاحب کی بڑی ہمشیرہ مفتی صاحب کے گھر پیغام لے کر گئیں ۔ یہ 31-1930 کا سن تھا، پیغام کے بعد چھان پھٹک کیا ہونی تھی، خاندان دین دار اور باشرع ۔ مفتی صاحب کے گھرانے میں تو شادی کے لئے صرف ایک ہی شرط ہوتی تھی کہ لڑکا دین دار اور باریش ہو ۔ یہاں سب صفات پوری طرح موجود تھیں حسن صورت اور حسن سیرت اس پر مستزاد تھی ۔ رشتہ منظور کر لیا گیا ۔

چنانچہ حضرت قبلہ قاری صاحب کی شادی ۱۹۳۲ء کے لگ بھگ مفتی اعظم ؒ کی صاحبزادی

Marfat.com

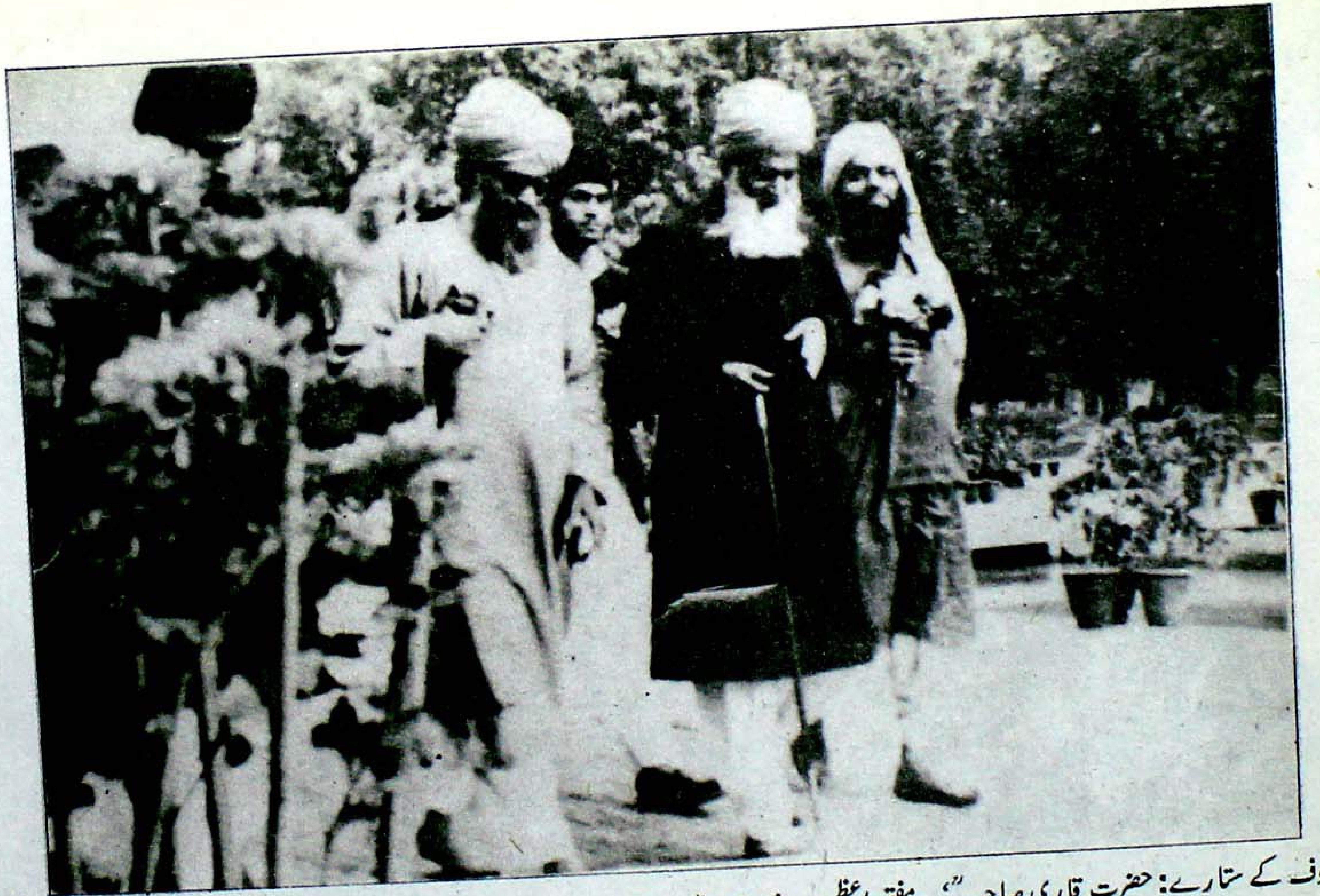

آسمان تصوف کے ستارے: حضرت قاری صاحبؒ، مفتی اعظم ہند شاہ محمد مظہر اللہؒ، حضرت مفتی محمود احمد الوریؒ (درمیان میں صاحبزادہ سید محمد طاہر صاحب)

Marfat.com

حضرت مفتی اعظم محمد مظہر اللہؒ کا مزار مبارک: تبت کے دلائی لامہ عقید تاً کھڑے ہیں۔

فاطمہ بیگم سے ہوئی۔ مفتی صاحب سے اس ظاہری تعلق کے ساتھ قاری صاحب نے ان سے روحانی فیض بھی حاصل کیا۔ وہ ان کے سیرت و کردار کے بے حد معترف تھے۔

شادی کے بعد حضرت قاری صاحب نے لاہور میں انجمن حزب الاحناف کے مہتمم ابو البرکات سید احمدؒ سے دورہ حدیث کی تکمیل کی، فن خطابت سیکھا۔ تقسیم ہند تک حضرت قاری صاحب مسجد فتح پوری کے مدرسہ عربیہ میں شعبہ تجوید سے وابستہ رہے۔

## ہجرت:

۱۹۴۷ء میں فسادات پھوٹ پڑے۔ "کھرڑ" سے حضرت قاری عبدالرحمٰنؒ اپنے بیٹوں حافظ عبدالسلام، حافظ حفظ الرحمٰن اور مولانا عبدالرحیم اور اہل خانہ کے ہمراہ ہجرت کی سختیاں جھیلتے ہوئے بہاولپور پہنچے، تو قاری صاحب نے بھی بہاولپور آنے کے لئے دہلی کو خیر باد کہا۔ لیکن ہجرت کے پہلے ہی مرحلے میں ہمایوں کے مقبرے کے کیمپ میں ٹھہرنا پڑا۔ برسات کا موسم، ہزار ہا انسانوں کا بے ہنگم ہجوم ______جہاں جس کو جگہ ملی، چادریں تان کر پردہ کر کے چھپ رہے۔ لیکن انسان کے ساتھ ایک ہی تو مسئلہ

Marfat.com

نہیں ـــــ حوائج ضروریہ کے ساتھ گندگی ـــــ ہزاروں آدمی، پردوں کے پیچھے جھاڑیوں کی اوٹ میں، ان گنت عورتیں ـــــ ہر طرف تعفن اور سڑاند ـــــــ اوپر سے برسات کی کیچڑ، اور پھر، ہیضہ پھوٹ پڑا۔ اللہ اللہ کیا وقت تھا، ایک ڈیڑھ ہفتے میں صدیاں بیت گئیں۔ بے آرامی اور تھکن سے چور ـــــــ زندگی سے اکتائے ہوئے۔ شہر والوں کا یہ حال کہ کرفیو اور فسادات کے ڈر سے گھروں میں بند تھے۔ اگر انہیں معلوم بھی ہو جاتا کہ ان کے عزیزوں کا کیا حال ہے تب بھی وہ بے بس تھے۔ ہمایوں کے مقبرے کے مارے ہوئے تھوڑے تھوڑے کر کے دہلی اسٹیشن پر دھکیلے جانے لگے۔ دوسری یا تیسری گاڑی میں قاری صاحب اور ان کے اہل خانہ کو جگہ ملی۔ گاڑی جوں کی رفتار سے رینگ رہی تھی۔ ذرا تیز ہوئی، ہوا لگی سکون ملا، لیکن رات کے کسی پہر گاڑی اچانک دھماکے سے رک گئی۔ معلوم ہوا، لائنوں پر رکاوٹیں کھڑی کر دی گئی ہیں۔ سکھ کرپانیں اور بلم لئے نظر آئے ـــــ رات کے سناٹے میں گاڑی پر ہلہ بول دیا گیا ـــــــ خوف و دہشت سے حلق کے اندر دھنسی ہوئی آوازیں، بچوں اور عورتوں کی چیخ و پکار۔ کہیں مردوں نے مزاحمت کی تو انہیں خون میں نہلا دیا گیا۔ گاجر مولیوں کی طرح لوگوں کو کاٹا جانے لگا ـــــ لڑکیاں اغوا کی جانے لگیں۔ یہی سکھ اور بلوائی قاری صاحب کے ڈبے میں بھی چڑھے۔ ان کے گلے میں حمائل شریف تھی۔ ان کی اہلیہ، مفتی اعظم ہند کی صاحبزادی کو اللہ نے اس موقع پر وہ جرات اور ہمت عطا فرمائی کہ تلواریں سونتے ہوئے سکھوں کے آگے سینہ سپر ہو گئیں۔ جب سکھوں نے ان کی بیٹی کی طرف ہاتھ بڑھانے کی کوشش کی تو انہوں نے غیبی قوت کے ساتھ انہیں چیلنج کیا کہ اگر ان میں ہمت ہے تو اس بچی کو ہاتھ لگا کے دیکھیں۔ انہوں نے یہ تک کہا کہ اگر تم نے ہاتھ بڑھائے تو تمہارے ہاتھ مفلوج ہو جائیں گے۔ ان بلوائیوں پر نہ معلوم کیا ہیبت طاری ہوئی کہ وہ الٹے قدموں واپس اتر گئے۔ پوری گاڑی کٹ گئی اور جو بچے کھچے لوگ تھے تو وہ اس ڈبے کو حیرت سے دیکھ رہے تھے کہ جس میں قاری صاحب اور ان کا گھرانہ موجود تھا۔ کیونکہ یہی ایک ڈبہ تھا جو ان کی دست برد سے بچ گیا تھا۔

غرض یہ کہ اس خاک و خون کے دریا کو عبور کر کے پاکستان کی سرزمین شہر

Marfat.com

لاہور میں قدم رکھا ۔ کچھ دن یہاں قیام کیا اور پھر بہاول پور روانہ ہو گئے ۔ بہاول پور میں کسٹوڈین کے محکمے کی طرف سے ایک مکان الاٹ کر دیا گیا ۔ لیکن ہندوؤں کے چھوڑے ہوئے اس بھرے پرے مکان کو ویسے ہی چھوڑ کر اور اپنے ایک عزیز کے سپرد کر کے محکمہ انہار کے ایک سپرنٹنڈنٹ رحمانی صاحب کے ہاں قیام کیا ۔ رحمانی صاحب حضرت قاری صاحب سے چند ہی ملاقاتوں میں اتنے متاثر ہوئے کہ انہوں نے محکمہ انہار کی مسجد میں امامت کے لئے ان سے درخواست کی اور انہیں اپنے مکان میں ٹھہرایا اور ویسا ہی سلوک کیا جیسے انصار نے مہاجرین کے ساتھ کیا ۔ انہوں نے قرون اولیٰ کی یاد تازہ کر دی ۔ یہاں ایک سال قیام رہا اس کے بعد کچھ عرصے کے لئے حیدر آباد اور ایک آدھ سال کراچی میں گورا قبرستان کے قریب ٹین کے کواٹرز میں رہنے کا اتفاق ہوا ۔ یہیں پر قاری صاحب کی حج کی دیرینہ آرزو پوری ہوئی ۔

Marfat.com

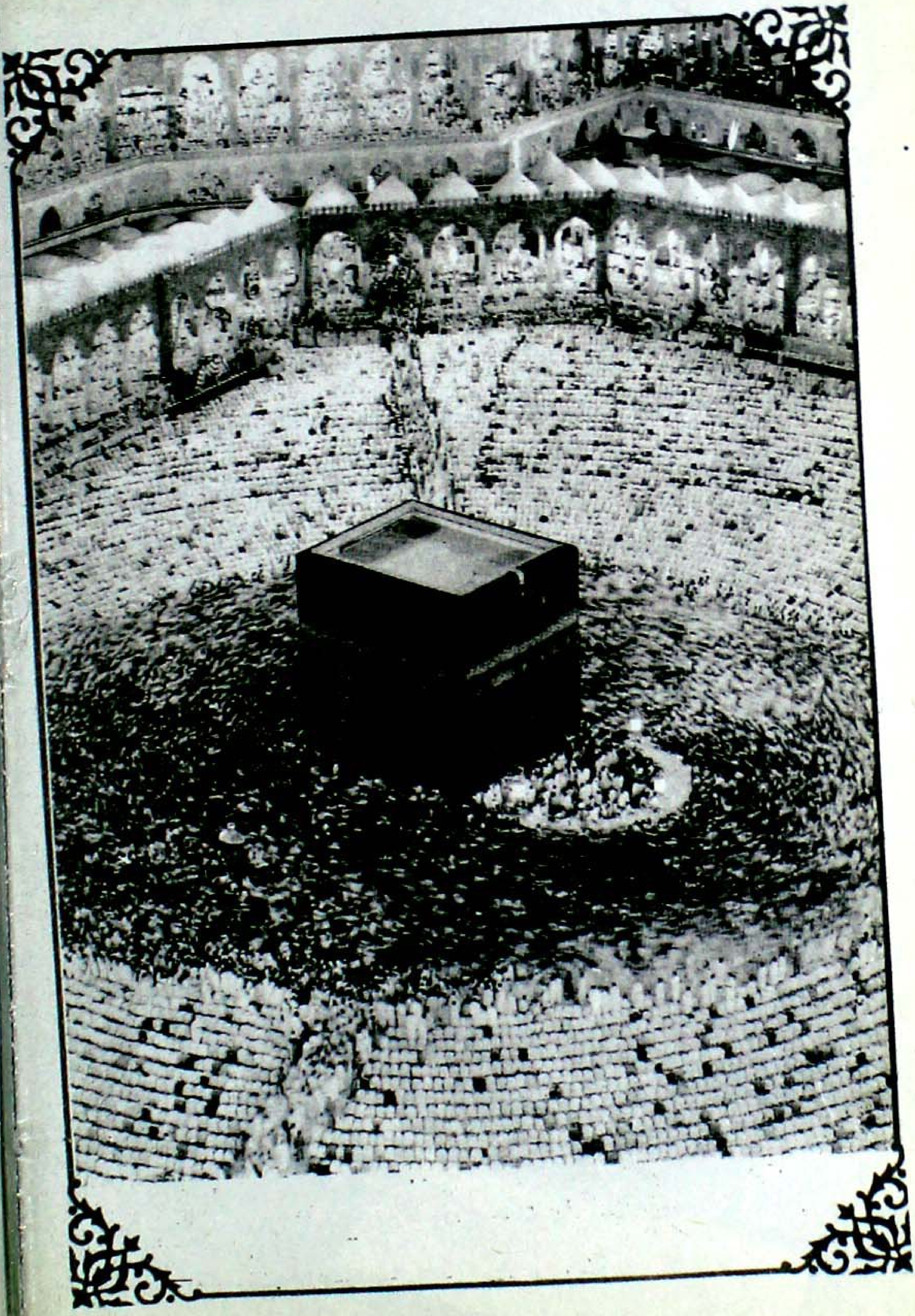

Marfat.com

# پہلا حج ۔

قاری صاحب کا یہ پہلا حج بھی روحانی دنیا کا ایک عجیب و غریب اور ایمان افروز واقعہ ہے ______ عالم عشق و مستی کا پہلا سفر۔ تقسیم ہند کے بعد ۱۹۵۱ء کے موسم گرما کا زمانہ تھا۔ ٹین کے کوارٹرز چاندی کی طرح چمکتے ہوئے۔ گویا چمکتا دمکتا ایک چھوٹا سا شہر آباد تھا، اردگرد میدان اور تھوڑے فاصلے پر وہ پہاڑیاں جہاں آج قائداعظم کا مقبرہ موجود ہے۔ آج کی چوڑی چکلی پررونق شاہراہ فیصل کی جگہ اس وقت ڈرگ روڈ کے نام سے پتلی سی سڑک ______ اس کے پار شمالی رخ پر اے بی سینیا لائینز کے کوارٹرز۔ اس سڑک پر عموماً سناٹا طاری رہتا۔ کبھی کبھار کوئی اکا دکا بس گزر جاتی، جو کیماڑی تک جاتی تھی۔ زیادہ تر مسافر صدر میں ہی اتر جاتے۔ ان دنوں حجاج کرام بحری جہازوں سے ہی حج کے لئے جاتے تھے: سفینہ حجاج، سفینہ عرب وغیرہ۔ قاری صاحب بھی اس شوق میں گھر سے نکل کر کیماڑی جانے والی بس میں سوار ہو جاتے کہ اگر خود حج پر نہ جاسکیں تو کم از کم اس مقدس سفر پر جانے والوں ہی کو دیکھ لیں، گویا ۔

آنکھیں کچھ کہتی ہیں تجھ سے پیغام\
او ، در یار کے جانے والے

۱۹۵۱ء کی گرمیاں تھیں، ایک روز اسی شوق میں کیماڑی کی بس میں سوار ہوئے۔ بس عام طور پر نیٹی جیٹی کے پل سے پہلے ہی خالی ہو جاتی تھی۔ اس روز ایک اور صاحب قریب سیٹ پر بیٹھے تھے اور کچھ گنگنا رہے تھے۔ قاری صاحب نے غور سے سنا تو انہیں اندازہ ہوا کہ وہ نعت کے اشعار پڑھ رہے ہیں۔ فرمائش کی ذرا زور سے سنایئے۔ وہ صاحب کچھ اونچی آواز میں نعت پڑھنے لگے ______ اور پھر، ادھر یہ کیفیت ۔

ہم نشیں راز عشق می پرسد\
نالہ بے اختیار می آید

Marfat.com

آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی ــــــــ حاجیوں کے خانہ خدا اور دیار رسول ؐ جانے کا تصور، اور اپنے رہے جانے کا قلق، بقول شاعر ؎

جب مدینے کا مسافر کوئی پا جاتا ہوں
حسرت آتی ہے وہ پہنچا، میں رہا جاتا ہوں

ہم نشین بزرگ مسافر نے جو یہ نقشہ دیکھا تو حیرت سے پوچھا: مولانا! آپ نے حج نہیں کیا؟ ــــــــ قاری صاحب نے کہا ابھی تک یہ سعادت نہیں ملی۔ انہوں نے فوراً ہی جیب سے ٹکٹ نکالا اور کہا کہ یہ فلاں تاریخ کو فلاں جہاز کا ٹکٹ ہے۔ قاری صاحب نے حیرت کے عالم میں لینے میں تذبذب کیا۔ مگر انہوں نے اصرار کیا تو قاری صاحب نے اس نعمت کو عطیہ الٰہی اور دربار رسول ؐ کا بلاوا سمجھتے ہوئے قبول کر لیا۔ دوسری ہی بس سے واپس گھر آئے اور حج پر جانے کی نوید سنائی تو کسی کو یقین نہ آیا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ طلب صادق ہو تو بلانے والے بلا ہی لیا کرتے ہیں۔ یہ حج کس زمانے میں کیا اس کا اندازہ اس درخواست سے ہوتا ہے جو انہوں نے اس زمانے میں بہاول پور میں زرعی اراضی کے سلسلے میں ڈپٹی کمشنر کے نام لکھوائی تھی۔ ریاست بہاول پور میں نواب صاحب کی طرف سے ہندوستان سے آنے والے معززین کو بطور عطیہ زرعی اراضی کاشت کے لئے دی جاتی تھی۔ وہ زمینیں تو ایوب خان کے مارشل لاء میں واپس کر دی گئیں۔ تاہم اس کی یادگار یہ درخواست رہ گئی جس سے قاری صاحب کے پہلے مقدس سفر کی صحیح تاریخوں کا تعین ہو رہا ہے۔ درخواست یہ تھی:-

"گذارش ہے کہ امسال ۱۲ مئی ۱۹۵۱ء کو
احقر بہ ارادہ حج بیت اللہ شریف جا رہا ہے،
واپسی انشاء اللہ اکتوبر ۱۹۵۱ء میں ہو گی
ــــــــ فصل ربیع کا مطالبہ مولوی ثناء اللہ
ابن مولوی عطاء اللہ رئیس اللہ آباد کو دے
دیا ہے، اس کی ادائیگی وہی کریں گے۔ ان
ایام حج میں احقر کو حاضری سے مستثنیٰ رکھا
جائے"

Marfat.com

۱۲ مئی ۱۹۵۱ء کو قاری صاحب حج کے لئے غالباً " سفینہ عرب " میں سوار ہوئے ______ ۱۹۳۰ء میں تشنۂ تکمیل رہ جانے والا حج کا ارادہ اکیس برس بعد کس انداز سے پورا ہو رہا تھا ______ بلایا جا رہا تھا ______ خانہ خدا کی زیارت اور دیار رسولؐ میں حاضری سے فیضیاب ہوئے ۔ ایک فقیر بے نوا کی طرح ______ مکے اور مدینے کی گلیاں ان کا مسکن ٹھہریں ۔ تقسیم ہند کے بعد لٹے پٹے آئے تھے ، ریاست بہاول پور کی طرف سے جو زمینیں الاٹ کی گئی تھیں وہ مزارعین کے رحم و کرم پر تھیں ______ ٹکٹ مل گیا ، حج پر چلے گئے ۔ قاری صاحب نے دنیاوی دولت کی کبھی پروا نہیں کی ۔ توکلت علی اللہ ۔ ایک روز روضہ رسولؐ کے سامنے بیٹھے تھے ، اس زمانے میں عالم عرب عسرت و افلاس کا شکار تھا ، دنیا جہان سے آئے ہوئے اُمراء مدینہ منورہ کے غریبوں میں رقوم تقسیم کیا کرتے تھے ۔ قاری صاحب فرماتے تھے کہ میرے دل میں اس روز خیال آیا کہ کاش میرے پاس بھی اتنے پیسے ہوتے کہ ان غریبوں میں تقسیم کرتا ۔ دل میں ایک لمحے کے لئے خیال آیا اور ختم ہو گیا ۔ ابھی کچھ دیر ہی گذری تھی کہ روضہ رسولؐ کی طرف سے ایک شخص دوڑتا ہوا آیا اور اس نے قاری صاحب سے عربی میں کہا کہ اے حاجی ! دامن پھیلاؤ ۔ قاری صاحب لمبے دامن کا کرتہ پہنتے تھے ۔ انہوں نے دامن پھیلاتے ہوئے پس و پیش کیا ، لیکن آنے والے نے کہا جلدی کرو ۔ چنانچہ ، دامن پھیلا دیا گیا ، اور ______ اس اجنبی نے ان کا دامن ریالوں سے بھر دیا ۔ اور کہا کہ تم ان مساکین میں یہ رقم تقسیم کرو اور یہ کہتے ہوئے اس شخص نے باقی لوگوں کو رقم تقسیم کرنے سے روک دیا ۔ قاری صاحب نے حیرت اور استعجاب کے عالم میں اس کی طرف دیکھا اور اس سارے معاملے کی توجیہہ چاہی ، فرماتے تھے کہ آپ مجھے نہیں جانتے اور میں آپ سے ناواقف ، اتنی رقم آپ مجھے دیئے جا رہے ہیں ۔ لیکن وہ اجنبی مُصر تھا کہ آپ ہی تقسیم کریں گے ۔ پھر اس نے زور دے کر کہا کہ حکم ہوا ہے کہ آپ ہی تقسیم کریں ______ یہ سنتے ہی ، قاری صاحب کا کہنا تھا کہ مجھے چند لمحے پہلے دل میں آیا ہوا خیال یاد آگیا کہ یہ نعمت چند لمحے پہلے میں نے خود ہی تو طلب کی تھی ۔ یہ خیال آنا تھا کہ حقیقت حال سمجھ میں آگئی کہ یہ تو وہ جگہ ہے کہ :

Marfat.com

نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

آنسوؤں کا سیلاب امڈ پڑا ۔ عالم وجد میں اٹھے اور وہ رقم " حکم " کے مطابق تقسیم کرنے لگے ۔

فرماتے تھے کہ حرمین طیبین کے سفر میں خواہ کیسی بھی تکلیف کیوں نہ ہو اس کا شکوے کے انداز میں ذکر نہیں کرنا چاہیئے ۔ اور حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے کسی بھی حج کے سلسلے میں کبھی کسی تکلیف یا مشکل کا ذکر نہیں کیا، ان کے نزدیک ایسا کرنا کفران نعمت تھا ۔ انہوں نے کبھی بھی وہاں کے انعامات کا تعلّی کے انداز میں ذکر نہیں کیا ۔ حج پر جاتے وقت وہ کوئی لمبا چوڑا سامان نہ لے جاتے ۔ جب بھی گئے ایک چھوٹا سا ٹین کا صندوق اور مختصر سا بستر ـــــــــ واپسی پر اس سامان میں صرف آب زمزم ، کھجوروں یا خاک شفاء یا کسی اور ایک آدھ تبرک کا اضافہ ہوتا اور بس ۔ انہوں نے باقی جو حج کئے اتفاق سے ان کی تفصیلات انہوں نے ڈائریوں میں قلمبند کی تھی جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ انہوں نے کس سادگی سے یہ سفر کیے ۔ وہ جو کسی شاعر کا کہنا ہے ۔

مدینے جاؤں ، پھر آؤں مدینے پھر جاؤں
تمام عمر اسی میں تمام ہو جائے

یہ کیفیت حضرت قاری صاحبؒ کی دیکھی ـــــــــ حج سے واپس آکر پھر وہیں کی لگن لگ جاتی ۔ ذکر ہے تو وہیں کا فکر ہے تو وہیں کا ۔ حج میں گذرے ہوئے ایک ایک لمحے کا ذکر اشتیاق سے کرتے اور چشم گریاں اور دل بے تاب سے یہی کہتے نظر آتے ۔

اک تشنۂ دیدار پہ ہو جائے کرم اور
اک بار بلا لیجئے اے شاہ امم اور

Marfat.com

## دوسرا حج :

دوسرے حج کی سعادت انہیں ۱۹۶۵ء میں حاصل ہوئی ۔ اس مرتبہ کے حج کے بارے میں انہوں نے مفتی اعظم ہند شاہ محمد مظہراللہؒ کو مطلع کیا۔ اس کے جواب میں انہوں نے جو کچھ دعائیں دیں وہ حرف بہ حرف پوری ہوئیں ۔ انہوں نے لکھا تھا :

" الشیخ الارھد والھمام الامجد رفع اللہ قدرہ

وعلیکم السلام و رحمتہ اللہ و برکاتہ ۔ مبارک ہو حاضری حرمین طیبین کی ۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ کو ایسے سفروں میں رکھے بشرطیکہ آپ حسن عافیت کی احقر کے حق میں دعا کرتے رہیں ۔ اہلیہ کے ساتھ نہ ہونے کا افسوس رہا۔ آئندہ سال بخیریت تمام ان کو بھی تمہارے ساتھ یہ زیارتیں میسر کرے اور حج مقبول عطا فرمائے اور اپنی خاص نعمتوں سے نوازے ۔ فقیر بدستور علالت میں ہے اور نہایت ضعیف ہوگیا ہے ۔ میرے لئے خصوصی طور پر بعد سلام حضور اقدس کی سرکار میں دعا کریں ۔

فقط والسلام

محمد مظہراللہ "

اس حج کی تفصیل جو ڈائری میں موجود ہے ، کم سے کم خرچ اور انتہائی سادگی سے یہ سفر کیا گیا ۔ اس کی ہر تفصیل سے محبت ہی محبت جھلکتی ہے ۔

۵ فروری ۱۹۶۵ء کو وہ بہاولپور سے روانہ ہوئے ، باقی تفصیل اخراجات کے حوالے سے خود ان کی زبانی :

Marfat.com

"کراچی تا دہران ٹکٹ ہوائی جہاز ---------- ۸۰۰-۰۰ روپے

ٹیکسی کا کرایہ جیکب لائنز تا ایرپورٹ

۴-۴ روپے

ایرپورٹ ٹیکس

۵-۰۰ روپے

۱۰ فروری ۱۹۶۵ء / ۷ شوال ۱۳۸۴ھ ------ کراچی سے سوا دس بجے دن ، اتوار کو ہوائی جہاز پر سوار ہو کر دہران دن کے ساڑھے تین بجے پہنچا۔

زمان (*) کے روپے نہ دینے سے بڑی سخت پریشانی ہوئی۔

دہران ایئرپورٹ سے بذریعہ ٹیکسی " الخبر " پہنچا ----- الخبر میں ایک سو پاکستانی روپے کے بدلے پچاس ریال لیے۔

داہران سے الخبر تک کا کرایہ ---------- ۵ ریال

الخبر میں عباس حسن ملک سے اسی ریال قرضہ لیا۔ یہ قرضہ الخبر ہی میں عباس حسن کو ادا کر دیا۔ الخبر میں پانچ روز قیام رہا۔

پیر کی شام کو الخبر سے (۱۵- فروری ۱۹۶۵ء) روانہ ہو کر مکہ المکرمہ بوقت ظہر جمعرات کو پہنچا۔

الخبر سے مکہ المکرمہ کا کرایہ --------- پاکستانی ۵۰ روپے

قرنطینہ میں ٹیکس -------------- پاکستانی ۱۲۶ روپے

تین روز راستے کے کھانے پینے کا خرچ --- پاکستانی ۱۵ روپے "

مکہ معظمہ میں ۲۸ فروری تک قیام رہا ، جہاں قاری صاحب کے معلم حسن شیر محمد پنجابی تھے وہ ان معلم کی بہت تعریف کیا کرتے تھے۔ وہ ایسے محبت کرنے والے معلم تھے کہ قاری صاحب کو پیسوں کی طرف سے پریشان دیکھ کر ڈیڑھ سو ریال قرض دیئے۔ یعنی ان کی فیس ۱۴۵ روپے اور مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی آمدورفت کا کرایہ ۲۵۰ روپے بطور قرض اپنی جیب سے ادا کیا۔ ان معلم کا یہ قرضہ قاری صاحب نے کراچی آکر ایک

Marfat.com

صاحب حافظ مختار کے ذریعے ادا کیا ۔

وہ یکم مارچ ۱۹۶۵ء کو مدینہ منورہ پہنچے ۔ وہاں پر بھی روز کا خرچہ چار پانچ روپے سے زیادہ نہ تھا ۔ خوشبو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند تھی ، لہذا دیار حبیب میں اس کا خاص اہتمام کیا ۔ خرچ کی تفصیل دیتے ہوئے ۵ مارچ کے حساب میں لکھا ہے :

" عطر حنا و گلاب ________ ۲ روپے ( پاکستانی ) کا لیا
مسجد قبا کی زیارت ________ آٹھ آنے "

مدینہ منورہ میں دو چیزیں بڑی اشتیاق سے خریدیں ۔ ان میں ایک تھی ( انہی کی تحریر کے مطابق) :

" روضہ شریف کے اندر کی خاک شریف ________ ۴ روپے پاکستانی
۱۳ مارچ ۱۹۶۵ء "

دوسری خاص چیز ۲۱ مارچ ۱۹۶۵ء کو جو خریدی وہ انہی کے الفاظ میں :

" روضہ انور کی جھاڑو ، جو سرکار کے روضہ کے اندر باہر ہزار بار نچھاور ہوئی ، جاروب کش سے لی ------ ہدیہ ------- ۴ روپے پاکستانی ۔ "

روضہ انور کی خاک شفا اور جھاڑو دونوں تبرکات آج بھی ان کے ہاں موجود ہیں ۔

وہاں پر قاری صاحب نے کس طرح قیام کیا اس کا اندازہ ایک روز کے خرچ سے لگایا جا سکتا ہے ، لکھتے ہیں :

" صبح کا کھانا ---------- ۲ روپے
شام کا ناغہ -------------==== "

امانتوں کا کس قدر اہتمام تھا ، ذرا دیکھئے :

Marfat.com

" ۳۱ مارچ ۱۹۶۵ء (بدھ) جس جس نے کبوتروں کے لیے روپے
دیئے تھے ، ان سب کا حرمین طیبین میں کبوتروں کے لیے دانہ
خرید کر ڈالا ۔ اللہ قبول فرمائے ۔ آمین ۔
مدینہ منورہ سے ۷ اپریل ۱۹۶۵ء / ۵ ذوالحجہ ۱۳۸۴ھ کو روانہ ہو کر
بوقت عصر مکہ مکرمہ پہنچا ۔
۸ ذوالحجہ ۱۳۸۴ھ / ۱۰ اپریل ۱۹۶۵ء ، مکہ مکرمہ سے عرفات تک کا
خرچہ حسب ذیل ہے :

"مکہ مکرمہ سے منیٰ تک پیدل پہنچا ---------- پھر مزدلفہ سے
منیٰ تک واپس پیدل پہنچا -------- منیٰ پہنچ کر جمرۃ العقبہ پر
کنکریاں ماریں ۔ نصف ریال (ایک روپیہ) تھیلا رکھنے کے لیے
دکاندار کو دیئے ۔

ایک بکرا --------- ۳۰ ریال "

اس قربانی کی تفصیل یوں قلم بند کی :

" قربانی کا کل گوشت مساکین میں تقسیم کر دیا ، کیونکہ پکانے وغیرہ
کا انتظام میرے پاس نہیں تھا ۔ قربانی کرنے کے بعد سر منڈوایا ،
ایک ریال حجام کو دیا ۔ رمی کے بعد نصف ریال کا پانی پیا ۔ قربانی
اور حلق کے بعد منیٰ سے طواف زیارت کے لیے بس میں آنا جانا----------
دو ریال دیئے ۔
مکہ مکرمہ پہنچ کر طواف زیارت سے قبل غسل کے لیے ایک ریال کا
پانی خریدا ۔ "

Marfat.com

اس کے بعد لکھتے ہیں :

" الحمد اللہ بخیر وعافیت تمام ، حج کے ارکان سے تیرھویں ذوالحجہ ۱۳۸۴ء (۱۵ اپریل ۱۹۶۵ء) بروز جمعرات فارغ ہوئے ۔ اس کریم کا لاکھ لاکھ شکر ہے جس نے اپنے دربار اور اپنے حبیب کے دربار کی دوبارہ حاضری نصیب فرمائی ۔ "

واپسی پر صرف آب زم زم اور کھجوریں خریدنے کا ذکر ہے یا صرف ایک مصلی ، چھتری اور مشکیزہ ۔ مکہ مکرمہ سے واپسی کا مختصر ذکر یوں لکھا ہے :

" ہفتے کی شام ( ۲۴ اپریل ۱۹۶۵ء) کو مکہ مکرمہ سے بعد نماز عصر روانہ ہو کر ۲۷ اپریل بروز منگل بوقت نماز ___؟___ الخبر پہنچا۔ الحمد اللہ دن رات سفر ہوتا رہا ، تمام دن دھوپ میں وقت گزرتا ۔ شب میں کافی سردی ہو جاتی تھی ۔ یہ سفر بذریعہ ٹرک ہوا ، جس میں بہتّر (۷۲) مسافر کویت جانے والے تھے ______ مکہ مکرمہ سے دوامی تک دو یوم کا راستہ کچا ہے ۔ دوامی سے پختہ سڑک الخبر تک جاتی ہے ۔ عوام دوامی کو دو آدمی کہتے ہیں ۔ یہ اڈا ہے ، یہاں سے ایک راستہ مدینہ منورہ کو جاتا ہے دوسرا رستہ مکہ مکرمہ کو ______ مسافر زائد ہونے کی وجہ سے یہ سفر تنگی سے ہوا ۔ الحمد اللہ سارا سفر تنہا ہوا ، کسی بات کا فکر نہ ہوا ______ مکہ مکرمہ میں علیحدہ کمرہ تھا ، مدینہ منورہ میں علیحدہ مکان تھا ۔ اللہ نے اپنے فضل سے یہ سفر آسان کرایا ، ورنہ تنہا سفر بڑا مشکل ہے ۔ شرعاً ساتھی ضرور ہونا چاہیئے ۔ ابتداء سے ساتھی خلیق ہو ، ورنہ بقول مولوی ضیاء الدین صاحب کے : دل ملے کا میلا، گرو منے کا چیلا ، ورنہ سب سے بھلا اکیلا ۔ "

Marfat.com

اس کے بعد ڈائری میں کچھ نہیں لکھا، ظاہر ہے داہران سے اسی ہوائی کمپنی سے واپس پہنچے ہو نگے جس سے گئے تھے۔ قاری صاحب نے کبھی ڈائری نہیں لکھی۔ لیکن، سفر شوق کے ایک ایک لمحے کو قلم بند کرنے میں جو لطف محسوس کرتے ہوں گے وہ مذکورہ تفصیلات سے ظاہر ہے۔

## تیسرا حج :

قاری صاحب نے تیسرا حج، ۱۹۷۰ء میں حج بدل کے طور پر کیا۔ اسی لئے سفر کے دن سے ایک ایک پیسے کا حساب لکھا۔ ۲۹ نومبر ۱۹۷۰ء کو بہاول پور سے اس سفر سعادت کا آغاز ہوا۔ وہاں سے کراچی اور مکہ معظمہ پھر مدینہ منورہ، کراچی اور ۲۶ فروری ۱۹۷۰ء کو واپس بہاول پور پہنچے۔ اس پورے سفر میں ایک ہزار آٹھ سو پینتالیس روپے نو آنے خرچ آئے۔ کل موصولہ رقم ساڑھے اٹھارہ سو میں سے چار روپے سات آنے اور تین سو چھہتر روپے کی استعمال شدہ اشیاء واپس کی گئیں۔ ظاہر ہے حج بدل میں امانت داری کا کس قدر خیال رکھنا پڑا ہو گا۔ اس سفر میں انہوں نے وہ خرچ اس رقم میں شامل نہ کیا جو انہوں نے خالصتاً اپنی ذات پر کیا۔ مثلاً کسی رشتے دار سے ملنے گئے تو آنے جانے کا خرچ اپنے ذمے۔

## چوتھا حج :

دوسرے حج کے موقعے پر حضرت قاری صاحب کے خسر محترم مفتی اعظم ہند مولانا محمد مظہر اللہ ؒ نے خط میں اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ وہ تعالیٰ تمہیں اہلیہ کے ساتھ یہ زیارتیں میسر کرے۔ یہ دعا قبول ہوئی۔ حضرت قاری صاحب کے بڑے صاحبزادے سید محمد طاہر صاحب ۱۹۷۲ء میں سعودی عرب کی تیل کمپنی "آرامکو" میں ملازم ہوئے۔ بسلسلہ ملازمت وہ دہران میں مقیم رہے۔ انہوں نے پانچ بار حج کی

Marfat.com

سعادت حاصل کی ۔ ۱۹۷۴ء میں انہوں نے والدین سے استدعا کی کہ حج کے لئے تشریف لائیں چنانچہ جنوری ۱۹۷۴ء میں ہونے والے حج کے لئے ۱۷ اکتوبر ۱۹۷۳ء کو سفینہ حجاج سے ٹکٹ نمبر ۲۰۶۵۴ اور ۲۰۶۵۵ کے تحت روانہ ہو کر ۱۵ فروری ۱۹۷۴ء کو اسی جہاز سے واپس تشریف لائے ۔ اس سفر سعادت میں مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں بڑے صاحبزادے کے ساتھ پر کیف دن گزرے ۔

## تعمیر مساجد

قاری صاحب بچپن میں نہر کے کنارے مٹی سے مسجد کے گھروندے بناتے ، چھوٹے چھوٹے مینار محرابیں، اور لیجئے مسجد مکمل ۔ بچپن کے یہی کھیل ان کے عمر بھر کے ذوق شوق رہے ۔ انہیں تعمیر مساجد کا بے حد شوق تھا ، کیسا پاکیزہ شوق ! سورہ توبہ میں اس مقدس شوق سے وابستہ لوگوں کی یوں تعریف و توصیف بیان کی گئی ہے کہ :

مسجدیں وہ لوگ تعمیر اور آباد کرتے ہیں جو :

۱۔ اللہ پر ایمان لاتے ہیں ۔

۲۔ روز آخرت پر یقین رکھتے ہیں ۔

۳۔ اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے ۔

۴۔ نماز قائم کرتے ہیں ۔

۵۔ زکوٰۃ دیتے ہیں ۔

قریب ہے یہ ہدایت یافتہ لوگوں میں شامل ہو جائیں ۔

قاری صاحب نے تقسیم ہند کے بعد پاکستان کی سرزمین پر پہلی مسجد بہاول پور میں تعمیر کرائی ـــــــ اپنے خواب کی پہلی تعبیر ۔ ۱۹۴۹ء ستمبر کا مہینہ تھا ، ستاروں والی گلی ـــــــ جسے اس زمانے میں گلی حلوائیاں کہا جاتا تھا، اسی محلے کی ایک گلی میں

Marfat.com

قاری صاحب کو کسٹوڈین کے محکمے کی طرف سے رہنے کے لئے ایک مکان الاٹ ہو گیا۔ اس گلی سے مچھلی بازار کی طرف جاتے ہوئے تین چار مرلے کی جگہ پر کوڑے اور مٹی کا ایک ڈھیر پڑا تھا۔ زمین کا ایک سفید ٹکڑا۔ محلے میں دور دور مسجد نہیں تھی، قاری صاحب اس کے سامنے سے گزرے، خیال آیا کہ اس جگہ مسجد ہو تو کیسا اچھا رہے، اہل محلہ کو پنج وقتہ نماز میں سہولت رہے گی۔ ایک سے ذکر کیا، دوسرے سے ذکر کیا اور یوں سب ہی محلے والوں نے اس سے اتفاق کیا۔ اور اس مبارک کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا شروع کر دیا۔ محمد احمد الوری مرحوم، جمیل احمد دہلوی مرحوم اور گلی کے تمام زرگر صاحبان تعاون کرتے رہے۔

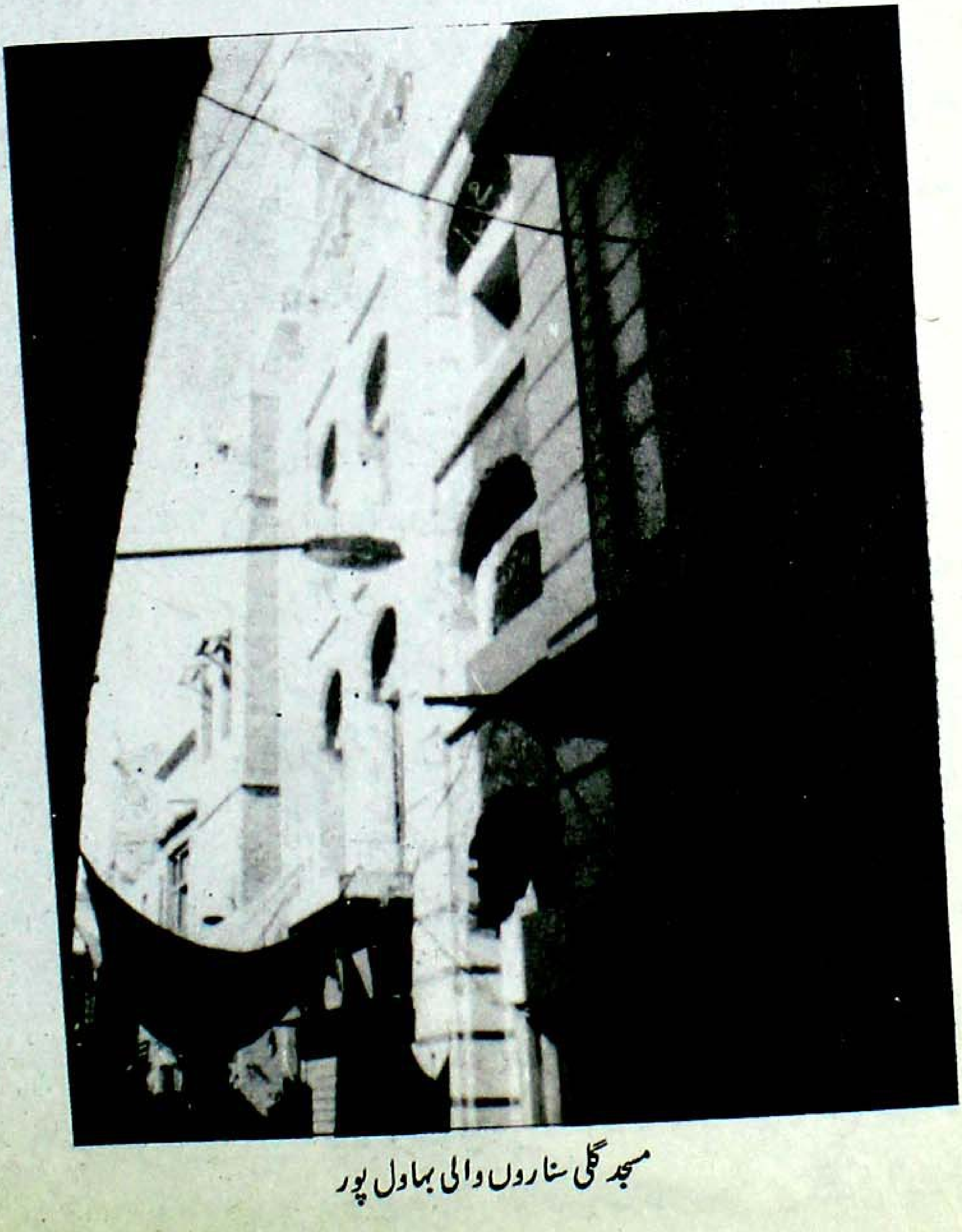

مسجد گلی سناروں والی بہاول پور

Marfat.com

تعمیر مساجد میں قاری صاحب نے اس بات کا خاص اہتمام کیا کہ ادارہ مجاز سے اس کی اجازت ضرور لی ۔ کیونکہ مسجد کے لئے بھی اور تعمیرات کی طرح حکم یہی ہے کہ اس جگہ کو جس پر اسے تعمیر کیا جا رہا ہے یا تو ادارہ مجاز سے اجازت لی جائے یا اسے خریدا جائے ۔ چنانچہ قاری صاحب نے اس قطعہ اراضی کو مسجد کے لئے خاص طور پر الاٹ کرا لیا ۔ جب بعد میں سیٹلمنٹ کا محکمہ قائم ہوا تو اس قطعے کو اپنی جیب خاص سے نیلامی میں خریدا ۔ غرض یہ کہ ۱۹۴۹ء کے اواخر میں مسجد کی تعمیر کا کام شروع ہوا مستری بلائے گئے اور مزدوروں کی صف میں خود قاری صاحب اور ان کے علاوہ محلے کے سبھی بچے بوڑھے اور جوان شامل تھے ۔ مسجد کی چھت لکڑی کی کڑیوں کی ڈالی گئی اور کڑیوں پر لکڑی کے کھوکھوں کے تختے ، جن پر مٹی اور گارے کی لپائی -------- لیجئے مسجد تیار ہو گئی ، اور اس کا نام " مسجد حنفیہ غوثیہ " رکھا گیا ۔ قاری صاحب نے اس کام میں جس لگن اور محنت سے کام کیا تمام اہل محلہ نے اسے سراہا ۔ چنانچہ بہاولپور کی معروف شخصیت جناب مسعود حسن شہاب دہلوی (مرحوم) کے والد گرامی مولانا منظور حسن رضوی (مرحوم) نے ، جو قاری صاحب سے بہت محبت کرتے تھے ، اہل محلہ سے دستخط کرا کر تعمیر مسجد کے سلسلے میں قاری صاحب کی کاوشوں کو سراہتے ہوئے متفقہ طور پر انہیں مسجد کا بانی اور متولی قرار دیا ۔ جو کچھ انہوں نے لکھا اس سے ان کی اور جن لوگوں نے دستخط کئے ان کی قاری صاحب سے محبت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے ، انہوں نے لکھا :-

" بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم جملہ اہل محلہ دامن شاہ شہر بہاولپور حضرت الحاج مولوی قاری سید حفیظ الرحمٰن صاحب مدظلہ بانی و متولی و مہتمم مسجد حنفیہ غوثیہ متعلقہ مدرسہ حفیظیہ تعلیم القرآن کے دلی ممنون و مشکور ہیں کہ جناب موصوف نے اہل محلہ کی اہم ضروریات دینی کے پیش نظر ۳۰ ستمبر ۱۹۴۹ء بمطابق ۶ / ذی الحجہ یوم جمعہ مسجد و مدرسے کی

Marfat.com

بنیاد ڈالی اور محض اپنی تنہا کوششوں سے اس کی تعمیر کرانے میں کامیاب ہوئے ۔ ہم کو یہ تسلیم کرتے ہوئے ذرا بھی پس و پیش نہیں ہے کہ اگر مولوی صاحب موصوف اس خالص دینی کام کی طرف توجہ نہ فرماتے تو آج ہمارے پاس فریضہ پنج گانہ کی ادائیگی کے لئے مسجد اور ہمارے بچوں کی تعلیم القرآن کے لئے مدرسہ اس محلے میں نہ ہوتا ۔

ہمیں مولانا موصوف کی ذات گرامی صفات سے قطعی امید ہے کہ وہ مسجد و مدرسہ کی توسیع و ترقی کے لئے ہر ممکن ذرائع سے بحیثیت بانی مسجد ہونے کے کام لیتے رہیں گے ۔

چونکہ مولانا موصوف مسجد و مدرسہ کے بانی ہیں اس لئے شرعی حیثیت سے آپ کو ہی امام و موذن کے تقرری و علیحدگی اور جملہ امور انتظامیہ انجام دینے کا حق حاصل ہے ۔ ہم اہل محلہ کو اس میں ناجائز دخل اندازی کرنے کا یا کسی دوسرے کو منتظم قرار دینے کا شرعاً حق نہیں پہنچتا ۔ البتہ خلاف شرع امور کے سرزد ہونے پر محلے والے ہی کی کیا خصوصیت ہے بلکہ ہر مسلمان باز پرس کر سکتا ہے ۔

تحریر مورخہ ۵ جون ۱۹۵۲ء

مطابق ۱۱ رمضان المبارک ۱۳۷۲ھ روز پنجشنبہ راقم الحروف بندہ منظور حسن رضوی دہلوی

اس تحریر کے نیچے جن اہل محلہ نے دستخط کیے ان کے نام مندرجہ ذیل ہیں (عکس صفحہ ۵۲ پر ملاحظہ ہو) :-

:۱ صاحب مرزا دہلوی (والد جناب شاہد مرزا سابق ایم پی اے پنجاب )

:۲ عزیز السلطنت شیخ بشیر احمد جاگیردار ریاست الور (انڈیا)

Marfat.com

۳:عبداللہ خان صاحب
۴:حاجی محمد عمر صاحب (زرگر)
۵:علی محمد صاحب (زرگر)
۶:گل احمد صاحب (جاگیردار)
۷:حبیب اللہ صاحب
۸:محمود خان صاحب
۹:محمد احمد صاحب
۱۰:جمیل احمد صاحب
۱۱:انگریزی دستخط)
۱۲:ننھے خان صاحب
۱۳:عنایت خان صاحب
۱۴:ابندو خان صاحب
۱۵:محمود خان صاحب
۱۶:انگریزی دستخط)
۱۷:انگریزی دستخط)
۱۸:اخلاق احمد صاحب
۱۹:الطیف احمد خان صاحب
۲۰:محمد ابراھیم صاحب
۲۱:عبدالطیف صاحب
۲۲:فتح محمد صاحب
۲۳:عبدالرشید صاحب(زرگر)
۲۴:عطا محمد صاحب
۲۵:محمد حسین صاحب
۲۶:شیخ محمد صاحب
۲۷:روشن دین صاحب
۲۸:عبدالسبحان صاحب
۲۹:علم الدین صاحب
۳۰:سردار احمد صاحب
۳۱:عبدالغفور صاحب
۳۲:نصیرالدین صاحب
۳۳:عزیزالدین خان صاحب
۳۴:محمد نواز صاحب
۳۵:عبدالمجید صاحب
۳۶:سید حامد علی شاہ صاحب
۳۷:خوشی محمد صاحب
۳۸:محمد ابراھیم صاحب
۳۹:مقبول حسین صاحب
۴۰:فضل صاحب
۴۱:سعداللہ صاحب
۴۲:محمد حسین صاحب
۴۳:سید افتخار احمد بخاری
۴۴:محمد اشرف صاحب
۴۵:عبدالقادر صاحب
۴۶:دستخط (پڑھے نہیں جا رہے)
۴۷:دستخط (پڑھے نہیں جا رہے)
۴۸:حمیداللہ علوی صاحب
۴۹:فضل حسین صاحب(محلہ نواباں)
۵۰:صابر صاحب
۵۱:بشیر صاحب
۵۲:خادم صاحب

Marfat.com

اس مسجد کی تولیت کے حقوق قاری صاحب ہی کے پاس رہے لیکن انہوں نے اپنے برادر بزرگ حافظ قاری عبدالسلام مرحوم کو اس مسجد کی امامت سونپ دی جو یہ فرائض چالیس برس سے زیادہ عرصے تک انجام دیتے رہے۔ اہل محلہ نے مسجد کی جدید تعمیر و توسیع میں بڑھ چڑھ کر کام لیا۔ مسجد کی تین منزلیں ہیں اور اس کی تعمیر ثانی کی تکمیل پر معروف عالم مولانا شاہ احمد نورانی کو دعوت دی گئی انہوں نے تختی کی نقاب کشائی کی۔

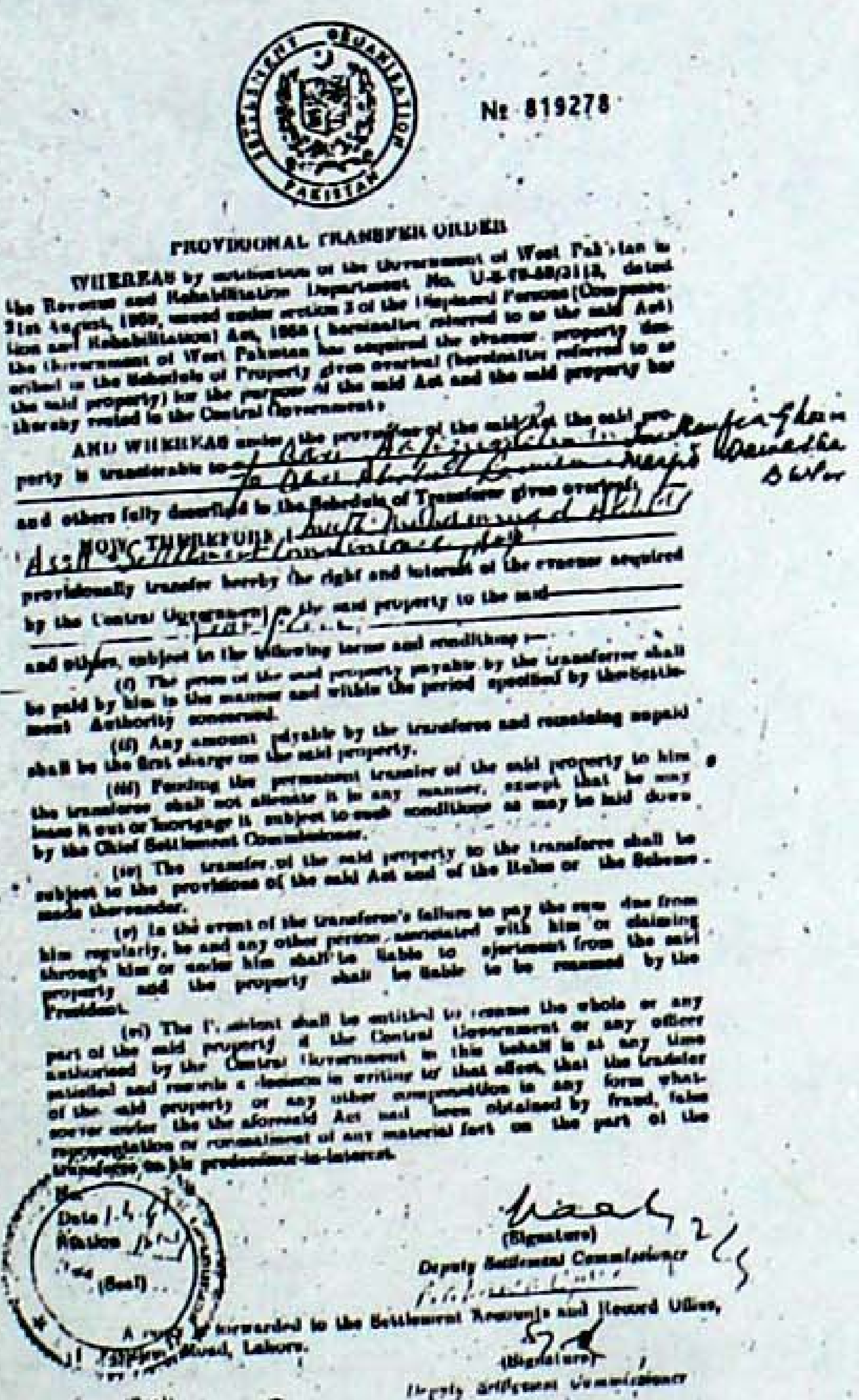
No 819278

PROVISIONAL TRANSFER ORDER

پہلی تعمیر کردہ مسجد

(گلی سناروں والی) کی زمین کے کاغذات کا عکس۔

قرارداد کا عکس

Marfat.com

اس مسجد کے سلسلے میں یہ اہتمام کیا کہ سب سے پہلے سیٹلمنٹ کے دفتر سے اس کے عارضی ٹرانسفر آرڈرز کرائے جس کی نقل صفحہ ۵۲ پر دی گئی ہے۔

اس کے بعد نیلامی میں اس کی قیمت ادا کی گئی جس کی رسید بھی کاغذات میں موجود ہے:۔

پھر اس کے بعد اس زمین کے مستقل ٹرانسفر آرڈرز ہوئے جس کا عکس حسب ذیل ہے:۔

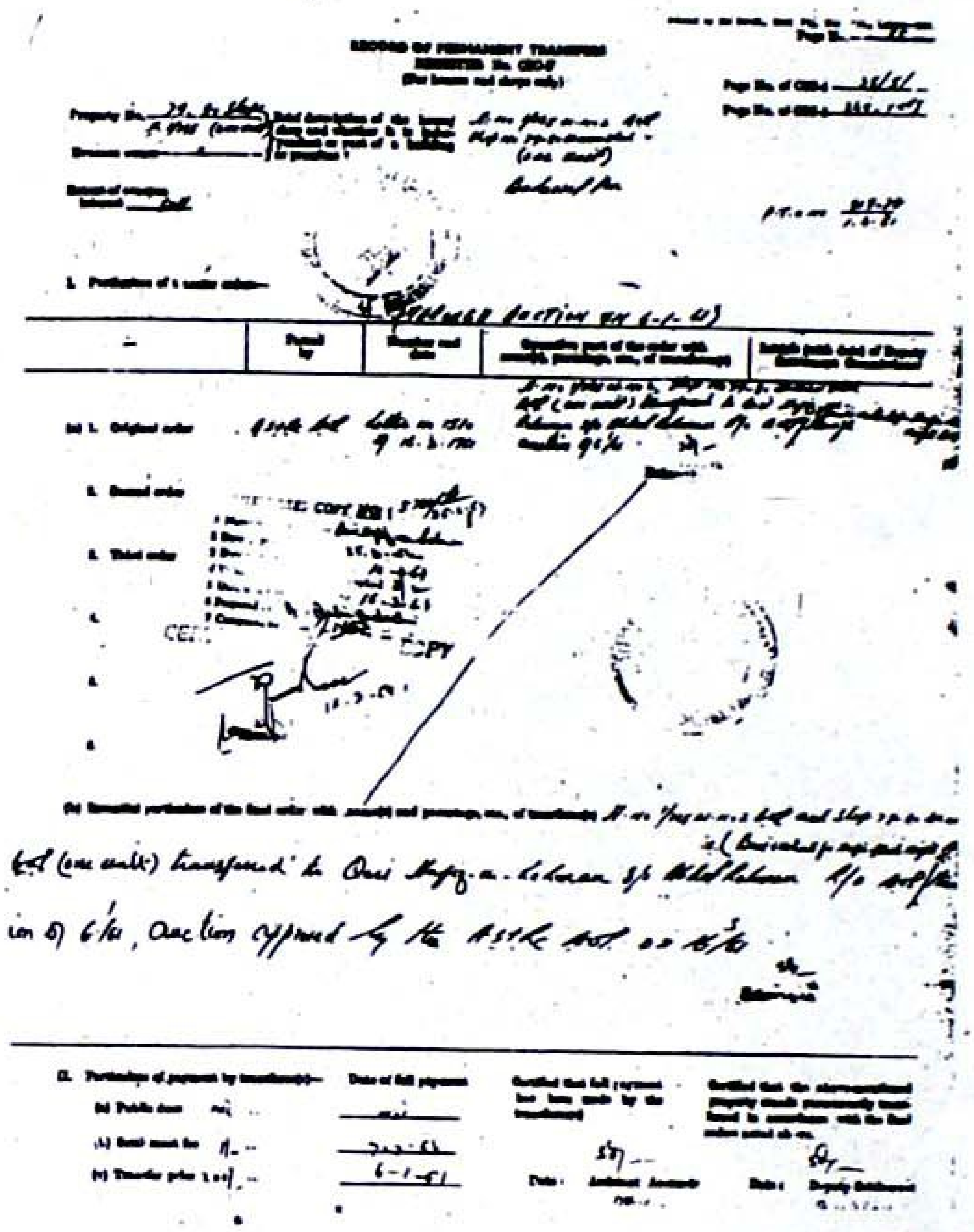

اس تفصیل سے اندازہ ہو گا کہ شریعت مطہرہ کی اس اصول کی انہوں نے کس قدر پاسداری کی کہ مسجد اسی جگہ پر جائز تصور کی جاتی ہے جو جگہ اس کے لئے کسی نے خرید کر مختص کی ہو۔ یہ نہیں کہ جہاں خالی جگہ پڑی ہو تجاوزات کی آڑ کے طور پر دنیاوی مفادات کے لئے مسجدیں تعمیر کر دی جائیں۔

Marfat.com

## مسجد گلی شیشے والی :

جس زمانے میں لوگ اپنے رہنے کے لئے جائیدادیں خرید رہے تھے قاری صاحب تعمیر مساجد میں کوشاں تھے ۔ شرعی نقطہ نظر سے جس زمین کی ملکیت نہ ہو اس پر مسجد کی تعمیر جائز نہیں ہوتی، چنانچہ ستاروں والی گلی کی مسجد کے بعد دوسری مسجد شیشے والی گلی (شاہی بازار) بہاولپور میں تعمیر کرائی اور اس کے لئے باقاعدہ زمین اپنے پاس سے خریدی ۔

جامع مسجد گلی شیشے والی بہاول پور

Marfat.com

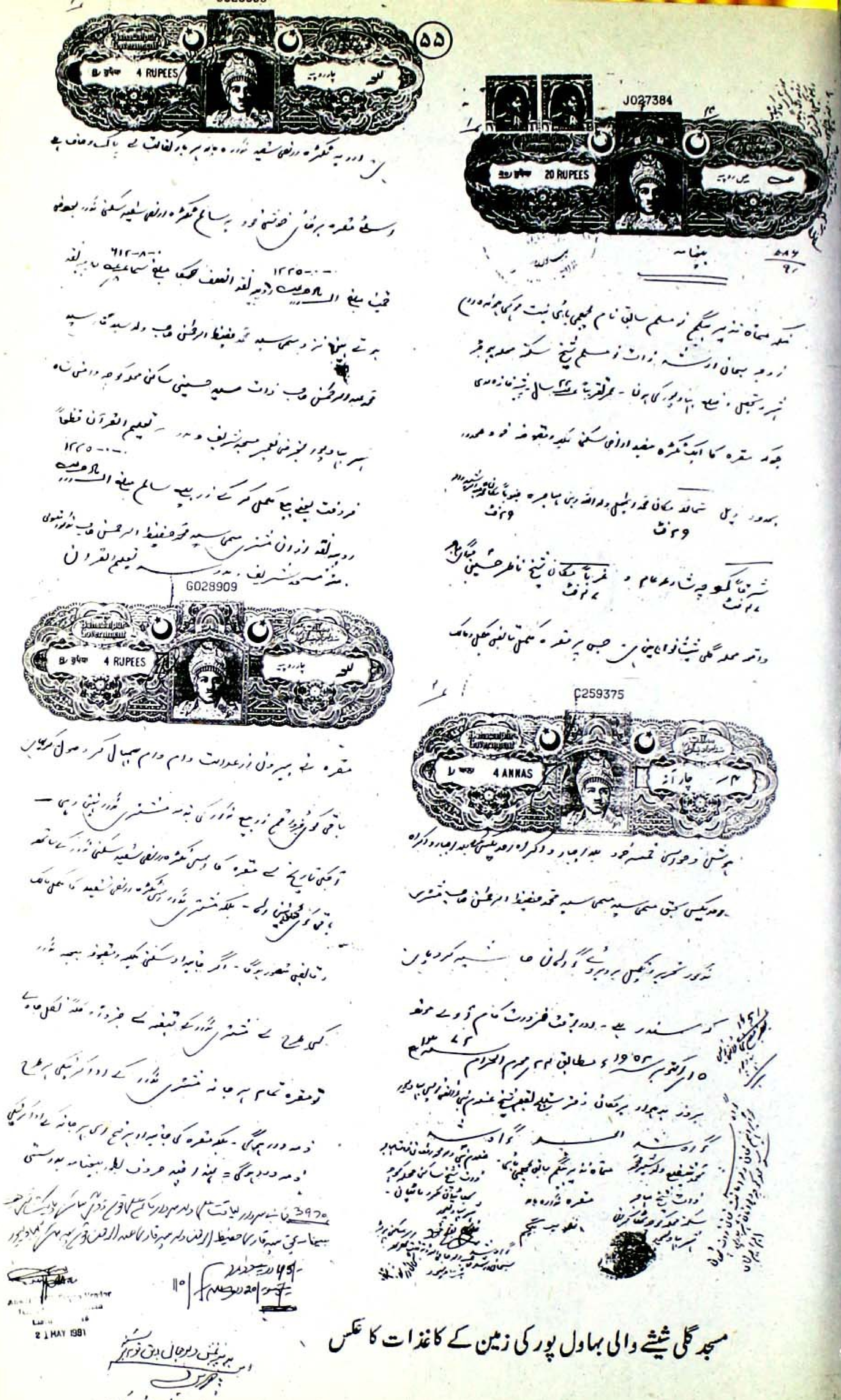


مسجد گلی شیشے والی بہاول پور کی زمین کے کاغذات کا عکس

Marfat.com

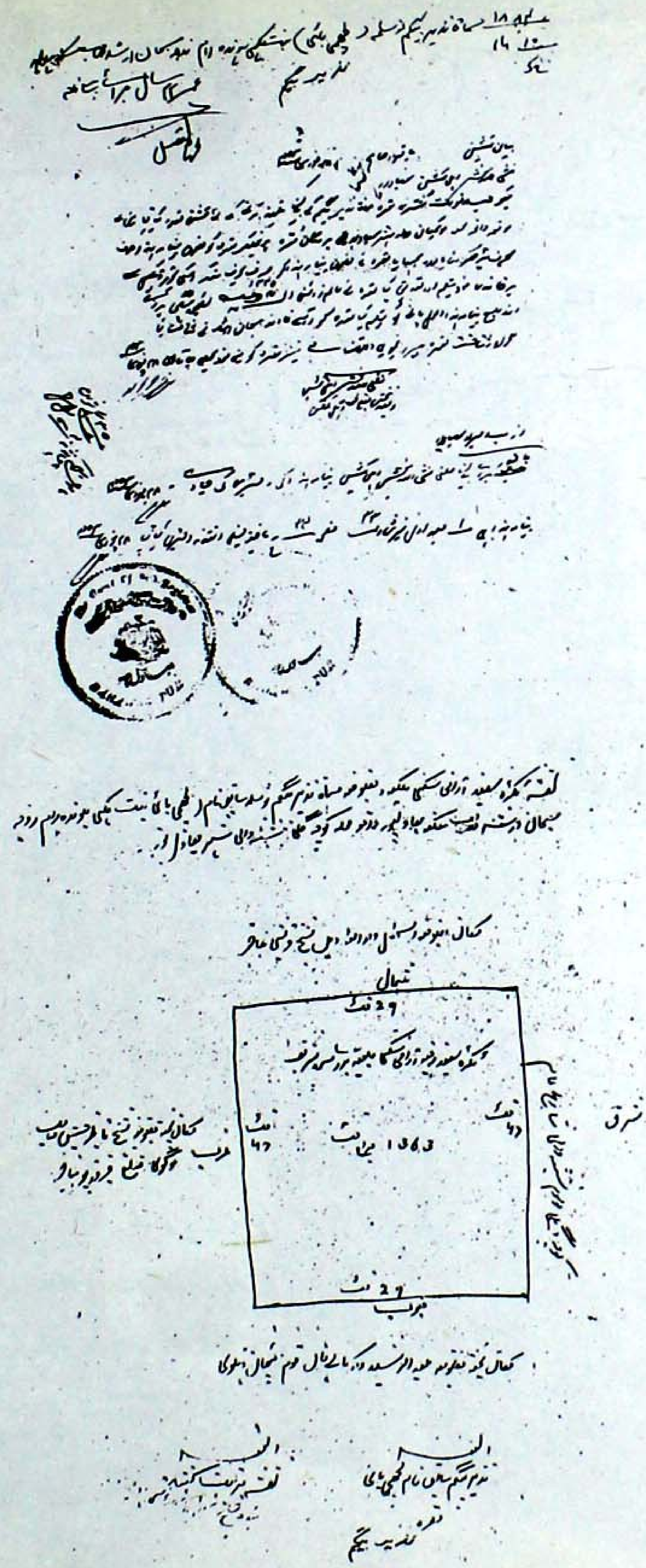
شمال
۲۹ فٹ
1363
مشرق
غرب
جنوب
۲۷ فٹ

جامع مسجد گلی شیشے والی بہادر پورہ کے کاغذات کا عکس

Marfat.com

اس زمین کی مالکہ ایک نو مسلم خاتون نذیر بیگم تھی ، جس سے ۲۵ ستمبر ۱۹۵۲ء کو پہلے پہل ۳۲۵ روپے پر سودا ہوا لیکن بعد میں اس میں مزید ایک ہزار روپے دے کر بیع نامہ لکھایا گیا۔ جس کی نقل حسب ذیل ہے :-

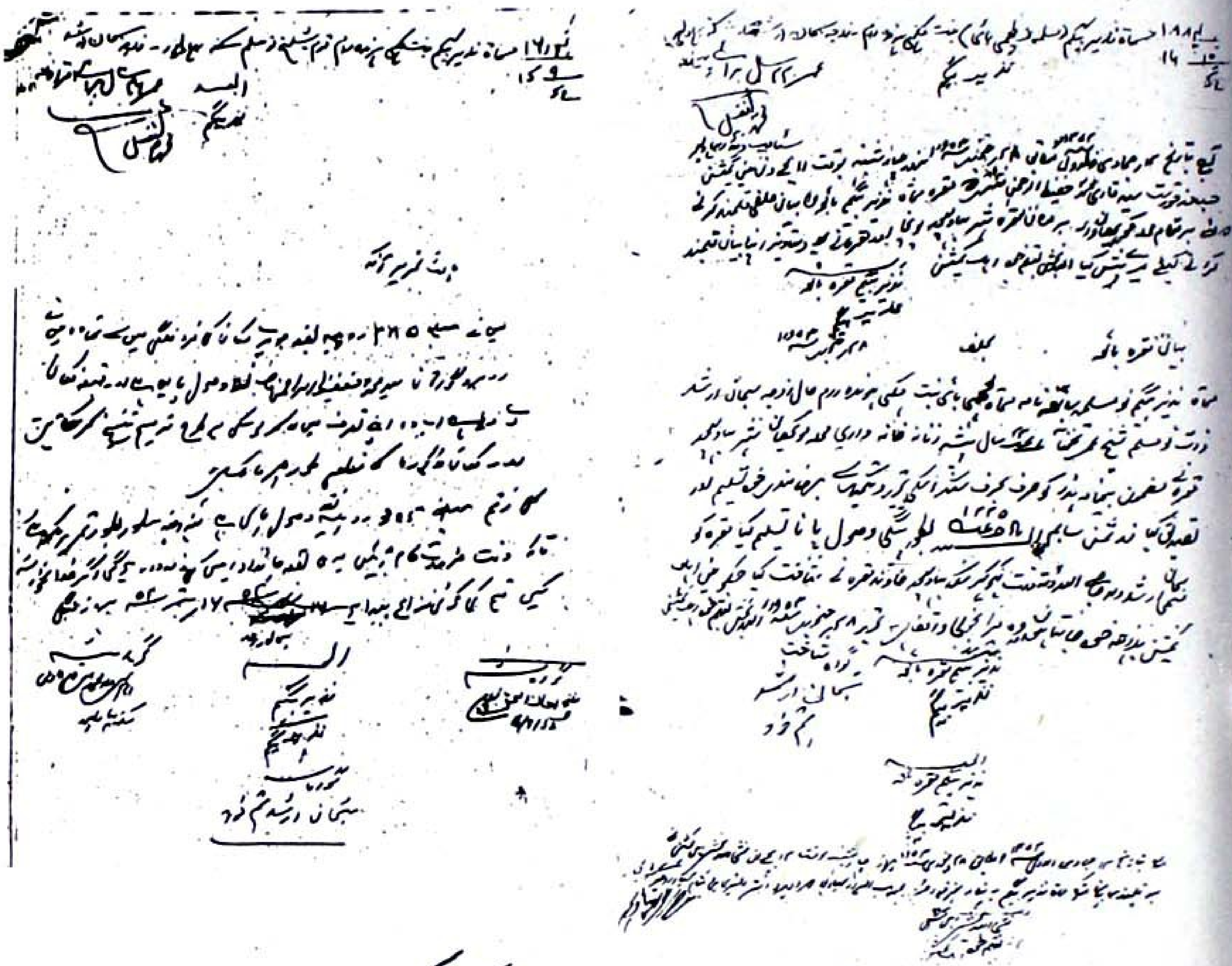

(جامع مسجد گلی شیشے والی) بیع نامہ کے عکس

---

قاری صاحب نے اس مسجد کی تعمیر کا کام بڑی جانفشانی اور ذوق و شوق سے شروع کیا ۔ یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ انہوں نے تعمیر مسجد کے لئے عام چندے کی پیل کبھی نہیں کی۔ تعمیر کے سارے مصارف اپنی ذات سے یا اپنے ذاتی اثر و رسوخ سے اپنے معتقدین اور ملنے والوں سے مہیا کئے ۔ اس مسجد کی تعمیر کے پہلے مرحلے میں انہیں سخت مشکل کا سامنا کرنا پڑا جب اس جگہ کے مغرب میں واقع دو منزلہ مکان کے متصل نیچے سے بنیادوں کی کھدائی شروع ہوئی تو دیواریں گرنے کا خدشہ ہوا ۔ اس کی دیواریں اس قدر خستہ تھیں کہ کسی وقت بھی زمین بوس ہو سکتی تھیں ایسے میں مکان کے ساتھ ساتھ

Marfat.com

اوپر تک چنائی کا ایک ایک لمحہ سولی پر گزرا ۔ لیکن الحمداللہ یہ مرحلہ طے ہوا اہل محلہ نے دل و جان سے تعمیر مسجد میں حضرت قاری صاحب سے معاونت کی ۔

حضرت قاری صاحبؒ کے مریدین سندھ اور پنجاب کے چھوٹے بڑے شہروں اور دور دراز دیہاتوں میں بکثرت موجود ہیں۔ مریدین کی دعوت پر وہ جب بھی تبلیغ دین کے لیے تشریف لے جاتے تو کسی کے گھر پر نہیں ٹھہرتے تھے بلکہ کسی نہ کسی مسجد میں قیام رہتا۔ جہاں مسجد نہ ہوتی تو مریدین کو اس سلسلے میں تعمیر مسجد کی طرف متوجہ کرتے ۔ انہوں نے احمد پور لمہ ، گوجرہ اور بے شمار چکوک مین مسجدیں بنوائیں۔ اس سلسلے میں وہ بسا اوقات تحدیث نعمت کے لیے فرمایا کرتے تھے کہ انہوں نے تیس بتیس سے زیادہ مساجد تعمیر کرائیں ۔ان مسجدوں کی تعمیر کے لیے انہوں نے کبھی چندہ نہیں کیا، وہ خود اور ان کے مریدین تعمیر مسجد کے اخراجات برداشت کرتے اور اس شان سے کہ مریدین کے ساتھ خود ان کے پیر طریقت بھی مزدوروں کی صف میں شامل نظر آتے عمر کے آخری حصہ میں بہت زیادہ علیل تھے، اندرون شہر سے سیٹلائیٹ ٹاؤن میں منتقل ہو گئے تھے ۔ان دنوں مکان سے تھوڑے فاصلہ پر کھیتوں میں ایک زمیندار ملک نور محمد نے ایک کنال سے زیادہ اراضی مسجد کے لیے وقف کر کے قاری صاحب سے درخواست کی کہ اس پر مسجد تعمیر کروادیں ـــــــــ یہ ۱۹۷۰ء کی بات ہے ـــــــــ آپ نے جگہ کی نشان دہی کرا کے نماز کے لیے جگہ صاف کرائی ، مٹی کے لوٹے رکھوادیے اور اذان دے کر باقاعدہ نماز شروع کرادی۔ محلے کے اور گھر کے ہی چند افراد مقتدی ہوتے اس وقت آبادی کم تھی لیکن حیرت کی بات یہ ہے کہ جب سے قاری صاحب نے وہاں نماز کا آغاز کیا ہے تب سے اب تک کسی ایک نماز کا بھی ناغہ نہیں ہوا ـــــــــ

اس معاملے میں وہ ایسے مستقل مزاج اور ارادے کے پکے تھے کہ جب نماز کا آغاز کیا تو خالی میدان میں ہی باقاعدگی سے نمازیں ادا کرنی شروع کر دیں ـــــــــ اور پھر ، اس جگہ باقاعدگی سے نماز پڑھتا دیکھ کر ایک صاحب نے نلکا لگوا دیا ، صفیں آ گئیں ـــــــــ اور دیکھتے ہی دیکھتے مسجد کی شکل بن گئی ۔ بعد ازاں ، قاری صاحب تو

Marfat.com

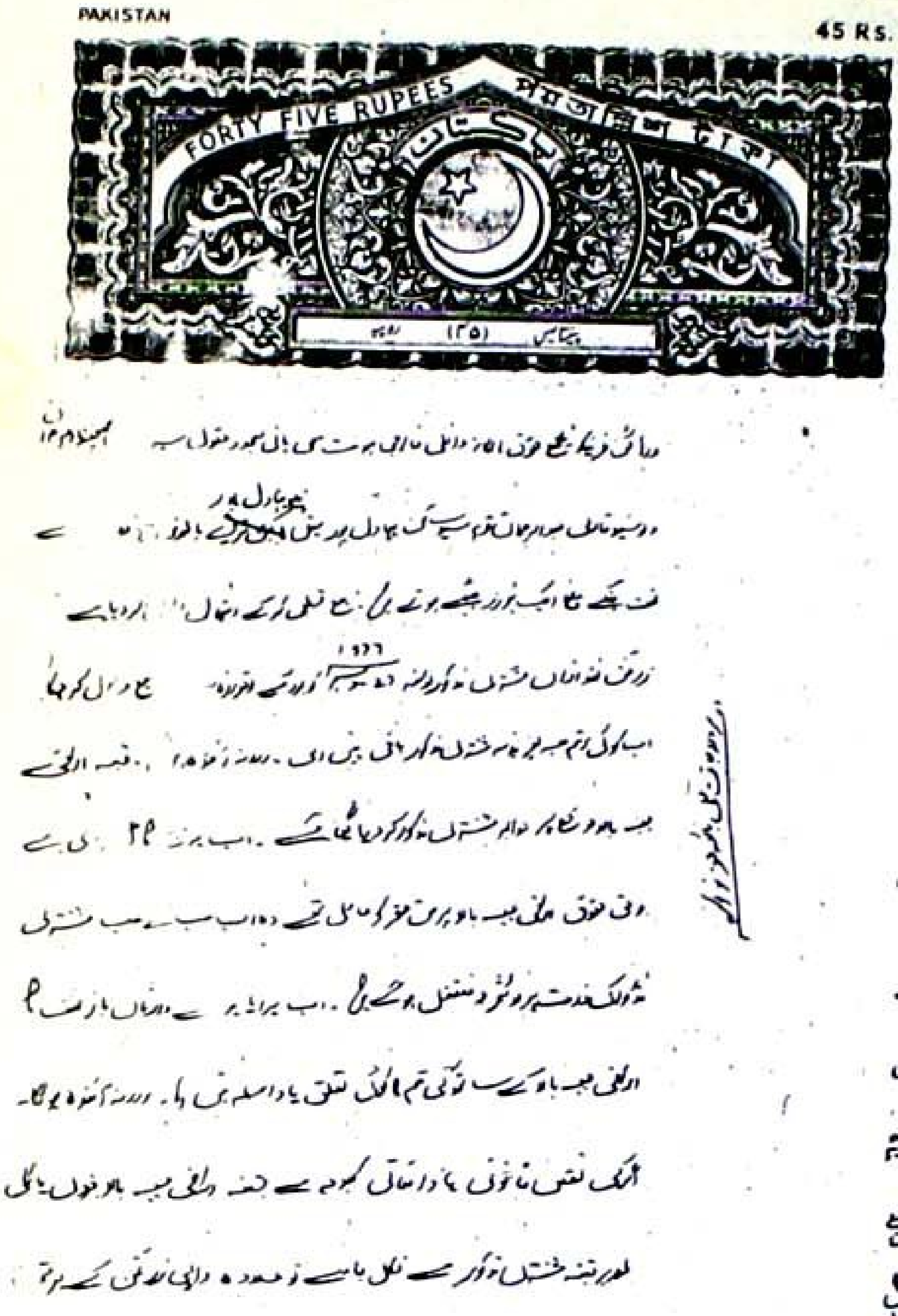

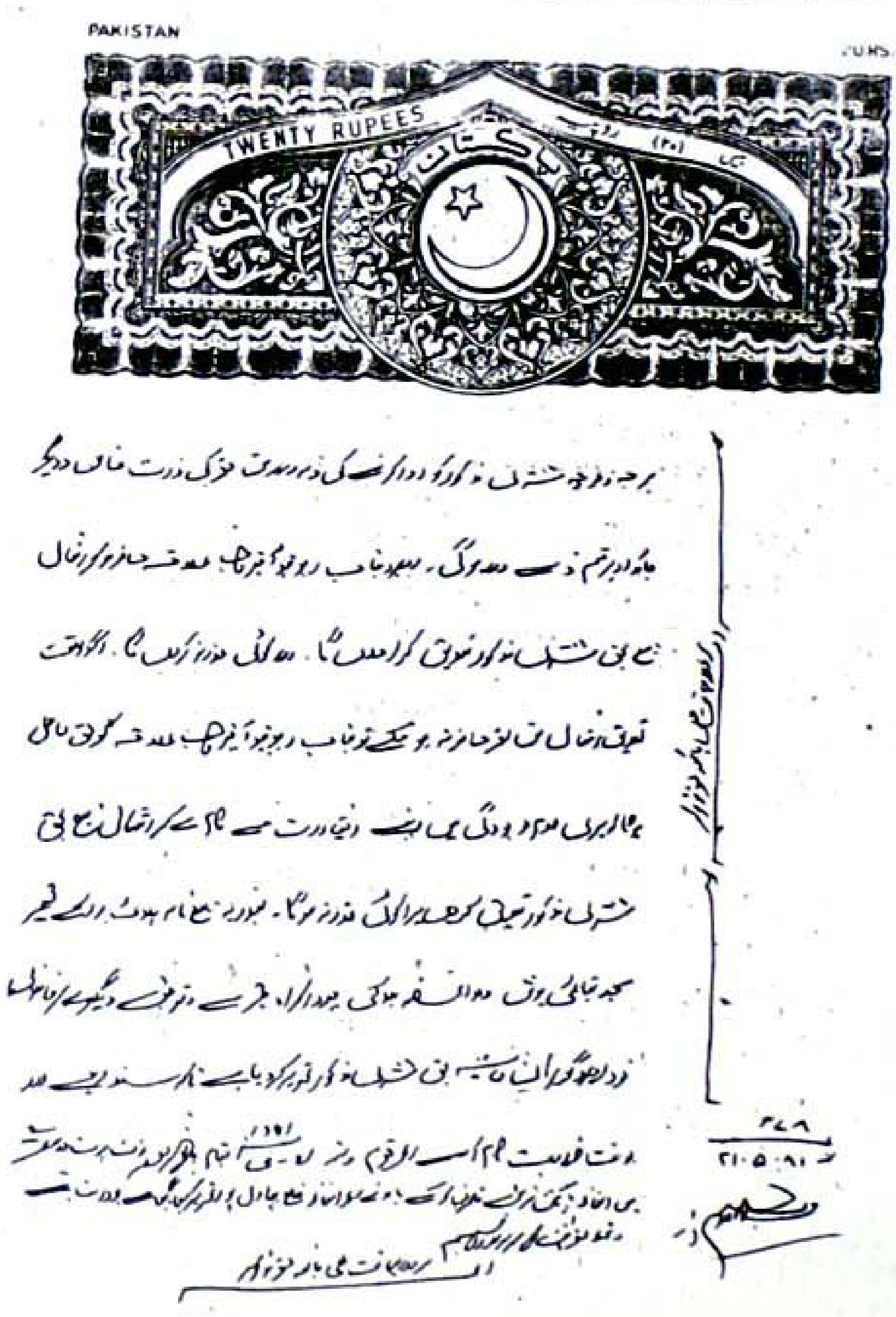


**مسجد پیر روشن شاہ (پاکپتن شریف) کے کاغذات کا عکس**

Marfat.com

علالت کے سبب اس کی تعمیر کی طرف بھرپور توجہ نہ دے سکے ، البتہ ان کے محبین اہل محلہ سید عبدالغفور شاہ صاحب ، نواز خان صاحب اور دیگر بہت سے حضرات نے اس کی تعمیر کی طرف توجہ کی اور بالآخر اسے بحسن و خوبی پایہ تکمیل تک پہنچایا ۔ آج یہ مسجد تعمیر نو کے مرحلے سے گزر رہی ہے ، جس میں مرحوم عبدالغفور شاہ کے صاحبزادے عبدالعزیز شاہ صاحب اور چوہدری بشیر احمد صاحب بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے ہیں ۔

قاری صاحب نے اپنی علالت کے زمانے میں پاکپتن شریف میں اپنی زندگی کی آخری مسجد تعمیر کرائی ۔ قطعہ اراضی خود اپنی ذاتی رقم سے خریدا اور اپنے بزرگ اسلاف میں سے ایک ولی اللہ حضرت پیر روشن شاہ کے نام پر اس مسجد کا نام رکھا ۔ ان کی خواہش تھی کہ اس فانی زندگی کے اختتام پر تا قیام قیامت وہیں رہیں ۔ اس خواہش سے ان کی اہل اللہ سے محبت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے ۔ فرمایا کرتے تھے کہ انسان جسمانی طور پر کہیں ہو لیکن روحانی طور پر وہ ان ہی ارواح مقدسہ کے ساتھ ہوتا ہے جن سے اسے محبت ہوتی ہے ۔ اس مسجد کی [illegible]

آج قاری صاحب کی تمام تعمیر کردہ مساجد کو دیکھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ خلوص نیت میں بڑی کرامت ہوتی ہے ۔ تمام مساجد خوب آباد ہیں ۔ سناروں والی گلی کی مسجد کی از سر نو تعمیر ہوئی بہاولپور کے معروف شاعر سرور سہارنپوری نے اس کا قطعہ تاریخ کہا ، سنگ تاریخ پر پوری عبارت یوں مرقوم ہے :-

" سنگ تعمیر نو جامع مسجد حنفیہ غوثیہ (رجسٹرڈ)

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(تعمیر نو مسجد و مدرسہ بیاد حاجی قاری حافظ حفیظ الرحمن و حاجی قاری حافظ عبدالسلام صاحب پانی پتی)

قطعہ تاریخ : سرور سہارنپوری

Marfat.com

رہے گونجتی پنج وقتہ اذاں　　　جامع مسجد حنفیہ غوثیہ

۱۰۷۱۴-۱۵۳-۱۵۲۱-

نمازیں پڑھیں گے صغیر و کبیر　　　سال تعمیر نو اس کا ہے بے نظیر

۹۱

قائم شدہ: ٦ ذی الحجہ ۱۳۶۸ھ بروز جمعہ بمطابق ۳۰ ستمبر ۱۹۴۹ء

تعمیر نو: ۱۷ شوال المکرم ۱۴۰۶ھ بروز جمعرات بمطابق ۲۶ جون ۱۹۸۶ء

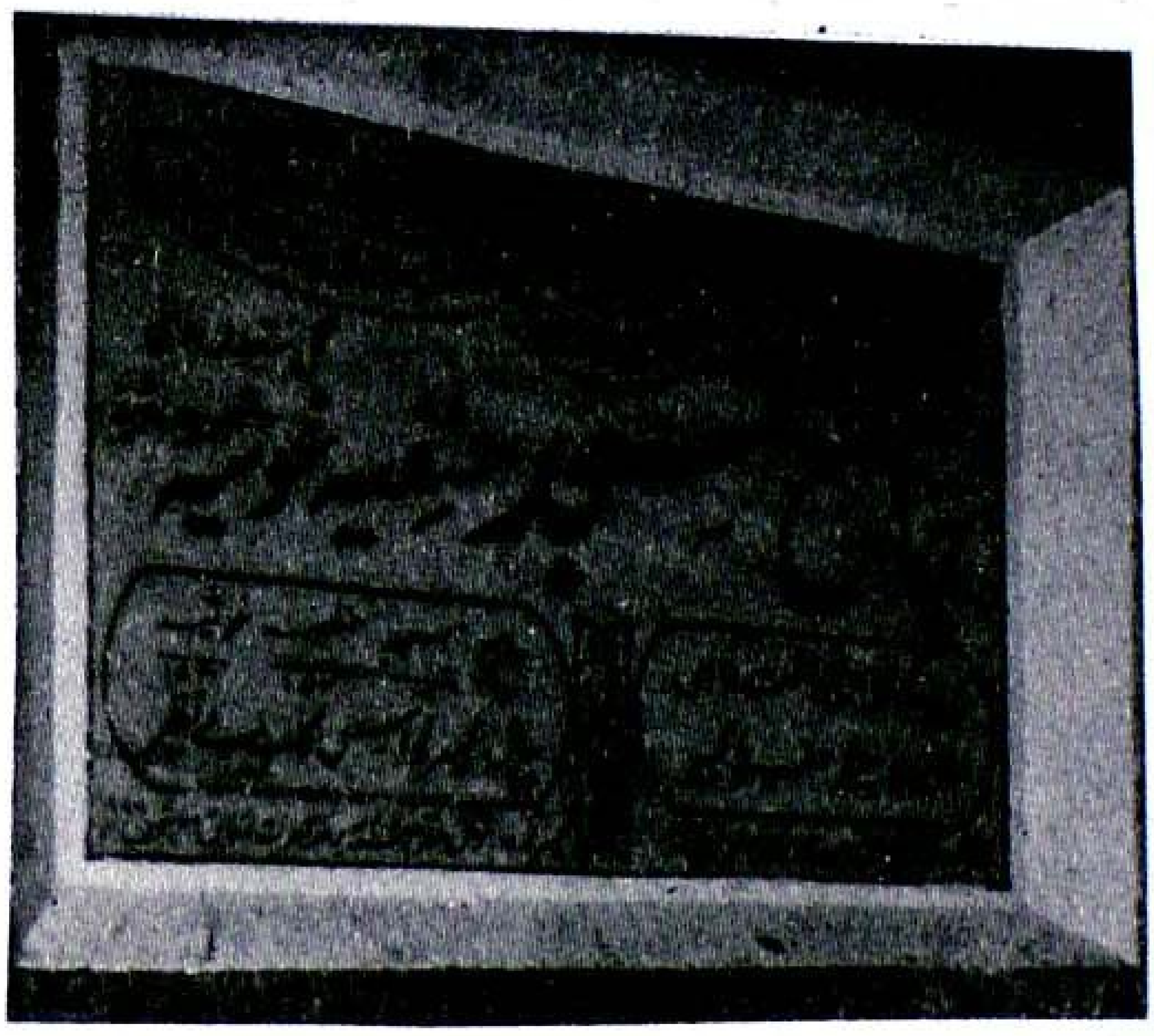

مسجد (گلی سناروں والی) کا سنگ بنیاد ثانی بدست مولانا شاہ احمد نورانی مدظلہ

Marfat.com

تعمیر نو کی تکمیل پر مولانا شاہ احمد نورانی مد ظلہ نے اس کا سنگ بنیاد ثانی رکھا۔ اس کے افتتاح کی تختی پر عبارت یہ لکھی گئی ہے:-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
افتتاح
قائد اہل سنت حضرت علامہ الشاہ احمد نورانی صدیقی
صدر جمعیت العلماء پاکستان ــــــ نے مورخہ ۱۵ اپریل ۱۹۸۷ء
بمطابق ۵ شعبان ۱۴۰۷ھ کو اپنے دست مبارک سے فرمایا۔

اس مسجد کی تعمیر میں اہل محلہ نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ مسجد سے محبت کا یہ عالم ہے کہ مسجد کے مینار پر سونے کا پتر چڑھایا گیا ہے۔ اسی طرح شیشے والی گلی کی مسجد کی تزئین و آرائش اور تعمیر میں قاری صاحب کے شاگرد صوفی نبی بخش مرحوم نے بڑی محنت اور جانفشانی سے کام کیا۔ صوفی نبی بخش کا انتقال ۳ جولائی ۱۹۹۴ کو ہوا۔ اہل محلہ نے انکی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے مسجد کا سنگ تعمیر نو نصب کیا جس پر یہ عبارت لکھی ہوئی ہے:-

سنگ تعمیر مسجد چشتیہ صابریہ گلی شیشے والی بہاولپور
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
جامع مسجد شیشے والی شاہی بازار بہاولپور
صوفی نبی بخش صاحب قادری مرحوم مسجد کی تعمیر میں بھرپور کردار
ادا کر کے اس جہان فانی سے ۳ جولائی ۱۹۹۴ کو رخصت ہو گئے

تاہم حقیقت یہ ہے کہ مسجد کی تعمیر اول کا مرحلہ جس قدر کٹھن تھا اس کی زمین کی خرید، اسکی ابتدائی تعمیر اور آباد کرنے میں قاری صاحب نے جس جانفشانی سے کام لیا اسکا اعتراف بھی کیا جانا چاہیے تھا۔ یہ بھی ایک امانت ہے جس کا اخفا تقاضائے

Marfat.com

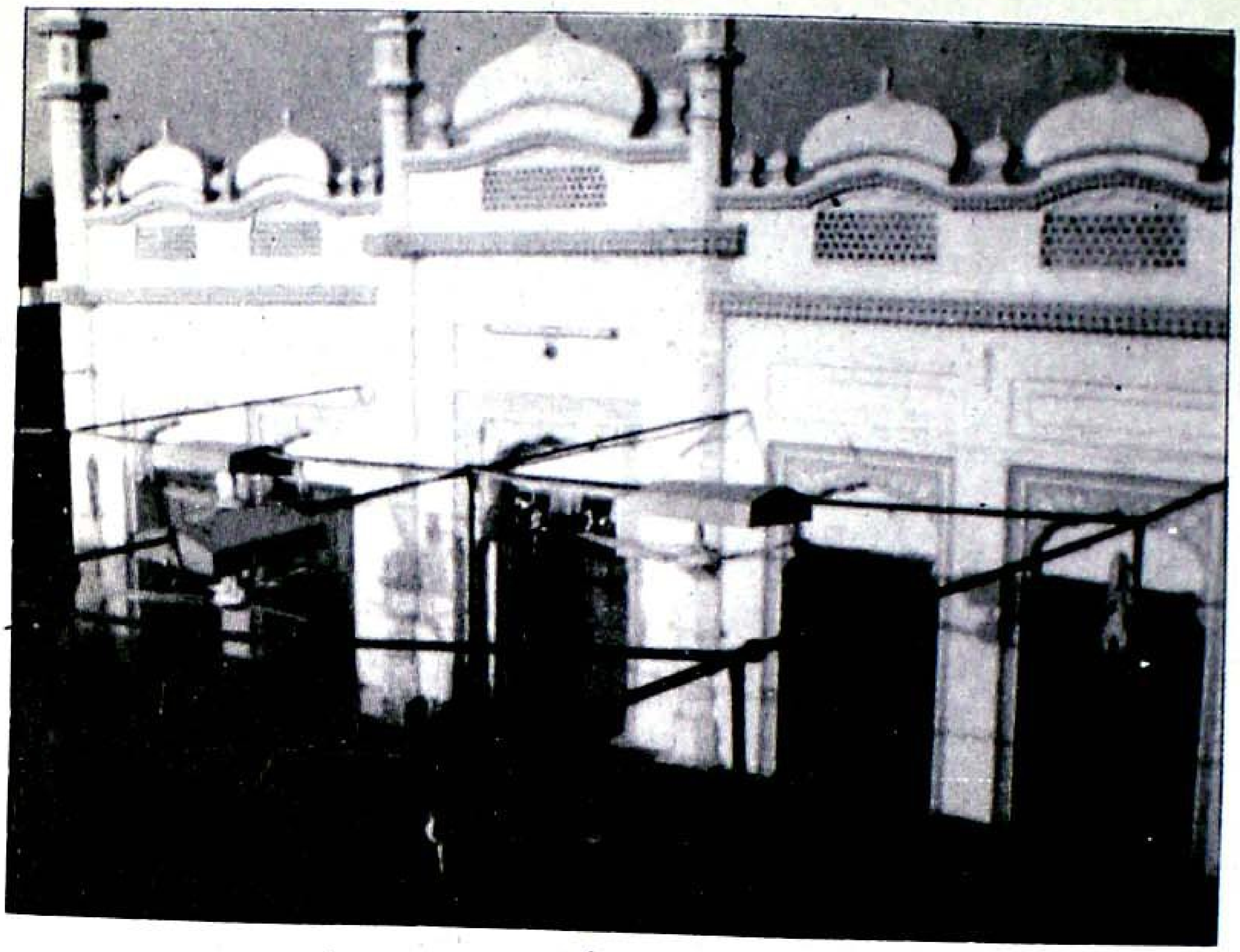

مسجد احمد پور لمہ

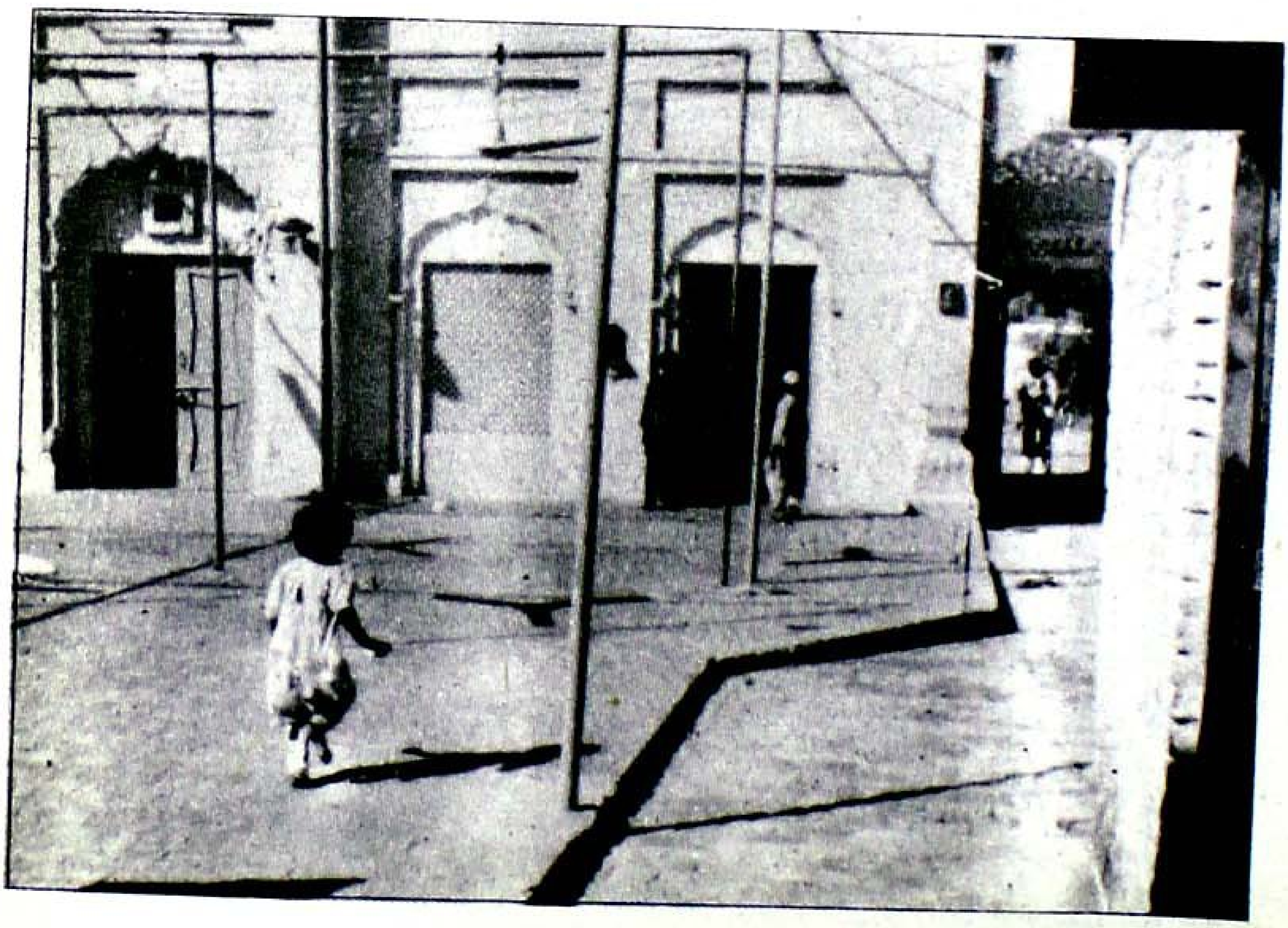

مسجد نوریہ فریدیہ سیٹلائٹ ٹاؤن بہاول پور

Marfat.com

دیانت کے خلاف ہے ۔ اصل اجر تو اللہ کے پاس ہے ۔ حضرت قاری صاحب کی کوششوں کے نقوش آج بھی اہل محلہ کے دلوں پر ثبت ہیں ۔

قاری صاحب کی مساجد صدقہ جاریہ ہیں۔ جہاں سے اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبتوں کے چشمے بہہ رہے ہیں ۔ مجھے ایک صاحب کے گھرانے کا علم ہے کہ صاحب خانہ دنیا داری میں اتنے منہمک تھے کہ بچوں کی تربیت کا خیال ہی نہیں تھا ۔ بچے گالیاں بکتے پھرتے ، پڑھنے پڑھانے کی طرف کوئی توجہ نہ تھی ، انہیں اپنے کاروباری دھندوں میں پتہ ہی نہ تھا کہ بچے کس رخ جارہے ہیں ۔ پیسہ خوب تھا ۔ انہوں نے نئے علاقے میں مکان بنوایا ۔ اتفاق سے ان کے مکان کے بالکل سامنے مسجد موجود تھی ۔ مسجد کے ان کے گھر پر یہ اثرات ہوئے کہ وہ بچے جو باہر گولیاں کھیلتے تھے ۔ گالیاں بکتے تھے ۔ وہ مسجد میں آتے جاتے نمازیوں سے شرما کر گھر میں کھیلنے لگے ۔ اذان کی پانچوں وقت آواز کب تک صدا بصحرا رہتی ۔ ایک دو بچے مسجد میں چند نمازوں میں شریک ہونے لگے ۔ ہوتے ہوتے ان بچوں میں شائستگی آگئی ۔ اور ایک دن وہ آیا کہ نہ صرف بچے بلکہ صاحب خانہ بھی پانچوں وقت کے نمازی ہوگئے ۔ غرض جسم کے ساتھ روح بھی پاک ہوگئی اور روحانی اطمینان و سکون ان کے گھر میں اتر آیا ۔ دیکھئے یہ سب کچھ مسجد کی بدولت ہوا ۔ ذرا غور کیجیئے کہ ان کے گھر کے سامنے مسجد کی بجائے سینما ہوتا تو دین تو تھا ہی نہیں دنیا بھی تباہ ہوگئی ہوتی ۔ اندازہ کیجیئے کہ حضرت قاری صاحب نے جہاں جہاں مساجد تعمیر کرائیں ان کے اثر سے کتنے گھرانے سدھرے ہونگے ۔ آج کل فرقہ بندیوں اور کثرت مساجد کی آڑ لے کر تعمیر مسجد کے بارے میں منفی سوچ کو ابھارا جاتا ہے ۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ صحیح بنیادوں پر اور صالح نیت کے پیش نظر مسجدوں کی تعمیر ایک ایسا صدقہ جاریہ ہے جو نیکی کے فروغ کا سبب بنتا رہتا ہے ________ اسی لئے خالق کائنات کو دنیا کی تاحد نظر وسعتوں میں زمین کا وہی ٹکڑا سب سے زیادہ پسند ہے جس پر مسجد بنائی گئی ہو ________ اسکے بنانے والے اور آباد کرنے والے اسے سب سے زیادہ محبوب ہے ۔ جہاں خداوند قدوس کی کبریائی کا پانچ وقت ذکر کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اپنا گھر قرار دیتا ہے ۔ اس کے گھر کے بنانے والے اسے کیوں نہ پسند ہوں گے ۔

Marfat.com

قاری صاحب کو تعمیر مساجد سے کس قدر لگاؤ تھا اس سلسلے میں ان کے چھوٹے صاحبزادے سید محمد زاہد صاحب کا کہنا ہے کہ ایک سفر کے دوران دو آدمی مسجد کا چندہ مانگنے گاڑی میں چڑھے تو انہوں نے کچھ رقم انہیں دے دی ــــــــــــ ساتھ بیٹھے نوجوان ساتھیوں نے مذاق کیا کہ کیا معلوم کس لئے چندہ کر رہے ہیں ۔ سب دھوکے باز ہوتے ہیں ۔ زاہد صاحب نے کہا کہ ہماری نیت تو نیک ہے باقی وہ جانیں ــــــــــــ اسی روز انہوں نے خواب میں دیکھا کہ والد صاحب تشریف لائے ہیں اور خوشی و مسرت سے ان کا چہرہ دمک رہا ہے ۔ ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی دیکھا کہ ایک زنجیر آسمان کی بلندیوں سے زمین تک لٹکی ہوئی ہے اور زنجیر کے ساتھ بندھی ہوئی ایک مسجد تعمیر ہو رہی ہے ۔ گویا تعمیر مسجد میں حصہ لینے پر ان کی روح بھی مسرور و شادماں نظر آئی ۔

حقیقت یہ ہے کہ اس دور ہوس پرستی میں کسی ایک فرد کا تیس بتیس مسجدیں تعمیر کرانا اور ان کا آباد رہنا ایک محیر العقول واقعہ کہا جا سکتا ہے ۔ مجموعی طور پر ان مساجد کی وسعت دنیا کی کسی بھی عظیم مسجد کی وسعت کو جا پہنچتی ہے ۔ بلکہ یہ مساجد اپنے مثبت اثرات میں کہیں بڑھ کر ہیں ۔ عشق اور شوق انسانی کام کے لئے امامت کا کام دے تو اس سے ایسی ہی کرامتیں ظہور پذیر ہوتی ہیں ۔

## سیرت کے چند پہلو

قاری صاحب کے مریدین ان کی بے شمار کرامات کا ذکر کرتے ہیں ــــــــــــ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان کی سب سے بڑی کرامت یہ تھی کہ انہوں نے زندگی کا ہر لمحہ اطاعت اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں گزارا ۔ کوئی قدم بھی اتباع نبوی کے ارادے سے خالی نہ تھا ۔ اور کوئی عمل بھی ایسا نہ تھا جس میں عشق رسول ؐ کا عکس نہ ہو ۔ اس سے بڑی کرامت اور کیا ہو سکتی ہے ۔

آپ کے برادر نسبتی مسعود ملت ڈاکٹر محمد مسعود احمد مد ظلہ نے ان کے اس جذبے کی عکاسی ان الفاظ میں کی ہے :-

Marfat.com

"وہ عاشق رسولؐ تھے اور محافل میلادالنبی صل اللہ علیہ وسلم کے دلدادہ ________ نعت خوانی کی مجلس میں نعتیں سن سن کر ایسی رقت طاری ہوتی کہ پورا وجود لرزہ براندام ہو جاتا۔ دل بریاں، زبان خاموش اور آنکھوں سے آنسو رواں ________ وہ بڑے ذوق و شوق سے صلوۃ و سلام پڑھتے اور ہر محفل میں اس کا خاص اہتمام کرتے ______ ان کی محبت کا عالم ہی کچھ اور تھا۔ وہ محبت رسولؐ میں ایسے فنا ہو گئے تھے کہ یہی محبت ان کے تعلقات کا پیمانہ بن گئی تھی۔ وہ اسی سے محبت کرتے تھے جو رسول اللہ صل اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا تھا۔ وہ عاشق رسولؐ کے خادموں کے خادم تھے اور منکرین عظمت رسالت مآب کے لئے۔

دریاؤں کے دل جس سے دہل جائیں وہ طوفاں"

## اہل اللہ سے تعلق:

قاری صاحب کو اہل اللہ سے خاص عقیدت و انس تھا۔ چنانچہ یہ بات باعث حیرت ہے کہ جوانی میں شادی سے قبل خواب میں انہوں نے ایک خوبصورت مسجد دیکھی اور ایک بزرگ کی زیارت بھی ہوئی ________ اور، جب قاری صاحب ۱۹۳۰ء میں جامع مسجد فتح پوری دہلی میں بحثیت مدرس تشریف لائے تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ یہ وہی مسجد ہے جسے خواب میں دیکھا تھا ________ اور جب مفتی اعظم ہند شاہ محمد مظہر اللہؒ کو دیکھا تو حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی کہ یہ وہی بزرگ تھے جن کی وہ خواب میں زیارت کر چکے تھے۔ بعد ازاں انہی بزرگ نے آپ کو اپنی فرزندی میں قبول کیا۔ قاری صاحب کو حضرت مفتی اعظمؒ سے والہانہ محبت اور حضرت مفتی اعظم کو بھی آپ سے خاص انس تھا۔ انہوں نے آپ کو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں اجازت و خلافت سے نوازا۔ مفتی صاحب کو آپ کا کتنا خیال تھا اسکا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب ۱۹۴۷ء میں قاری صاحب مع اہل و عیال ہجرت کر کے بہاولپور آئے تو کچھ عرصہ محکمہ انہار کی مسجد

Marfat.com

میں خطابت کے فرائض انجام دیئے ------- ان دنوں پیسے کی بڑی تنگی تھی - ایک روز نماز فجر کے بعد پریشانی کے عالم میں بیٹھے تھے ، سارے نمازی جا چکے تھے صرف ایک صاحب بیٹھے رہ گئے - سب کے چلے جانے کے بعد وہ سیدھے قاری صاحب کے پاس آئے اور دو سو روپے پیش کئے اور کہا کہ رات خواب میں مجھے ایک بزرگ نے آپ ہی کی صورت دکھا کر حکم دیا ہے کہ کچھ خدمت کروں ----- حیرت کی بات یہ ہے کہ جب اس اجنبی شخص نے ان بزرگ کا حلیہ بیان کیا تو وہ ہو بہو مفتی اعظمؒ کا سراپا تھا۔

مفتی صاحب نے قاری صاحب کو جو خطوط تحریر کئے ان کے ایک ایک حرف سے محبت پھوٹی پڑتی ہے - ان میں سے ایک خط کے پتے میں ذرا انداز تخاطب دیکھئے کس محبت سے لکھتے ہیں :-

" سلالہ خاندان نبوی عزیزی قاری سید حفیظ الرحمٰن سلمہ القوی المنان "

ایک اور جگہ لکھتے ہیں :-

" مورد تجلیات الٰہی مصدر تفضلات فاعتناہی سلمھم المولی العالی "

ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں :-

" مکتوب مرغوب جس میں پچھلی محفلوں کی یاد کا ذکر اور ترقی نسبت کی دعا کی طلب مذکور تھی ، موصول ہو کر باعث ابتہاج ہوا ، فیاض مطلق نسبتوں میں ترقی عطا فرمائے - اور خلوت میں ان محفلوں کی لذت عطا فرمائے - لذت کی شے اصل میں اسکی یاد ہے ، جہاں میسر آجائے غنیمت ہے - قلب کی طرف دائم توجہ رکھی جائے - پرنالہ فیض کا اجراء اس تعالیٰ کے اختیار میں ہے ------- "

Marfat.com

محبت کے اسی رشتے سے آپ اپنے تمام برادران نسبتی سے بڑی محبت کرتے تھے ـ خاص طور پر مولانا مفتی محمد احمدؒ، مولانا منور احمدؒ، مولانا منظور احمدؒ اور پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب مد ظلہ سے تو بے حد محبت تھی ـ یہ اسی تعلق اور محبت کا اثر تھا کہ مولانا منور احمد مرحوم نے، جو عین عالم جوانی میں انتقال کر گئے تھے، اپنی زندگی کے آخری ایام دہلی میں آپ ہی کے ہاں گزارے ______ مولانا منظور احمد مرحوم آپ ہی کی دعوت پر بہاولپور تشریف لائے اور کچھ عرصے آپ ہی کے مکان پر قیام کیا ______ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مد ظلہ نے ابتدائی امتحانات بہاولپور ہی میں رہ کر دیئے اور ان کے عقد مسنونہ میں بھی آپ ہی کی کوششوں کو دخل تھا ـ غرض یہ کہ سسرال سے والہانہ محبت کی یہ بنیاد دراصل تعلق باللہ اور رسولؐ کے سبب تھا ـ

ہندوستان کے شہر الور کے ایک عالم دین اور صاحب کرامت بزرگ مولانا رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ سے قاری صاحب کو روحانی نسبت تھی اور وہ ان سے عقیدت بھی رکھتے تھے ـ ان سے قاری صاحب کی آخری بار ملاقات جس انداز سے ہوئی اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مولانا رکن الدینؒ بھی آپ سے کس قدر محبت کرتے تھے ______ قاری صاحب ملنے پہنچے، معلوم ہوا حضرت آرام فرما رہے ہیں ـ قاری صاحب کمرے کے باہر انتظار میں بیٹھ گئے ـ تھوڑی ہی دیر بعد مولانا الوری خود باہر تشریف لائے اور کہا: آیئے قاری صاحب، آپ کے خیال نے ہمیں بیدار کیا ـ اس کے بعد کمرے میں لے گئے اور کافی دیر تک باتیں ہوتی رہیں ـ کیا معلوم تھا کہ یہ ان سے آخری ملاقات ہو گی ______ اس روز حضرت الوریؒ اپنے تمام ملاقاتیوں سے اس طرح ملتے رہے گویا الوداعی ملاقات ہو رہی ہو ______ اور، اسی شام حضرت مولانا رکن الدین علیہ رحمۃ وصال فرما گئے ـ انا للہ و انا الیہ راجعون ـ

ہندوستان کے شہر کچھوچھہ شریف کے سید احمد رحمۃ اللہ علیہ، دور حاضر کے محدث اعظم، بہاولپور تشریف لائے تو قاری صاحب کے ہاں بھی قدم رنجہ فرمایا اور چلتے وقت ان کے چھوٹے صاحبزادے (سید معز زاہد صاحب) کو دعاؤں کے ساتھ خصوصی طور پر ایک رومال عطا فرمایا ـ تقسیم ہند سے قبل قاری صاحب انجمن حزب الاحناف لاہور میں ابوالبرکات سید صاحبؒ کی خدمت میں بھی بغرض دورہ حدیث حاضری دیتے رہے ـ سید صاحب آپ سے

Marfat.com

بے حد محبت کرتے تھے ۔ اس زمانے کے لائلپور اور آج کے فیصل آباد میں مشہور عالم دین مولانا سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بھی آپ کے خصوصی روابط تھے ۔ وہ قاری صاحب کا اپنے ملنے والوں سے بڑی محبت سے یہ کہہ کر تعارف کراتے کہ : بھئی ، یہ ہیں ہمارے قاری صاحب ، بہاولپور میں سنیت کا مرکز ہیں ۔ گم کردہ راہ لوگوں پر گرجتے بھی ہیں اور برستے بھی ہیں ۔ مولانا عبدالحامد بدایونی اور صاحبزادہ فیض الحسن بھی آپ کے ہاں تشریف لائے ۔ بہاولپور میں جب جامع اسلامیہ کا قیام عمل میں آیا اور ڈاکٹر حامد حسن بلگرامی کی سربراہی میں دینی علوم کی سربر آوردہ شخصیتوں کو بلایا گیا تو انہی میں حضرت مولانا سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمۃ اللہ علیہ بھی شعبہ حدیث کے سربراہ کے طور پر تشریف لائے تو حضرت قاری صاحب آپ کی بہاولپور آمد پر بے حد خوش ہوئے ان کی تشریف آوری سے محافل میلاد کی رونقیں دوبالا ہوگئیں ۔ ان حضرات کی آپس میں محبت بھی اللہ اور رسول کے حوالے سے تھی ۔ قاری صاحب کی علالت کے زمانے میں ایک بار حضرت کاظمی صاحب عیادت کے لئے تشریف لائے ، ان دنوں قاری صاحب کے بڑے صاحبزادے سید محمد طاہر جو سعودی عرب میں ملازم تھے ان سے سعودی عرب کا ذکر کرتے ہوئے کاظمی صاحب نے فرمایا کہ ۱۹۳۵ء میں انہوں نے پہلا حج کیا تو اس وقت سڑکوں پر ببول اور کیکر کے کانٹے پڑے ہوتے تھے ۔ پھر ضمناً کہنے لگے کہ میں نے حرمین طیبین میں کبھی جوتے نہیں پہنے ______ بلکہ چلنے پھرنے میں جو کانٹے پیروں میں چبھ جاتے تو وہ انہیں نکالتے نہ تھے تاکہ دیار حبیب کے یہ کانٹے ان کے بدن کا جزو بن جائیں ۔ عشق و محبت کا یہ انداز ! قاری صاحب اور انکی آپس میں محبت اسی حوالے سے تھی ۔

قاری صاحب کو اہل اللہ کے مزارات کی زیارت کا بے حد شوق تھا ۔ دہلی تو تھی ہی بائیس خواجاؤں کی چوکھٹ ۔ وہاں حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ اور حضرت خواجہ باقی باللہؒ کے مزارات پر بالعموم حاضری دیتے ______ اجمیر شریف اور سرہند شریف میں بالترتیب حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ اور حضرت شیخ احمد سرہندیؒ کے مزارات پر خصوصیت سے جاتے ۔ پاکپتن شریف میں حضرت بابا فرید گنج شکرؒ کے مزار پر تو ہر سال بلاناغہ تقریباً نصف صدی تک حاضری دیتے رہے ۔ لاہور میں ان کے لئے صرف اسلئے کشش تھی کہ وہاں حضرت داتا گنج بخشؒ کا مزار تھا ۔ وہ کسی ایسے شہر میں جانا

Marfat.com

پسند نہیں کرتے تھے جو روحانی طور پر کسی ولی کامل کے وجود سے محروم تھا۔ کراچی کا شہر انہیں اس لئے پسند تھا کہ وہاں جا کر انہیں دیار حبیبؐ کی قربت کا احساس ہوتا تھا۔ ملیر میں انکے پھوپھاؒ جو ایک صاحب کرامت بزرگ تھے انکا مزار مرجع خلائق ہے★۔ گولڑہ شریف جاتے تو حضرت پیر غلام محی الدینؒ سے شرف نیاز حاصل کرتے اور وہ بھی خصوصی محبت فرماتے تھے۔

---

★ قاری صاحب اپنے پھوپا حضرت بابا ولایت علی شاہ قلندرؒ سے بھی بہت محبت کرتے تھے۔ دہلی کی مختلف درگاہوں میں ان کی خدمت میں حاضری دیتے، کراچی کے دوران قیام میں ان کی خدمت میں جاتے۔ ان کے وصال کے بعد ان کے مزار پر بھی حاضری ان کا معمول تھا۔ حضرت بابا ولایت علیؒ، صاحب کرامت بزرگ تھے۔ جنہوں نے سترہ حج کئے۔ وہ حضرت خواجہ غلام فریدؒ (مٹھن کوٹ) کے خلیفہ مجاز تھے۔

حضرت بابا ولایت علیؒ کے حالات زندگی مخدوم منور عارفی سلطان نے مرتب کئے ہیں۔ (بعنوان: سوانح بابا ولایت علی شاہ قلندرؒ)

Marfat.com

## سفر در سفر:

قاری صاحب تبلیغ و اشاعت دین کے لئے ہمیشہ سفر میں رہتے ۔ برسوں سفر کیے ۔ سفر کے بعد سفر ______ ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے ایک صحابی نے پوچھا: بہترین عمل کونسا ہے ؟______ فرمایا : سفر کے بعد سفر______ ایک صحابی نے اس کا مطلب دریافت کیا تو فرمایا: تلاوت کے بعد تلاوت ۔ اس حدیث کو حقیقی معنوں میں لیں یا مجازی معنوں میں دونوں صورتوں میں قاری صاحب کی زندگی پر منطبق ہوتی ہے ۔ ابھی سفر سے آئے ہیں کہ پھر سفر تیار ______ اور یہ سفر شاندار کاروں اور جلوسوں کی صورت میں نہیں ______ تن تنہا، معمولی سواری ہو یا پاپیادہ ، پیاسوں کے پاس پہنچتے ______ مساجد میں قیام رہتا ۔ مریدین جوق در جوق آتے ______ قال اللہ و قال الرسولؐ ______ انکی گفتگو اور تقاریر کا ایک ہی موضوع اور ایک ہی محور تھا ، اور وہ تھا : "عشق رسولؐ" ______

اے لوگو! اگر تم اللہ کی محبت کا دعویٰ
کرتے ہو تو رسولؐ کی اتباع کرو۔ اللہ تعالیٰ
تم سے محبت کرے گا ۔

اے ایمان والو! اگر تم نے اپنی جانوں پر ظلم
کر لیا ہے ۔ تو آؤ میرے محبوبؐ کے دربار
میں ۔

تقریر کا آغاز عام طور پر مذکورہ بالا مفاہیم کی آیات سے ہوتا تھا ______ اور جب عشق رسولؐ میں ڈوب کر گفتگو اور تقریر کا ایک ایک بول دل کی گہرائیوں سے نکلتا، تو دل تک پہنچتا ـــــ انہوں نے اپنے دائرہ اثر میں اجڑے ہوئے دلوں کو اطاعت الٰہی اور حب رسولؐ کے جذبے سے آباد کیا ۔

Marfat.com

حضرت قاری صاحب کسی ایسے طرز فکر سے کبھی متفق نہ ہو سکے جس میں
عظمت رسول صل اللہ علیہ وسلم کے گھٹنے کا ذرہ برابر بھی احتمال ہو ______ وہ تو اس
حکم الہٰی کو ہمیشہ اپنے پیش نظر رکھتے کہ :-

اے لوگو ! نبیؑ کے سامنے اپنی آواز اونچی نہ
کرو ______ اگر تم نے ایسا کیا تو
تمہارے سارے اعمال اکارت کر دیئے جائیں
گے۔

درود و سلام کی محافل ہوتیں اور اعلیٰ حضرتؒ کے مشہور سلام سے در و دیوار گونج اٹھتے:

مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام　　شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

کبھی یہ سلام پڑھا جاتا:۔

یا نبی سلام علیک　　یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک　　صلوۃ اللہ علیک

نعتیں پڑھی جاتیں تو حضرت قاری صاحبؒ پر وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی ـــ خود تقریر کرتے تو درمیان میں اردو' فارسی اور پنجابی کے اشعار پڑھتے۔

یک زمانہ صحبت با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

اور پنجابی اشعار کے حوالے سے معجزات کا بیان کرتے تو محفل جھوم اٹھتی۔

تھوڑی دیر ہوئی اک آیا کالیاں زلفاں والا
دو گھڑیاں اس گھر وچ بیٹھا کر گیا نور اجالا

Marfat.com

جمعے کے دن ایسی ہی ایمان افروز تقاریر کے بعد خطبہ اپنے ایک مخصوص انداز اور شیریں لہجے میں پڑھتے کہ لوگ جھوم اٹھتے ۔ نماز کے بعد چشتیہ صابریہ سلسلے کے طریقے کے مطابق ذکر جہری ہوتا ، جس میں لوگ بکثرت شرکت کرتے اس کے بعد صلوٰۃ وسلام ہوتا ________ رمضان المبارک میں جمعہ کا خطبہ خصوصی ہوتا تھا جسے سننے کے لئے دور دور سے لوگ کھنچے چلے آتے تھے __________ "الوداع الوداع یا شہر رمضان" پڑھتے ہوئے آواز گلوگیر ہوجاتی ۔ بعض اوقات رقت کے سبب توقف آجاتا ، ایسے میں عجب سماں ہوتا تھا __________ رمضان المبارک کے رخصت ہونے پر حاضرین رو رہے ہیں ، سسکیاں بھر رہے ہیں اور حضرت قاری صاحب اپنی سنہری آواز سے دلوں میں درد اتار رہے ہیں ۔ان محافل کے کیف و سرور کا ذکر کرتے ہوئے حضرت قاری صاحب علیہ الرحمتہ کے بھتیجے معروف نعت گوشاعر ، نقاد ، ادیب اور صاحب نسبت بزرگ مخدوم منور عارفی سلطان راقم کے نام ایک خط میں تحریر کرتے ہیں :۔

"میں جمعے کی نماز محلے کی مسجد کی بجائے اکثر اوقات اپنے تایا سید حافظ قاری محمد حفیظ الرحمٰن کی تعمیر شدہ مسجد (شیشے والی گلی ) میں ادا کرتا ، نماز ختم ہوتے ہی لا الہ الااللہ کا ورد ہوتا اور بعد اختتام نماز سلام پڑھا جاتا تو میں اس میں شریک ہوتا ۔ لا الہ الااللہ کے ورد کا ہمیشہ دل پر اثر ہوتا ........ میرے تایا عاشق رسولؐ تھے ۔ سرکار دو جہاں احمد مجتبیٰ محمدالرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک چھڑتے ہی آنسوؤں کی جھڑی لگ جاتی۔ آپ کا نعت اور سلام پڑھنے کا بہت ہی عمدہ انداز تھا ، یہ سب رسول اکرمؐ سے عشق و محبت کا ہی طفیل تھا ۔ نعت و سلام کی روشنی مجھے انہیں سے حاصل ہوئی "

برادرم مخدوم منورؔ یہ اعتراف کرنے میں ایک مسرت محسوس کرتے ہیں کہ یہ وہی فیضان ہے جس نے ان کی زندگی کا رخ رفتہ رفتہ بدل ڈالا، اسی کے طفیل انہیں اللہ

Marfat.com

کے دوستوں کا ساتھ میسر آیا اور تلاش حق میں انہیں حضرت عارفی سلطان مدظلہ العالی جیسے بزرگ کی نسبت نصیب ہوئی ______ انہوں نے اس کیفیت کو ایک شعر میں یوں بیان کیا ہے ؎

زندگی مل گئی روشنی مل گئی
عمر پژمردہ کو تازگی مل گئی
قلب جاری ہوا آنکھ پرنم ہوئی
جیسے مخدوم کو زندگی مل گئی

برس ہابرس حضرت قاری صاحب کی ایسی ہی پرنور محفلوں سے نمعلوم کتنے بندگان خدا کے دلوں میں نور ایمان اور معرفت کے چراغ روشن ہوئے ہوں گے ________ حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے بندوں کو اللہ کے رستے پر لگا دینا انسانیت کی سب سے بڑی خدمت ہے ۔ ایسے ہی برگزیدہ بندوں کے طفیل دلوں کو چین اور اطمینان نصیب ہوتا ہے ،جو ایمان کا ماحصل ہے ۔

سن ۵۰ء کی دھائی میں قاری صاحب نے بہاولپور کی معروف شخصیت پیرزادہ محمد سلیم اسلم مرحوم کے ساتھ مل کر " انجمن اشاعت سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم " کی داغ بیل ڈالی اور اس کے تحت محافل میلاد کے انعقاد اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یوم ولادت کو شایان شان طریقے سے منانے کے سلسلے میں جلوس کا آغاز ہوا ۔

قاری صاحب اور ان کے تمام بھائی سب حافظ ، قاری اور جید عالم دین ________ لیکن نام و نمود سے ہمیشہ گریز کیا ، تاہم سیرت و کردار اور تقوی و پرہیزگاری کی چہروں پر ایسی کشش اور نورانیت تھی کہ دل ان کی طرف کھنچے چلے جاتے تھے _______ ایک بار ایبٹ آباد جانے کا اتفاق ہوا ، جمعہ کا دن __ نماز کے لئے بڑی جامعہ مسجد میں تشریف لے گئے ، لوگوں نے خود ہی وعظ اور امامت کے لئے درخواست کی _________ بڑا ہی نورانی بیان ، اور جب خطبہ اور نماز میں مقتدیوں نے قرات

Marfat.com

سنی تو نماز کے بعد مصافحہ کرنے میں ہر شخص دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کر رہا تھا۔ نماز کے بعد مسجد سے نکلے اور شملہ پہاڑی کی طرف نکل گئے۔ وہاں، وہ تو ایک بلند جگہ پر بیٹھ گئے لیکن ہم لوگ مزید اوپر چلے گئے ______ ایک آدھ گھنٹے کے بعد واپس آئے تو اس تنہائی میں سہ پہر کے ناشتے کا اہتمام موجود تھا۔ نیچے بنگلے سے کسی صاحب نے دیکھا ان کے دل میں محبت پیدا ہوئی اور وہ سارا اہتمام کر کے اوپر لے آئے ______ جوانی میں سرخ و سفید چہرہ، بڑی بڑی آنکھیں، سیاہ گھنی داڑھی، قد درمیانہ، سر پر خاص موقعوں پر سوتی گیروے رنگ کا صافہ باندھتے لیکن عام طور پر بڑا رومال سر پر باندھتے جس کا ایک پلو پہلو میں لٹکا رہتا تھا ______ بڑی دل آویز شخصیت، لیکن تصنع اور بناوٹ سے کوسوں دور ______ اس سلسلے میں سب بھائیوں کی ایک سی عادت تھی۔ ان کے چھوٹے بھائی علامہ عبدالرحیم ؒ نے خود یہ واقعہ سنایا جو دلچسپ بھی ہے اور سبق آموز بھی ______ ۱۹۷۵ء میں پاکستان کے وزیر اعظم کے ایک مقرب عالم دین، جنھوں نے فن قراءت میں مولانا سے استفادہ کیا تھا، نے علماء کی ایک کانفرنس میں انہیں بھی شرکت کا دعوت نامہ بھجوایا اور خصوصیت سے تاکید کی کہ آپ کوئی خوبصورت سا چوغہ زیب تن کر کے آیئے ______ انہوں نے جانے پر تو آمادگی ظاہر کی لیکن چوغہ کی شرط سے اتفاق نہ کیا ______ لیکن جب ادھر سے چوغہ پہننے پر اصرار بڑھا تو مجبوراً کہیں سے چوغہ لیا ______ شرکت کے لیے گئے ______ لیکن، پوری کانفرنس میں چوغہ ان کے بغل میں ہی دبا رہا ______ کہنے لگے پہن کر نمائش کرنے کو جی نہ چاہا ______ یہی حال قاری صاحب کا تھا، نہ نمودو نمائش اور نہ ستائش و تعریف کی تمنا ______ ایک صاحب ملنے آئے اور آتے ہی ان کی تعریف کرنے لگے کہ قاری صاحب آپ نے ماشااللہ بہت حج کیے ہیں، ساری عمر نماز قضا نہیں کی، اور آپ ایسے ہیں ویسے ہیں ______ چند لمحے تو قاری صاحب تعجب سے دیکھا کیے اور پھر انہیں قدرے سختی سے اس طرح منہ پر تعریف کرنے سے منع کر دیا ______ غالباً اس حکمت کی طرف اشارہ تھا جس میں کہا گیا ہے کہ جس کسی نے کسی کے منہ پر تعریف کی گویا اس نے اسے ذبح کیا ______ تعریف تو وہ لطف دیتی ہے جو کسی کے پیٹھ پیچھے کی جائے۔

Marfat.com

قاری صاحب معاملے کے بہت کھرے تھے ۔ عام طور پر لوگ معاشرتی معاہدوں میں مروتاً پہلے تو معاملے کے سارے پہلو سامنے نہیں لاتے اور بعد میں تلخیوں ، لڑائیوں اور مقدمہ بازیوں تک پہنچ جاتی ہے ــــــــــ سب سے عام معاہدہ کرائے کی سواری اور مزدور کی اجرت کا ہوتا ہے ــــــــــ قاری صاحب جب تک کوچوان یا ڈرائیور سے کرایہ طے نہ کر لیتے کبھی تانگے یا ٹیکسی میں سوار نہ ہوتے ۔ اسی طرح قلی سے جب تک اجرت طے کر کے پوری طرح اطمینان نہ کر لیتے اسے سامان نہ دیتے ــــــــــ ان معمولی معاہدوں سے لے کر بڑے بڑے معاہدوں تک ان کا یہی انداز تھا ــــــــــ وہ معاملے کے ہر پہلو کو کھول کر سامنے لاتے ، دیر تک قائم رہنے والے معاہدوں کو تحریر میں ضرور لاتے ، ہر معاملے میں وہ اسوہ ء حسنہ کو ہمیشہ پیش نظر رکھتے ۔ حج بدل میں ایک ایک پائی کا الگ الگ حساب رکھا ۔ اور جو رقم اور سامان بھی بچا حج بدل کرانے والی کے سپرد کر دیا اور آئینے کی طرح حساب سامنے رکھ دیا ۔ مسجدوں کی زمین جب تک خرید کر باقاعدہ الاٹ اور رجسٹری نہیں کرا لی اس پر تعمیر شروع نہیں کی ۔

حضرت قاری صاحب ہمیشہ سادگی سے رہتے ، ان کی سادہ مزاجی اور اعلیٰ صفات کے سبب لوگ ان سے محبت کرتے اور ان کے مریدین تو ان سے والہانہ عقیدت اور محبت رکھتے اور ان پر جان چھڑکتے تھے ۔ اور وہ بھی مریدین کی دینی رہنمائی اور اخلاق و روحانی تربیت کے علاوہ ان کی فلاح و بہبود کی طرف توجہ دیتے ــــــــــ ۱۹۵۰ء کے بعد کا زمانہ تھا ، ایک گاؤں میں تشریف لے گئے ۔ ہجرت کے مارے لٹے پٹے غریب ارادت مند دیہاتوں میں زندگی کی بنیادی سہولتوں سے بھی محروم تھے ۔ اس گاؤں میں صاف پانی کی بہت دقت تھی ۔ آپ نے سب کو اکٹھا کیا اور کہا دیکھو تم میں سے جو شخص جتنا کچھ دے سکے چاہے کتنی بھی کم رقم ہو ، لے آئے ــــــــــ یہ کہتے ہوئے خود رومال بچھایا اور اپنی طرف سے اس پر پانچ روپے رکھ دیے اور کہا کہ یہ میری طرف سے ــــــــــ اس زمانے میں ہاتھ کا نلکا ساٹھ ستر روپے میں لگ جاتا تھا ۔ چنانچہ جو رقم اکٹھی ہوئی دو تین روز میں نلکا لگ گیا ــــــــــ پانی انتہائی ٹھنڈا اور خوش ذائقہ ــــــــــ آج تک یہ نلکا پیر صاحب کے حوالے سے لوگوں کو فیض پہنچا رہا ہے ۔ دیکھا جائے تو زندگی کا یہ انداز سراپا کرامت ہے ۔ جس کی زندگی اطاعت الٰہی ، محبت

Marfat.com

رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور خدمت خلق کے جذبوں سے معمور ہو وہ یقیناً اللہ کا دوست اور ولی ہے ، ایسا ولی جس کے بارے میں اقبال کہتے ہیں ۔

خدائے لم یزل کا دست قدرت تو ، زباں تو ہے

حقیقت یہ ہے جو اللہ کے ہو جاتے ہیں اللہ ان کا ہو جاتا ہے ۔ ذکر الٰہی کی کثرت اور اسی وجہ سے منہ سے نکلی ہوئی دعائیں پوری ہو کے رہتی ہیں ۔ اولیاء اللہ کی زبان اور ہاتھ کے پس پردہ اللہ کا ہاتھ کار فرما ہوتا ہے ۔ حضرت قاری صاحب کے مریدین ان کی بہت سی کرامات کا ذکر کرتے ہیں ______ ایک صاحب کے گھر میں عرصہ دراز سے میونسپل کمیٹی کا نل بند پڑا ہوا تھا پانی آتا ہی نہ تھا ۔ قاری صاحب ایک بار ان کے ہاں پہنچے ۔اتفاق سے اس نل کی طرف گئے اور پوچھا کہ کیا اس میں پانی آتا ہے ؟ _______ کہا گیا ، " نہیں " ___ لیکن یہ کہتے کہتے جب بسم اللہ کہ کر انہوں نے نل کھولا تو سب حیران کہ پانی رواں دواں ۔ اور اس کے بعد سال ہا سال کام کرتا رہا ۔

راقم الحروف ۱۹۶۹ء کے موسم گرما کی تعطیلات میں بہاول پور پہنچا ان دنوں راقم ویسٹ پاکستان ایجوکیشن سروس (ii) کے تحت سندھ میں کام کر رہا تھا ۔ خیال آتا تھا کہ بہاول پور تبادلہ ہو جائے تو کیا اچھا ہو _______ لیکن اس وقت ایسا ہونا محال ہی نہیں ناممکن تھا ۔ حضرت قبلہ والد صاحب (قاری صاحبؒ) کے ساتھ تانگے میں سوار سیٹلائیٹ ٹاؤن دیکھنے کے لئے جانا ہوا ، راستے میں ایک خالی بلڈنگ کی طرف اشارہ کر کے کہا ، " کیا یہ کالج ہے ؟ " ______ میں نے کہا ، نہیں ۔ کہنے لگے بڑا اچھا ہو کہ یہ کالج بن جائے اور تم اس میں آجاؤ ______ اتفاق دیکھیے چند ہی مہینوں میں ون یونٹ ٹوٹا ، میرا تبادلہ سندھ سے ۲/ جون ۱۹۷۰ء کو ایس ۔ ای کالج بہاول پور میں ہو گیا ۔ اور چند ہی دنوں میں اسی خالی بلڈنگ میں کالج قائم ہوا جس کی طرف حضرت قاری صاحب نے اشارہ کیا تھا ۔ اور میرا تبادلہ اسی کالج میں کر دیا گیا جہاں میں نے ملازمت کے سب سے زیادہ عمدہ اور بہترین دس سال گزارے _______ غرض یہ کہ ایسے بے شمار واقعات ہیں ، ممکن ہے بادی النظر میں بعض لوگ انہیں اتفاقات کہیں ، لیکن دیکھا جائے تو یہ

Marfat.com

اتفاقات بھی قدرت کے پیدا کردہ ہیں جن کے پیچھے وہ قوت کار فرما ہے جو سمیع بھی ہے اور بصیر بھی۔ یہی وجہ ہے کہ: تقدیر بدلتی ہے دعاؤں کے اثر سے۔ یہ دعاؤں کا ہی اثر کہا جا سکتا ہے کہ اتفاقات یکجا ہو کر خاطر خواہ صورت اختیار کر لیتے ہیں ورنہ یہی اتفاقات کوئی اور صورت بھی تو اختیار کر سکتے ہیں۔

ان سب سے قطع نظر حضرت قاری صاحب کی سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ ان کی ساری زندگی اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں گزری۔ انہوں نے دل کی گہرائیوں سے سرکار دو عالم ؐ کی اتباع میں پوشیدہ لذت کو محسوس کر لیا تھا۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ اپنے ایک مکتوب میں اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں :۔

"حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی فضیلت کا ایک شمہ اور ایک ذرہ بھی تمام دنیا کی لذتوں اور اخروی انعامات سے بہتر ہے۔"

دیکھا جائے تو اتباع کا سرچشمہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا جذبہ ہے، جس سے حضرت قاری صاحب علیہ الرحمتہ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ چمک رہا ہے ________ یہی ان کا درس تھا اور یہی ان کی پکار ________ ساری عمر وہ اسی طرف لوگوں کو بلاتے رہے۔

## علالت اور وفات :

حضرت قاری صاحب تقریباً پچاس برس کی عمر میں مرض ذیابطیس کا شکار ہوئے۔ اور آخری دم تک اسی سے نبرد آزما رہے لیکن عبادت و ریاضت کا سلسلہ آخری لمحے تک جاری رہا۔ رمضان شریف کے روزے آخر وقت تک نہیں چھوڑے۔ آپ نے آخری چند برس گھر میں نماز تراویح کا اہتمام کیا، ____________ ۲۸/ ذیقعدہ ۱۴۰۴ ہجری بروز پیر، مطابق ۲۶ اگست ۱۹۸۴ء رات ۱۰ بج کر ۱۵ منٹ پر وہ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

Marfat.com

حضرت قاری صاحب علالت کے دوران -- حضرت کے داماد سید محمد مستقیم جعفری اور سید قاری عبدالقدیر صاحب عیادت کر رہے ہیں۔

---

کل من علیہا فان و یبقیٰ وجہ ربک ذوالجلال والاکرام۔

حضرت قاری صاحب ؒ کے انتقال پر ملک کے طول و عرض سے بے شمار تعزیت نامے اور قراردادیں موصول ہوئیں ۔ جناب شہاب دہلوی نے ہفت روزہ "الہام" ۷ ستمبر کی اشاعت میں "آہ ! قاری صاحب ؒ" کے عنوان سے اظہار تعزیت کرتے ہوئے طویل اداریہ لکھا ، انہوں نے لکھا :

"قاری صاحب مرحوم شرافت کا نمونہ اور روایات سلف کے امین اور میرے شفیق اور مہربان بزرگوں میں سے تھے ----- سمانہ کے سادات عظام سے تعلق تھا ----- سبعہ قراءت میں اپنے والد گرامی سے مہارت حاصل کی -----"

روزنامہ " دستور " نے قاری صاحب کے انتقال کی خبر دیتے ہوئے لکھا :

Marfat.com

" مرحوم چشتیہ سلسلے کے ایک روحانی پیشوا تھے ، ان کے مریدین ملک کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے ہیں ۔۔۔۔۔ فن قراءت میں انہیں ید طولیٰ حاصل تھا "

روزنامہ " رہبر " نے صفحہ اول پر خبر دیتے ہوئے لکھا :

" مرحوم کی ساری زندگی دین کی خدمت میں گزری "

معروف روحانی بزرگ حکیم محمد موسیٰ امرتسری نے اپنے خط میں لکھا :

" حضرت قاری صاحب سے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں روزانہ ملاقات ہوتی تھی ، عالم باعمل تھے ، اللہ تعالیٰ ان کے مدارج بلند فرمائے ۔ "

لوح مزار

Marfat.com

ضمیمہ (1)

# مریدین

ہندوستان کے وہ علاقے جن میں قاری صاحب اور ان کے اجداد کے ارادتمندوں کا ایک وسیع علاقہ موجود تھا ان کے گاؤں ، دیہات ، قصبے اور شہروں کی تعداد سینکڑوں سے تجاوز کرجاتی ہے ۔ حضرت قاری عبدالرحمٰن علیہ الرحمتہ اور ان کے بھائی مولانا فضل الرحمٰنؒ نے ان مریدین کے اسماء کتب کی صورت میں محفوظ کئے ہیں جن میں دیہات اور شہروں کے نام دیے گئے ہیں ،علاوہ ازیں ان میں مریدین کے نام اور ان کی ذات کا بھی اندراج بھی موجودہے ۔ اس طرح ،کہ کتب سے مریدین کے شجرہ ہائے نسب بھی معلوم کئے جاسکتے ہیں ۔ چنانچہ بعض مریدین اس سلسلے میں ان سے رجوع کرتے تھے ۔ مثلاً مالیر کوٹلہ کے ایک مرید جمال الدین نے ۱۱ نومبر ۱۹۴۴ء کو ایک خط میں لکھا :

> " پیر جی صاحب ، السلام علیکم ............ صورت احوال ہے یہ کہ
> ہمیں شجرے کی سخت ضرورت ہے ............ سردارا اور مولو کے دادا کے
> نام کیا تھا اور ان کے بڑوں کا بھی ............ آپ کا آنا ضروری ہے ،اوپر
> خدا اور رسول کا بھروسہ اور یہاں پر آپ کا ............ "

مذکورہ مرید کو نمعلوم کس سلسلے میں ضرورت تھی ۔ بہر حال بہت سی کتابوں میں سے صرف ایک کتاب میں مندرج گاؤں ، قصبوں کے نام دیکھئے جن میں ہر گاؤں کے سینکڑوں مریدین کے نام مع ولدیت موجود ہیں ......... یہاں پر صرف گاؤں اور قصبوں کے نام اور مریدین جس ذات سے تعلق رکھتے تھے ان کی فہرست ملاحظہ ہو ۔ ( ناموں کی تفصیل بخوف بطوالت نہیں دی جاسکتی )

Marfat.com

| نام مقام | قوم مع گوت |
|---|---|
| برڈاولی (ضلع پانی پت) | ارائیں |
| بازیدہ (متصل کرنال) | نجار |
| شہرنابھہ (محلہ حکیماں) | رنگریز |
| در محلہ پانڈوسر (جانب دروازہ پٹیالہ) | رانوت |
| مالیر کوٹلہ (محلہ چورماران) | رانوت |
| منال مجاسنگھ تھانہ شیرپور (ریاست پٹیالہ) | رانوت |
| باگڑیاں | رنگریز |
| ہتن متصل مالیر کوٹلہ | |
| گہنوری (متصل گہنور) | ″ |
| بڈھوال متصل دھوری | ″ |
| بڑا گاؤں | |
| (متصل بہادر سنگھ والا) | ″ |
| بنیڑہ | ″ رانوت |
| سنگرور (دروازہ سنامی) | |
| شہر سنام (محلہ بنداں وغیرہ) | ″ جوگی |
| کبّے (متصل بھووی) | |
| تھانہ دھنولہ علاقہ نابھہ | ″ کلال (کمہار) |
| ایلی (متصل دھنولہ) | |
| ڈھیپئی | آہنگر گوت گوریا |
| چیمیں | کنجد گر |
| دھرم گڑھ | |
| بہادڑہ | ″ گنجد کر |

Marfat.com

| | |
|---|---|
| بیرو کے خورد | کلال |
| بوڑا وال | |
| | 〃 |
| پھر ماہین | |
| نگل کلاں | آہنگر |
| (لالچند والا | (گوریا) |
| نگل خورد | |
| | 〃 |
| گہلے | |
| | 〃 |
| سینگو | |
| | 〃 |
| علاقہ بٹھنڈہ | |
| | 〃 |
| فتحپور | |
| | 〃 |
| مل سنگھ والا | |
| | 〃 |
| مڈیرنے | |
| | 〃 |
| سیکے | |
| | 〃 |
| کولانہ | |
| | 〃 |
| تلونڈی | |
| متصل بدہ لاڈہ (بہلندڈہ) | جوگی |
| قصبہ ٹوہانہ | کلال (ناگوری) کنجد گر |
| کالون | جوگی |
| اکال گڈھ | |
| موںک | کلال |
| بہتال کلاں | جوگی |
| نگلا | آہنگر |
| جہاجلی | کنجد گر |
| لہرہ | جوگی |
| ہریاؤ (متصل ڈسکہ) | راجپوت |

Marfat.com

| | |
|---|---|
| دودڑہ | جوگی |
| سید والا | آہنگر (گوریا) |
| سوالی | " |
| بہارہ | " |
| جھب لٹی | " |
| کنڈہویں کلاں | |
| بادل گڈہ | ڈوگر (بہراہ) |
| اتا کہیڑہ | آہنگر (گوریا) |
| دہار سول خورد | " |
| اکانوالی | " |
| بھوڈی | " |
| کرنڈی | " |
| موسی کہیرہ | |
| بن پور | کنجدگر / رنگریز |
| موندہلیاں | آہنگر |
| سدھانی | آہنگر |
| کولریاں | رنگریز / آہنگر / کلال |
| جگلانہ | کنجدگر |
| دہرمپورہ | رنگریز |
| دیالپورہ | کنجدگر |
| بریٹہ | |
| بہادرپور | آہنگر |
| اکبروالی (کھڈال) | کنجدگر |
| کان گڈھ | " |
| چوڑل کلاں | " |

Marfat.com

| | |
|---|---|
| چوٹیاں | آہنگر |
| بلہرہ | جوگی/رنگریز |
| کرٹیل | |
| لہیل کلاں | کنجد گر/آہنگر/رنگریز |
| بہتال خورر | |
| لادہرانہ | جوگی |
| شادی ہری | |
| پشور | کنجد گر |
| ابہے (متصل شادی ہری)، | |
| ہریاؤچورٹی خورد | جٹ |
| دگال | جوگی |
| کاکو والا | جوگی |
| سنہور متصل دڑبہ | آہنگر |
| براس | راجپوت |
| سہال | آہنگر |
| بیگراول | آہنگر |
| کمالپور (تھانہ دڑبہ) | گوجرا اینٹو والا |
| تلونڈی | کلال |
| تھانہ سامانہ | (کہریلہ گوت) |
| ڈھوڑاں (سرکاری نام بھوانی گڈھ) | کلال |
| بمہنہ | کلال |
| کالیکی ماجری | آہنگر |
| کہرچھا | کلال |
| للوچھی | کلال (چھچھراویں) |
| کوکا | آہنگر |

Marfat.com

| | |
|---|---|
| ڈینٹھل | ڈوگر |
| چونٹ | کلال |
| کھیڑی | |
| دھرم ہیڑی (علاقہ پٹیالہ) | جٹ مسلمان |
| کمالپور کلاں | کلال |
| شادی پور | حجام |
| عثمان پور | آہنگر |
| ننڑہ | |
| بوٹے سنگھ والا | رانوت (آہنگر) |
| دتال پیرانوالی | کنجد گر |
| گلاہڑ | کلال / راجپوت |
| بنگھہ | کنجد گر / آہنگر |
| زوالہ | جوگی |
| کنبڑیاں | کلال / کنجد گر |
| پلبہ والہ | جوگی |
| للوده | |

غرض یہ کہ پورے مشرقی پنجاب میں ان کے مریدین پھیلے ہوئے تھے __________ اور تقسیم ہند کے بعد بھیکی (تحصیل پھالیہ)، گوجرانوالہ، چک نمبر ۹۵ سرگودھا، ملک وال، بوریوالا، گورے والا، چک نمبر ۴۸۵، احمد پور لمہ، راجن پور، محمد پور، میلسی، گھنا گوٹھ (ضلع سکھر) کوٹ مٹھن، حیدر آباد، میرپور خاص، ساہیوال، خانیوال، چک نمبر ۱۶، عبدالحکیم، گنگا پور اور پاکستان کے مختلف شہروں اور نامعلوم قصبوں میں آباد ہوئے۔

Marfat.com

# ضمیمہ ۲

(حضرت قاری محمد عبدالرحمٰنؒ کے ہاتھ سے لکھا ہوا " مخارج حروف " پر یہ مختصر رسالہ بغرض استفادہ عام شامل کیا جارہا ہے ۔ )

---

اس رسالے کے اختتام پر حضرت قاری صاحب نے یہ عبارت تحریر فرمائی :-

" الحمد للہ یہ کاپی مخرجوں کی ترتیب وار
لکھی ہے ۔ ( ہمزہ سے شروع اور میم پر ختم )
اس کے لکھنے کے بعد اتنا وقت نہیں ملا جو
دوبارہ دیکھی جاوے جو صاحب ملاحظہ فرماویں ،
اگر غلطی دیکھیں ، اصلاح فرماویں عین مہربانی
ہو گی ۔ "

خادم القرآن محمد عبدالرحمٰن پانی پتی
حال مقیم مدرسہ رحمانیہ کھرڑ ضلع انبالہ
تاریخ : ۲۶ ربیع الاول ۱۳۴۹ھ یوم الجمعہ

Marfat.com

یا فتاح

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مخرج ۔ ۶ ۔ ھمزہ ۔ نکلتا ہے حلق کی جڑ سے
اور چیالی سے یہاں تک کہ صاف نکل جاوے اگر ساکن ہو۔
صفات اسکی چھ ہیں (۱) قوت (۲)
سختی ۔ (۳) زبان نیچے کو رکھنی (۴)
منہ کھلا رکھنا ۔ (۵) کناروں سے نہ نکلنا (۶)
باریک ۔ القواعد ۔ یہ حرف اظہار کا حکم رکھتا ہے
اگر لام ساکن یا میم ساکن اور نون تنوین مذکورہ سب حرف
اظہار کرکے پڑھے جاوینگے ۔ تمثیلات ۔ لَکُمُ الْاِسْلَامَ
دِیْنًا ۔ لَوْ لَئِلَّا ۔ ءَ اَنْتُمْ اَعْلَمُ ۔
اَنْ اٰذَنَ لَکُمْ ۔ شَیْئًا اِنَّ لَکُمْ ۔ (3)

ضرورت ترتیل کا بیان آیہ خیر ہذا یہ
وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا کے موافق
قرآن مجید کا ترتیل سے پڑھنا ہر مسلمان کو
ضروری ہے اور ترتیل سے پڑھنا جب تک
کہ پڑھنے والا مخارج و صفات سے واقف
نہ ہو علی وجہ الکمال ممکن نہیں پس ضرور ہے
کہ اس فن کے شائق ان قواعد کو خوب
ضبط کر لیویں اور انہیں کے موافق قرآن
مجید پڑھیں والتوفیق من اللہ جل
شانہ و عم نوالہ مخارج و صفات حروف
بیان (5)

الحمد للہ یہ رسالہ مخرجوں کی ترتیب وار لکھی ہے
ہمزہ سے شروع اور میم پر ختم
۲۶ ربیع الاول ۱۳۲۹ھ یوم الجمعہ
مدرسہ رحمانیہ پرگنہ ضلع انبالہ
اسکے لکھنے کے بعد اتنا وقت نہیں ملا جو دوبارہ
دیکھی جاوے جو جو غلطی ہوں اصلاح فرماویں اگر غلطی
دیکھیں اصلاح فرماویں بہت مہربانی ہوگی
خادم القرآن محمد عبد الرحمن پانی پتی حال مقیم مدرسہ رحمانیہ کرنال
ضلع انبالہ (1)

فن قرات پر حضرت قاری عبد الرحمنؒ کے کتابچے کے اولین اوراق

Marfat.com

# ضرورت ترتیل کا بیان

آیہ خیرہدایہ " ورتل القران ترتیلا " کے موافق قرآن مجید کا ترتیل سے پڑھنا ہر مسلمان کو ضروری ہے اور ترتیل سے پڑھنا جب تک کہ پڑھنے والا مخارج و صفات سے واقف نہ ہو ، علی وجہ الکمال ممکن نہیں ۔ پس ، ضرور ہے کہ اس فن کہ شائق ان قواعد کو خوب ضبط کریں اور انہیں کے موافق قرآن مجید پڑھیں ۔ " والتوفیق من اللہ جل شانہ وعلی " ۔

## مخارج و صفات حروف
## بیان
## یا فتاح

### بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مخرج ۔ ء ۔ ھمزہ ۔ نکلتا ہے حلق کی جڑ اور چھاتی سے ، یہاں تک کہ ناف ہل جاوے ، اگر ساکن ہو ۔ صفات اس کی چھ ہیں :- ۱ ۔ قوت ۔ ۲۔ سختی ۔ ۳۔ زبان نیچے کو رکھنی ۔ ۴۔ منہ کھلا رکھنا ۔ ۵۔ کناروں سے نہ نکلنا ۔ ۶۔ باریک ۔

القواعد : یہ حرف اظہار کا حکم رکھتا ہے ۔ اگر لام ساکن یا میم ساکن اور نون تنوین مذکور ، یہ سب حروف اظہار کر کے پڑھے جائیں گے ۔

تمثیلات : " لکم الاسلام دینا "--" تولیتم الا "--" ءانتم اعلم "--" ان اذن لکم "--" شعیباً انکم " ۔

Marfat.com

مخرج ۔ ھا ۔ نکلتی ہے حلق کی جڑ اور چھاتی سے صفات اس کی چھ ہیں :- ۱۔ سستی ۔ ۲۔ نرمی ۔ ۳۔ منہ کھلا رکھنا ۔ ۴۔ زبان نیچے کو رکھنی ۔ ۵۔ کناروں سے نہ نکلنا ۔ ۶۔ باریک ۔ حکم اظہار کا رکھتا ہے : القواعد :- ( مثل ہمزہ کے )

تمثیلات : " ان الھدی ھدالله " -- " نورھم ھذا " -- " فانقذکم منھا " -- " سلام ھی حتی " ۔

مخرج و صفات ۔ ع ۔ نکلتا ہے حلق کے درمیان سے ۔ صفات اس کی چھ ہیں : ۱۔ کچھ نرمی ۔ ۲۔ کچھ سختی ۔ ۳۔ منہ کھلا رکھنا ۔ ۴۔ زبان نیچے کو رکھنی ۔ ۵۔ کناروں سے نہ نکلنا ۔ ۶ ۔ باریک ۔ القواعد : ( مثل ہمزہ کے )

تمثیلات : " غنی عن العلمین " -- " وکنتم علی شفا حفرة " -- " من عندالله " ۔

مخرج ۔ ح ۔ نکلتی ہے درمیان حلق سے ۔ صفات اس کی سات ہیں : ۱۔ سستی ۔ ۲۔ نرمی ۔ ۳۔ زبان نیچے کو رکھنی ۔ ۴۔ منہ کھلا رکھنا ۔ ۵۔ کناروں سے نہ نکلنا ۔ ۶۔ باریک ۔ ۷ ۔ گلہ گھٹنا ۔ حکم اظہار کا رکھتا ہے : القواعد : اگر لام ساکن یا میم ساکن اور نون ساکن اور نون تنوین کے بعد آئے تو یہ سب حرف اظہار کر کے پڑھے جائیں گے ۔

تمثیلات : " علیک بالحق " -- " ان تمسسکم حسنة " -- " لا النفضو من حولک " -- " غفور حلیم "

مخرج ۔ غ ۔ نکلتا ہے ادنیٰ حلق منہ کی طرف سے ۔ صفات اس کی چھ ہیں : ۱۔ نرمی ۔ ۲ ۔ قوت ۔ ۳۔ منہ کھلا رکھنا ۔ ۴۔ زبان اوپر کو چڑھنی ۔ ۵۔ کناروں سے نہ نکلنا ۔ ۶۔ زبان سے تالو کو نہ ڈھانکنا ۔ ( حکم مثل ہمزہ کے ) : القواعد : مثل ہمزہ کے ۔

تمثیلات : " من الغیظ " -- " فاثابکم غما " -- " فی صدورھم من غل " -- " فظا غلیظ القلب " ۔

Marfat.com

مخرج ۔ ج ۔ نکلتی ہے ادنیٰ حلق منہ کی طرف سے غین کے مخرج سے ۔ صفات اس کی چھ ہیں : ۱۔ نرمی ۔۲۔ سستی ۔۳۔ منہ کھلا رکھنا ۔۴۔ زبان اوپر کو چڑھنی ۔۵۔ کناروں سے نہ نکلنا ۔۶۔ پر ۔ حکم اظہار کا رکھتا ہے ۔ القواعد : اگر لام ساکن یا نون ساکن یا نون تنوین کے بعد آوے تو یہ سب حرف اظہار کر کے پڑھے جائیں گے ۔

تمثیلات : " فی الاخرۃ من الخسرین " -- " کنتم خیر امۃ " -- " وما یفعلوا من خیر فلن یکفروہ " -- " ورحمتہ خیر مما یجمعون " ۔

مخرج ۔ ق ۔ نکلتا ہے زبان کے شروع اور اس گوشت کے ٹکڑے سے جو حلق کے شروع پر کھانا اترنے کی جگہ سرخ لٹک رہا ہے اس کو " کوا " کہتے ہیں ۔ صفات اس کی سات ہیں : ۱۔ سختی ۔۲۔ قوت ۔۳۔ منہ کھلا رکھنا ۔۴۔ زبان اوپر کو چڑھنا ۔۵۔ کناروں سے نہ نکلنا ۔۶۔ زبان سے تالو کو نہ ڈھانکنا ۔۷۔ قلقلہ مثل یا کے ۔ حکم اظہار اخفا کا ہے ۔

القواعد : --------

تمثیلات : " علیھم القتل " -- " واذ القوکم قالوا من قبل " -- " امۃ قائمۃ یتلون " ۔

مخرج ۔ ک ۔ نکلتا ہے زبان کے شروع کوے کی جانب سے ۔ صفات اس کی چھ ہیں : ۱ ۔ سختی ۔۲۔ سستی ۔۳۔ منہ کھلا رکھنا ۔۴۔ زبان نیچے رخ کو رکھنی ۔۵۔ کناروں سے نہ نکلنا ۔۶۔ باریک ۔ القواعد : حکم اظہار ۔ اخفا کا ہے ۔

تمثیلات : " علی اللہ الکذب " -- " بعد ایمانکم " -- " کافرین " -- " من کفر " -- " اذی کثیرا " ۔

مخرج ۔ ج ۔ نکلتا ہے درمیان زبان اور تالو سے ۔ صفات اس کی سات ہیں : ۱۔ قوت ۔۲ ۔ سختی ۔۳۔ زبان نیچے کو رکھنی ۔۴۔ منہ کھلا رکھنا ۔۵۔ کناروں سے نہ نکلنا ۔۶۔ باریک ۔۷۔ قلقلہ مثل یا کے ۔ حکم اظہار اخفا کا رکھتا ہے ۔ القواعد : اگر یہ حرف لام ساکن اور میم ساکن کے بعد آوے یہ دونوں اظہار کر کے پڑھے جاویں گے اور اگر نون ساکن اور نون تنوین کے بعد آوے تو نون ساکن اور نون تنوین اخفا کر کے پڑھے جائیں گے ۔

Marfat.com

تمثیلات : " ان ندخلو الجنہ " -- " ماواھم جھنم " -- " ان جاءکم " -- " فصبر جمیل " -

مخرج - ش - نکلتا ہے زبان اور تالو کے درمیان سے - صفات اس کی سات ہیں : ۱- سستی -۲- نرمی -۳- زبان نیچے کو رکھنی -۴- منہ کھلا رکھنا -۵- کناروں سے نہ نکلنا -۶ - باریک -۷- تفشی - اور تفشی کہتے ہیں منہ میں پھیلنے کو - حکم ادغام ، اظہار ، اخفا کا ہے - القواعد : اگر لام ساکن کے بعد آوے تو وہ لام ادغام بے غنہ کر کے پڑھا جاوے گا - اور اگر میم ساکن کے بعد آوے تو میم اظہار کر کے پڑھا جاوے گا - اور اگر نون ساکن اور نون تنوین کے بعد آئے تو یہ نون اخفا کر کے پڑھے جائیں گے -

تمثیلات : " وسجز اللہ الشاکرین " -- " وانتم شھداء " -- " من شیء فان اللہ " -- " و من یعمل مثقال ذرۃ شریرہ " -

مخرج - ی - نکلتی ہے شین کے مخرج سے یعنی تالو اور زبان کے درمیان سے صفات اس کی آٹھ ہیں : ۱- نرمی -۲- قوت -۳- منہ کھلا رکھنا -۴- زبان نیچے کو رکھنی -۵- کناروں سے نہ نکلنا -۶- -------- اگر ماقبل مفتوح ہو -۷- مدہ ، اگر حرکت موافق ہو - حکم اظہار ، ادغام باغنہ کا ہے - القواعد : اگر لام ساکن یا میم ساکن کے بعد آئے تو یہ دونوں حروف اظہار کر کے پڑھے جاویں گے - اور اگر نون ساکن یا نون تنوین کے بعد آئے یہ دونوں ادغام باغنہ کر کے پڑھے جاویں گے -

تمثیلات : " فاما الیتیم فلاتقھر " -- " وان یقاتلوکم الادبار " -- " ومن یعتصم " -- " امۃ یدعون " -

مخرج - ض - نکلتا ہے زبان کے پرلے کنارہ اور جاہڑوں کے مسوڑھوں سے زبان لمبی کر کے - صفات چھ ہیں : ۱- نرمی -۲- قوت -۳- زبان اوپر کو چڑھنا -۴- زبان سے تالو ڈھانکنا -۵- کناروں سے نہ نکلنا -۶- پر - حکم اظہار ، ادغام ، اخفا کا ہے - القواعد : اگر لام ساکن کے بعد آئے تو وہ ادغام بے غنہ کر کے پڑھا جائے گا - اور اگر میم ساکن کے

Marfat.com

بعد آئے وہ اظہار کر کے پڑھا جائے گا ۔ اور اگر نون ساکن یا نون تنوین کے بعد آئے تو وہ دونوں نون اخفا کر کے پڑھے جائیں گے ۔

تمثیلات : " ولا الضالین "--" احدوا مضو حیث تؤمرون "--" من ضریع لا یسمن "--" مسفرة ضاحکة مستبشرة " ۔

مخرج ۔ ل ۔ نکلتا ہے زبان کا ورلا کنارہ ، منہ کی طرف اور تالو اور ضواحک اور تاب اور رباعی اور ان سب کے مسوڑھوں سے ۔ صفات اس کی نو ہیں : ۱۔ کچھ سختی ۔۲۔ کچھ نرمی ۔۳۔ منہ کھلا رکھنا ۔۴۔ زبان نیچے کو رکھنا ۔۵۔ کناروں سے نہ نکلنا ۔۶۔ باریک ۔۷۔ پر ۔ اگر اللہ کے نام سے پہلے حرف پر زبر ہو یا پیش ہو ۔ ۸۔ باریک ، اگر اللہ کے نام سے پہلے حرف کا زیر ہو ۔۹۔ زبان کا پھرنا جب کہ اللہ کے نام سے پہلے حرف زبر یا پیش ہو ۔ حکم ، ادغام بے غنہ ، اظہار کا ہے ۔ القواعد : اگر لام ساکن کے بعد آوے تو وہ ادغام بے غنہ کر کے پڑھا جائے گا ۔ اگر میم ساکن کے بعد آئے تو وہ اظہار کر کے پڑھا جائے گا ۔ اور نون ساکن یا نون تنوین کے بعد آئے تو یہ دونوں ادغام بے غنہ کر کے پڑھے جائیں گے ۔

تمثیلات : " واختلاف الیل "--" من دونکم لا یاتونکم "--" ولم یکن له "--" هدی للعلمین " ۔

مخرج ۔ ن ۔ نکلتا ہے اوپر کے اگلے دونوں دانتوں کے مسوڑھوں سے ۔ اور ان کی بعض دانتوں کے مسوڑھوں کو بھی دخل ہے ۔ یعنی ثنا علیا اور رباعی اور تائب کے مسوڑھوں سے اور تالو سے نکلتا ہے ۔ صفات اس کی سات ہیں : ۱۔ کچھ نرمی ۔۲۔ کچھ سختی ۔۳۔ منہ کھلا رکھنا ۔۴۔ زبان نیچے کو رکھنی ۔۵۔ کناروں سے نکلنا ۔۶۔ باریک ۔۷۔ غنہ ۔ حکم ادغام باغنہ اور اظہار کا رکھتا ہے ۔ القواعد : اگر لام ساکن کے بعد آئے تو وہ ادغام با غنہ کر کے پڑھا جائے گا ۔ اور میم ساکن کے بعد آئے تو اظہار کر کے پڑھا جائے گا ۔ اور نون ساکن یا نون تنوین کے بعد آئے تو دونوں کو ادغام با غنہ کر کے پڑھا جائے گا ۔

تمثیلات : " خیر الناصرین "--" الم نجعل الارض "--" فذکر ان نفعت الذکری "--"

Marfat.com

امنة نعاسا یغشی "۔

مخرج ۔ ر ۔ نکلتی ہے زبان کی نوک اور اوپر کے اگلے دونوں دانتوں کے مسوڑھوں سے اور " را " موٹی بھی وہیں سے نکلتی ہے ۔ مگر پیٹھ زبان کی اس کے پاس کے دانتوں کے مسوڑھوں پر پھر کر جا لگتی ہے ۔ صفات اس کی نو ہیں : ۱۔ قوت ۔۲۔ کچھ سختی ۔۳۔ کچھ نرمی ۔۴۔ زبان نیچے کو رکھنی ۔۵۔ منہ کھلا رکھنا ۔۶۔ کناروں سے نکلنا ۔۷۔ پر ۔ اگر را کا زیر ہو یا پیش ہو یا را ساکن سے پہلے حرف زبر یا پیش ہو یا را ساکن کے بعد حرف مستعالیہ جس سے کوئی حرف ہو یا را کا کسرہ عارضی ہو ۔۸۔ باریک اگر را کا زیر ہو یا را ساکن سے پہلے حرف کا زیر ہو یا را ساکن سے پہلے یائے تحتانی اپنے ماقبل مکسور کے ساتھ آئے ۔ ۹۔ زبان کا کانپنا ۔ حکم ادغام ، اظہار ، اخفا کا ہے ۔ القواعد: اگر لام ساکن کے بعد آئے تو لام ساکن ادغام بے غنہ کر کے پڑھا جائے گا ۔ اور اگر میم ساکن کے بعد آئے تو میم ساکن اظہار کر کے پڑھا جائے گا ۔ اور اگر نون ساکن یا نون تنوین کے بعد آئے تو یہ دونوں ادغام بے غنہ کر کے پڑھے جائیں گے ۔

تمثیلات : " کفر الرعب "--" وفیکم رسولہ "--" من الرسلہ "--" غفور رحیم "۔

مخرج ۔ تا ۔ نکلتی ہے زبان کی نوک اور اوپر کے دونوں دانتوں کی جڑ سے ۔ صفات اس کی چھ ہیں : ۱۔ سستی ۔۲۔ سختی ۔۳۔ زبان نیچے کو رکھنی ۔۴۔ منہ کھلا رکھنا ۔۵۔ کناروں سے نہ نکلنا ۔۶۔ باریک ۔ حکم ادغام اظہار ، اخفا کا رکھتا ہے ۔ القواعد : اگر یہ حرف لام ساکن کے بعد آوے تو لام ساکن ادغام بے غنہ کر کے پڑھا جائے گا ۔ اگر میم ساکن کے بعد آئے تو میم ساکن اظہار کر کے پڑھا جائے گا ۔ اور اگر نون ساکن اور نون تنوین کے بعد آوے تو نون ساکن اور نون تنوین دونوں اخفا کر کے پڑھے جائیں گے ۔

تمثیلات : " فئتین "--" التقتا "--" منھم تقة "--" لن تغنی فئة تقاتل "۔

مخرج ۔ طا۔ نکلتی ہے زبان کی نوک اور اوپر کے اگلے دونوں دانتوں کی جڑ سے ۔ صفات

Marfat.com

اس کی سات ہیں : ۱۔ سختی ۔۲۔ قوت ۔۳۔ زبان اوپر کو چڑھنا ۔۴۔زبان کو ڈھانکنا ۔۵ ۔ کناروں سے نہ نکلنا ۔٦۔ پر ، قلقلہ مثل با کے ۔ حکم ادغام اظہار اخفا کا ہے ۔ القواعد : اگر لام ساکن کے بعد آوے تو ادغام بے غنہ کر کے پڑھا جائے گا ۔ اور میم ساکن کے بعد آئے تو وہ اظہار کر کے پڑھا جائے گا ۔ اور نون ساکن نون تنوین کے بعد آئے تو وہ اخفا کر کے پڑھے جاویں گے ۔

تمثیلات : " من الطیب " -- " وامطر " -- " فاعلیهم مطرا " -- " فامامن طغی " -- " ام هم قوم طاغون " -

مخرج ۔ د۔ نکلتی ہے زبان کی نوک اور اوپر کے اگلے دونوں دانتوں کی جڑ سے ۔ صفات اس کی سات ہیں : ۱۔ قوت ۔۲۔ سختی ۔۳۔ زبان نیچے کو رکھنا ۔۴۔ منہ کھلا رکھنا ۔۵۔ کناروں نہ نکلنا ۔٦۔ باریک ۔۷۔ قلقلہ مثل با کے ۔ حکم ادغام ، اظہار ، اخفا کا رکھتی ہے ۔ القواعد: اگر لام ساکن کے بعد آوے تو وہ لام ساکن ادغام بے غنہ کر کے پڑھا جائے گا ۔ اگر میم ساکن کے بعد آئے تو وہ میم ساکن اور نون تنوین اخفا کر کے پڑھا جاوے گا ۔

تمثیلات : " ثواب الدنیا " -- " هم درجات عندالله " -- " ومن دخله " -- " قنوان دانیة " -

مخرج ۔ ص ۔ نکلتا ہے سین اور زا کے مخرج سے ۔ اور وہ مخرج یہ ہے کہ زبان کی نوک اور نیچے کے اگلے دونوں دانتوں کی جڑ اور اوپر کے اگلے دونوں دانتوں کے قریب ہونے سے ۔ صفات اس کی سات ہیں : ۱۔ سستی ۔ ۲۔ نرمی ۔۳۔ زبان اوپر کو چڑھنی ۔۴۔ زبان سے تالو کو ڈھانکنا ۔۵۔ کناروں سے نہ نکلنا ۔٦۔ پر ۔ ۷۔ صفیر۔ حکم ادغام اظہار اخفا کا ہے ۔ القواعد : اگر لام ساکن کے بعد آئے تو ادغام بے غنہ کر کے پڑھا جائے گا اور میم ساکن کے بعد آئے تو وہ اظہار کر کے پڑھا جائے گا ۔ اور اگر نون ساکن یا نون تنوین کے بعد آئے تو یہ دونوں اخفا کر کے پڑھے جائیں گے ۔

تمثیلات : " یعلم الصابرین " -- " ان کنتم صدقین " -- " ثم لا ینصرون " -- "

Marfat.com

وتخیل صنوان "۔

مخرج ۔ زا ۔ نکلتی ہے زبان کی نوک اور نیچے کے اگلے دونوں دانتوں کی جڑ اور اوپر کے اگلے دونوں دانتوں کے قریب ہونے سے ۔ صفات اس کی سات ہیں : ۱۔ قوت ۔۲۔ نرمی ۔۳ ۔ زبان نیچے کو رکھنی ۔۴۔ منہ کھلا رکھنا ۔۵۔ کناروں سے نہ نکلنا ۔۶۔ باریک ۔۷۔ صفیر ، اور صفیر کہتے ہیں چڑیا کی آواز کو ۔ حکم ادغام ، اخفا اظہار کا ہے ۔ القواعد : اگر لام ساکن کے بعد آئے تو وہ لام ساکن ادغام بے غنہ کر کے پڑھا جائے گا اور میم ساکن کے بعد آئے تو میم ساکن اظہار کر کے پڑھا جائے گا ۔ اور اگر نون ساکن اور نون تنوین کے بعد آئے تو یہ دونوں اخفا کر کے پڑھے جائیں گے ۔

تمثیلات : " والزبر "-- " ایکم زادته "-- " منزلین "-- " صعیدا زلقا " ۔

مخرج ۔ سین ۔ نکلتا ہے زبان کی نوک اور نیچے کے اگلے دونوں دانتوں کی جڑ اور اوپر کے دانتوں کے قریب ہونے سے ۔ صفات اس کی سات ہیں : ۱۔ سستی ۔۲۔ نرمی ۔۳۔ زبان نیچے کو رکھنی ۔۴۔ منہ کھلا رکھنا ۔۵۔ کناروں سے نہ نکلنا ۔۶۔ باریک ۔۷۔ صفیر ، اور صفیر کہتے ہیں چڑیا کی آواز کو ۔ القواعد : اگر لام ساکن کے بعد آوے تو وہ لام ساکن ادغام بے غنہ کر کے پڑھا جاوے گا ۔ اور اگر میم ساکن کے بعد آوے تو وہ میم اظہار کر کے پڑھا جائے گا ۔ اور اگر نون ساکن اور تنوین کے بعد آوے تو یہ دونوں اخفا کر کے پڑھے جائیں گے ۔

تمثیلات : " ولله ما فی السموت "-- " وان تصبکم سیئة "-- " عن سبیل الله "-- " خمسة "-- " سادسهم " ۔

مخرج ۔ ذ ۔ نکلتی ہے زبان کی نوک اوپر کے اگلے دونوں دانتوں کی نوکوں سے ۔ صفات اس کی چھ ہیں : ۱۔ قوت ۔۲۔ نرمی ۔۳۔ زبان نیچے کو رکھنی ۔۴۔ منہ کھلا رکھنا ۔۵۔ کناروں سے نہ نکلنا ۔ ۶۔ باریک ۔ حکم ادغام ، اظہار ، اخفا کا رکھتا ہے ۔ القواعد : اگر لام ساکن کے بعد آوے تو لام ساکن ادغام بے غنہ کر کے پڑھا جاوے گا اور اگر میم ساکن

Marfat.com

کے بعد آوے تو وہ میم ساکن اظہار کر کے پڑھا جائے گا ۔ اور اگر نون ساکن و نون تنوین کے بعد آوے تو وہ نون ساکن اور نون تنوین مذکور اخفا کر کے پڑھے جائیں گے ۔

تمثیلات : " وانی لہ الذکرے " -- " انفسھم ذکر اللہ " -- " فمن ذالذی " -- " کل نفس ذائقۃ الموت " ۔

مخرج ۔ ظا ۔ نکلتی ذال کے مخرج سے ۔ صفات اس کی چھ ہیں : ۱۔ نرمی ۔۲۔ قوت ۔۳ ۔ منہ کھلا رکھنا ۔۴۔ زبان اوپر کو چڑھنی ۔۵۔ کناروں سے نہ نکلنا ۔۶۔ زبان سے تالو کو ڈھانکنا ۔ حکم ادغام اظہار اخفا کا ہے ۔ القواعد : اگر لام کے بعد آوے ادغام بے غنہ کر کے پڑھا جاوے گا ۔ اور اگر میم ساکن کے بعد آوے تو وہ میم ساکن اظہار کر کے پڑھا جائے گا ۔ اور اگر نون ساکن یا نون تنوین کے بعد آوے تو وہ دونوں اخفا کر کے پڑھے جائیں گے ۔

تمثیلات : " واللہ لا یحب الظالمین " -- " فانھم ظلمون " -- " فانظر " -- " قوم ظلموا " ۔

مخرج ۔ ثا ۔ نکلتی ہے زبان کی نوک اور اوپر دونوں دانتوں کی نوکوں سے ۔ صفات اس کی چھ ہیں : ۱۔ سستی ۔۲۔ نرمی ۔۳۔ زبان نیچے کو رکھنا ۔۴۔ منہ کھلا رکھنا ۔۵۔ کناروں سے نہ نکلنا ۔۶۔ باریک ۔ حکم ادغام اظہار اخفا کا رکھتا ہے ۔ القواعد : اگر لام ساکن کے بعد یہ حرف آئے تو لام ساکن ادغام بے غنہ کر کے پڑھا جائے گا اور اگر میم ساکن کے بعد آئے تو میم ساکن اظہار کر کے پڑھا جائے گا اور نون ساکن یا نون تنوین کے بعد آوے تو نون ساکن اور نون تنوین دونوں اخفا کر کے پڑھے جائیں گے ۔

تمثیلات : " حسن الثواب " -- " احیاکم ثم " -- " فمن ثقلب " -- " ایام ثم استوی " ۔

مخرج ۔ فا ۔ نکلتی ہے نیچے کے ہونٹ کے پیٹ اور اوپر کے اگلے دونوں دانتوں کی پیٹھ سے ۔ صفات اس کی چھ ہیں : ۱۔ سستی ۔۲ نرمی ۔۳۔ منہ کھلا رکھنا ۔۴۔ زبان نیچے کو

Marfat.com

رکھنی ۔۵۔ کناروں سے نکلنا ۔٦۔ باریک ۔ حکم اظہار اخفا کا ہے ۔ القواعد: اگر لام ساکن یا میم ساکن کے بعد آوے تو یہ دونوں حروف اظہار کر کے پڑھے جاویں گے ۔ مگر میم ساکن زیادہ اظہار ہو گا اور اگر نون ساکن یا نون تنوین کے بعد آوے تو یہ دونوں اخفا کر کے پڑھے جاویں گے ۔

تمثیلات : " هم الفاسقون " -- " بين قلوبكم فاصبحتم " -- " حتى تنفقو من شيء " -- " فان الله " -

مخرج ۔ با ۔ نکلتی ہے دونوں ہونٹوں کی تری سے ۔ صفات اس کی سات ہیں : ا۔ قوت ۔۲ ۔ سختی ۔۳۔ زبان نیچے کو رکھنی ۔۴۔ منہ کھلا رکھنا ۔۵۔ کناروں سے نکلنا ۔٦۔ باریک ۔۷ ۔ قلقلہ ۔ اگر ساکن ہو تو کم اور میں زیادہ ۔ القواعد : یہ حرف اظہار کا حکم رکھتا ہے ۔ اگر یہ حرف لام ساکن کے بعد آوے تو لام ساکن اظہار کر کے پڑھا جاوے گا اور میم ساکن یا نون ساکن یا نون تنوین کے بعد آوے تو یہ سب حروف اخفا کر کے پڑھے جائیں گے ۔ لیکن نون ساکن اور نون تنوین میم سے بدل کر با میں اخفا کر کے پڑھے جائیں گے ۔ اس با کو قلب کی کہتے ہیں قلب کے معنی بدلنے کے ہیں ۔

تمثیلات : " فانما عليك البلاغ " -- " اءنبئكم بخير من بعد " -- " بغيا بينهم " -

مخرج ۔ و۔ نکلتا ہے دونوں ہونٹوں کو دونوں طرف سے بند کرنے اور بیچ کھلا رکھنے سے ، یہاں تک کہ شکل غنچہ کی ہو جاوے ۔ صفات اس کی آٹھ ہیں : ا۔ قوت ۔۲۔ نرمی ۔۳ ۔ زبان نیچے کو رکھنی ۔۴۔ منہ کھلا رکھنا ۔۵۔ کناروں سے نہ نکلنا ۔٦۔ مد بشرطیکہ حرکت موافق ہو ۔ لیں جب حرکت مخالف ہو ۔۸۔ باریک ۔ حکم ادغام باغنہ کا ہے ۔

القواعد : اگر لام ساکن یا میم ساکن کے بعد آئے تو یہ دونوں حروف اظہار کر کے پڑھے جائیں گے لیکن میم زیادہ اظہار کر کے پڑھا جائے گا اور اگر نون ساکن یا نون تنوین کے بعد آوے تو یہ دونوں حروف ادغام باغنہ کر کے پڑھے جائیں گے ۔

تمثیلات : " نعم الوكيل " -- " تحبونكم ولا يحبونكم " -- " من وراء هم جهنم " --

Marfat.com

مبارکا و ھدللعلمین " -

مخرج ۔ میم ۔ نکلتا ہے دونوں ہونٹوں کی خشکی سے ۔ صفات اس کی چھ ہیں : ا- کچھ نرمی -٢- کچھ سختی -٣- منہ کھلا رکھنا -٤- زبان نیچے کو رکھنا -٥- کناروں سے نکلنا -٦ - باریک ۔ حکم ادغام باغنہ کا رکھتا ہے ۔ القواعد : اگر لام ساکن کے بعد آوے تو وہ اظہار کر کے پڑھا جاوے گا اور اگر میم ساکن یا نون ساکن یا نون تنوین کے بعد آوے تو یہ تینوں حروف ادغام باغنہ کر کے پڑھے جاویں گے ۔

تمثیلات : " وماکان من المشرکین " -- " وانتم مسلمون " -- " فلاتکن من الممترین " -- " بینت مقام ابراھیم " -

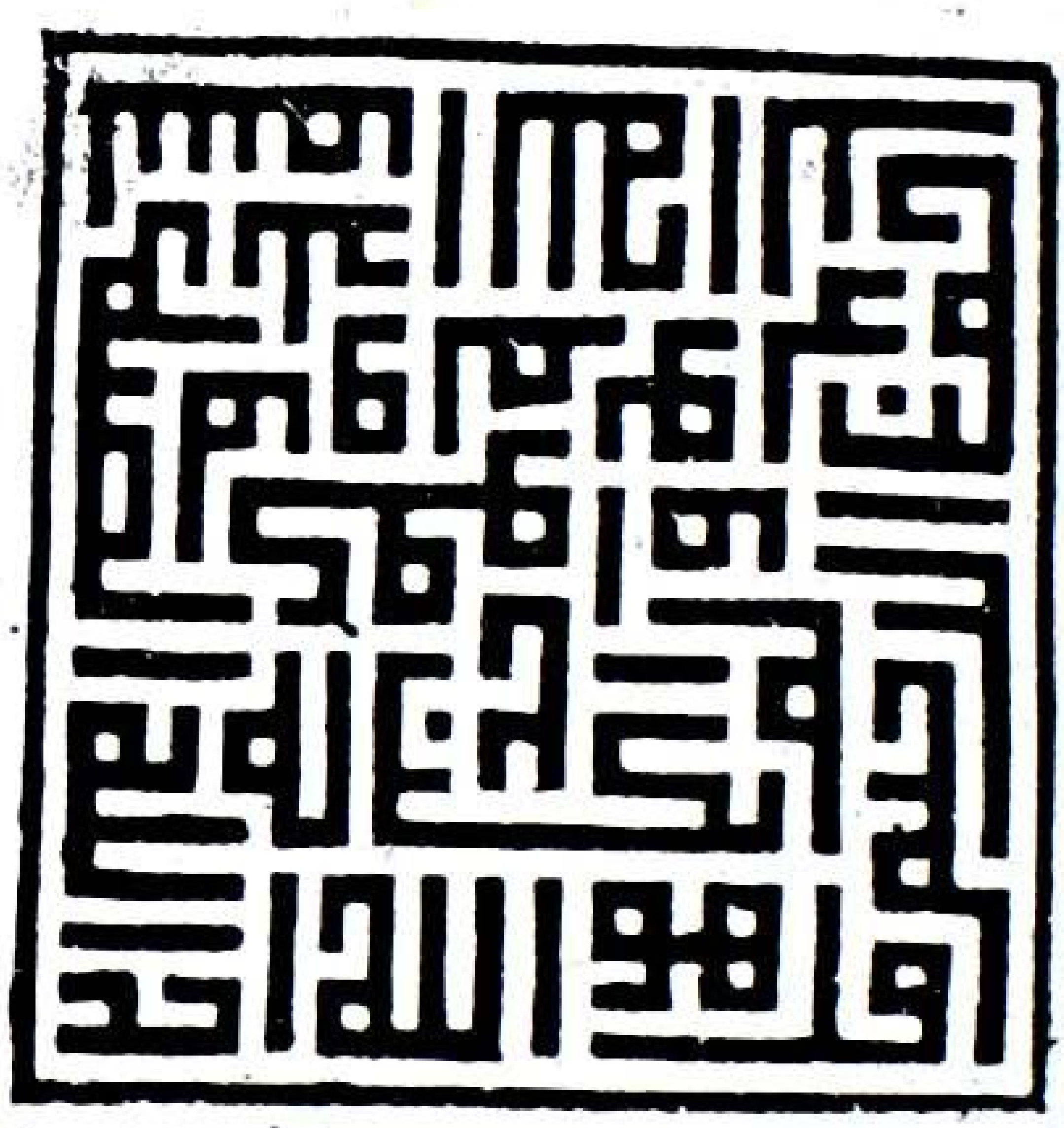

# ضمیمہ ۳

(شجرہ سید عبدالرحمن خلف سید حافظ احمد حسن سجادہ نشین درگاہ شریف سید شاہ حسین و سید روشن شاہ موضع اگوند ضلع کرنال)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شجرہ چشتیہ صابریہ خاندان عالیہ

یا الٰہی رنج و غم سے اب رہائی کر عطا — رحم فرما ذات پاک کبریا کے واسطے
یا الٰہی بخش دے میرے معاصی اور گناہ — حضرت جبریل پیغام خدا کے واسطے
جام اپنے وصل کا یا رب عنایت کر مجھے — سرور عالم محمد مصطفٰے کے واسطے
دین و دنیا کی میری سب مشکلیں آسان کر — شاہ مردان علی مرتضٰے کے واسطے
میں گدا و بے نوا ہوں دستگیر اے دستگیر — شہ حسن بصری امام اولیا کے واسطے
خواجہ عبدالواحد بن زید فضیل بن عیاض — شاہ ابراہیم ادہم بادشاہ کے واسطے
مرتعش رکھ دل کو میرے اپنی الفت میں سدا — شاہ حذیفہ مرعشی صاحب ولا کے واسطے
وہ نظر دے جس سے تو ہی تو مجھے آئے نظر — بوہبیرہ بصری صاحب ہدا کے واسطے
ایک جام بے خودی اپنی محبت کا پلا — احمد ممشاد علوی با خدا کے واسطے
شہ ابو اسحاق شامی کے لیے اب رحم کر — بو محمد ناصرالدین اہل بقا کے واسطے
تو مدد کر میری ہر ہر گام پر میرے خدا — خواجہ مودود چشتی پیشوا کے واسطے
کر مری نصرت مجھے اب چاہ ظلمت سے نکال — شہ شریف زندنی با خدا کے واسطے
زہدو تقوی کر عنایت اور مجھے زاہد بنا — حضرت عثمان ہارونی مہ لقا کے واسطے
یا الٰہی میرے ہر ہر کام میں ہو تو معین — شہ معین الدین چشتی مقتدا کے واسطے
ازبرائے خواجہ بختیار کاکی رحم کر — اور فریدالدین شکر گنج اولیا کے واسطے
صبر کی دولت عطا کر اور مجھے صابر بنا — شہ علاؤالدین صابر با رضا کے واسطے
خواجہ شمس الدین جلال الدین کا یارب واسطہ — شیخ احمد عبدالحق حق نما کے واسطے
شیخ عارف رہبر راہ شریعت کے لیے — ہادی و مرشد محمد رہنما کے واسطے

Marfat.com

یا الٰہی کر عنایت مجھ کو اپنا ذوق وشوق — حضرت قدوس ہادی راہ ہدا کے واسطے
یا الٰہی مجھ کو دے توفیق ہر خیر العمل — قطب عالم شہ جلال الدیں شہا کے واسطے
مجھ سے بد بخت و شقی کو یا الٰہی کر سعید — حضرت شہ بو سعید پیشوا کے واسطے
یا الٰہی میرے دل کی سب مرادیں ہوں قبول — حضرت داؤد گنگوہیؒ شہا کے واسطے
شرک سے اور کفر سے اپنی اماں میں رکھ مجھے — حضرت شہ بوالمعالیؒ پارسا کے واسطے
دور کر تاریکیاں اب میرے دل سے اے خدا — شاہ سید بھیک کڑبائیؒ ضیا کے واسطے
عالم توحید میں کر پختہ تر مجھ کو خدا — شاہ سالم روپڑیؒ صاحب دلا کے واسطے
ہو مرا ہر ہر عمل با شرع و سنت اے کریم — سید اعظم روپڑیؒ رہنما کے واسطے
خاتمہ بالخیر ہو راہ سعادت پر میرا — شاہ حافظ موسیٰؒ شان اولیا کے واسطے
حفظ میں رکھ یا الٰہی تو گناہوں سے مجھے — جے پوری محمد حسینؒ حافظا کے واسطے
اپنی الفت اور محبت میں میرا دل شاد رکھ — قائم الملک دہلویؒ اولیا کے واسطے
اور کر دے صاف روشن یا الٰہی دل مرا — عبدالرحمٰنؒ ہادی پیشوا کے واسطے
دور کر ظلمت گناہوں کی مرے دل سے تمام — پیر سید قاری عبدالرحمٰنؒ اولیا کے واسطے
کر حفاظت دین و دنیا میں مری ،میرے خدا — سید حافظ حفیظؒ با خدا کے واسطے
خاندان چشت کی ہر دم غلامی کر عطا — فخر ہے عالم میں یہ مجھ بے نوا کے واسطے
حال ابتر قال ابتر بندہ ناشاد کا — لطف ورحمت کی نظر ہو مجھ گدا کے واسطے

## تواریخ وصال وجائے مزارات بزرگان چشت رحمہم اللہ تعالےٰ علیہم

| اسمائے گرامی | تاریخ وصال | جائے مزار |
|---|---|---|
| حضرت قاری سید محمد حفیظ الرحمٰنؒ | 26 اگست ۱۹۸۴ء | بہاول پور |
| حضرت قاری سید محمد عبدالرحمٰنؒ | ۱۹۴۸ء | بہاول پور |
| حضرت شیخ عبدالاحد سرہندیؒ ۱۷ رجب | ۱۰۰۷ھ | سرہند شریف |
| حضرت شیخ رکن الدین گنگوہیؒ | ۴ شوال | قصبہ گنگوہ ضلع سہارنپور |
| حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ | ۲۳ جمادی الثانی ۹۴۴ھ | قصبہ گنگوہ ضلع سہارنپور |
| حضرت شیخ محمد ردولوی | ۲۱ شعبان ۸۹۸ھ | ردولی |

Marfat.com

| | | |
|---|---|---|
| حضرت شیخ محمد احمد عارف ردولوی | ۲۱ شوال ۸۵۹ھ | ردولی |
| حضرت شیخ عبدالحق ردولی | ۱۵ جمادی الآخر ۸۳۷ھ | ردولی |
| حضرت جلال الدین کبیرالاولیا | ۱۳ ربیع الاول ۷۶۵ھ | پانی پت |
| حضرت خواجہ شمس الدین پانی پتی | ۱۹ شعبان ۷۱۵ھ | پانی پت |
| حضرت مخدوم علاؤالدین صابرؒ | ۱۳ ربیع الاول ۶۹۰ھ | کلیر شریف ضلع سہارنپور |
| حضرت بابا فریدالدین شکر گنجؒ | ۵ محرم ۶۷۰ھ | پاکپتن شریف |
| حضرت خواجہ قطب الدین بختیارؒ | ۱۴ ربیع الاول ۶۳۳ھ | دہلی کہنہ |
| حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ | ۶ رجب ۶۳۲ھ | اجمیر شریف |
| حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ | ۱۶ شوال | مکہ معظمہ |
| حضرت حاجی شریف زندنیؒ | ۶ رجب ۵۸۴ھ | زندنہ ۔ بخارا |
| حضرت خواجہ مودود چشتیؒ | یکم رجب ۵۲۷ھ | قصبہ چشت نزد ہرات |
| حضرت خواجہ ابو یوسف چشتیؒ | ۳ رجب ۴۵۹ھ | قصبہ چشت نزد ہرات |
| حضرت خواجہ ابو محمد چشتیؒ | یکم رجب ۴۱۵ھ | قصبہ چشت نزد ہرات |
| حضرت خواجہ ابو احمد چشتیؒ | یکم جمادی الثانی ۳۵۵ھ | قصبہ چشت نزد ہرات |
| حضرت خواجہ ابو اسحٰق چشتیؒ | ۱۴ ربیع الثانی ۳۲۹ھ | شہر بکہ |
| حضرت ممشاد علی دینوریؒ | ۱۴ محرم ۲۹۹ھ | اختلاف ہے بعض نے شہر مکہ بیان کیا ہے |
| حضرت خواجہ ہبیرۃ البصریؒ | ۷ شوال ۲۸۷ھ | بصرہ |
| حضرت خواجہ حذیفۃ المرعشیؒ | ۱۴ شوال ۲۵۲ھ | تحقیق نہیں |
| حضرت سلطان ابراہیم ادہمؒ | ۲۶ جمادی الاول ۱۶۶ھ | جبلہ ۔ ملک شام |
| حضرت خواجہ عبدالواحد بن زیدؒ | ۲۷ صفر ۱۷۷ھ | بصرہ |
| حضرت خواجہ فضیل بن عیاضؒ | ۷ محرم ۱۸۷ھ | جنت المعلیٰ مکہ مکرمہ |
| حضرت خواجہ حسن بصریؒ | ۵ رجب ۱۱۰ھ | بصرہ |
| حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ | ۲۱ رمضان ۴۰ھ | نجف شریف |
| حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم | ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ | گنبد خضرا مدینہ طیبہ |

Marfat.com

مورد تجلیات الٰہی مصدر تعطفات نامتناہی سلمہ المولیٰ تعالیٰ
السلام علیکم و علیٰ من لدیکم ۔ بعد دعوات مزید استقامت
بر سنت سنیہ واضح ہو کہ مکتوب مرغوب جس میں پچھلی محفلوں کی
یاد کا ذکر اور ترقی نسبت کی دعا کی طلب مذکور ہے موصول
ہو کر باعث مسرت و ابتہاج ہوا فیاض مطلق نسبتوں میں ترقی
عطا فرمائے ۔ اور خلوت میں ان محفلوں کی لذت عطا
فرمائے ۔ لذت کی شے وصل میں اور سکی یاد ہے ۔ جمال
میسر آجائے غنیمت ہے ۔ قلب کیطرف دائم توجہ رکھی جائے
بس یہی ہمارے بس میں ہے ۔ ہر نا لہ فیض کا اجرا اوس تعالیٰ
کے اختیار میں ہے ۔ گھر میں خط تحریر کریں تو میری جانب سے
سلام و دعا کہدیں فقط والسلام

محمد مظہر اللہ غفر لہ (۱۱)
۳ رجب المرجب ۸۱ھ

۹/۶

حضرت قاری صاحب کے نام مفتی اعظم ہند علیہ رحمۃ کے ایک مکتوب گرامی کا عکس

سلالۂ خاندان نبوی عزیزی محمد سلمہ حفیظ الرحمٰن سلمہ کوٹی
ضلع ڈیرہ غازی خان ۔ معرفت حاجی محمد شریف صاحب
کوٹ مٹھن
(مغربی پاکستان)

Marfat.com

# شجرہ خاندان شیخ طریقت

ذخیرہ

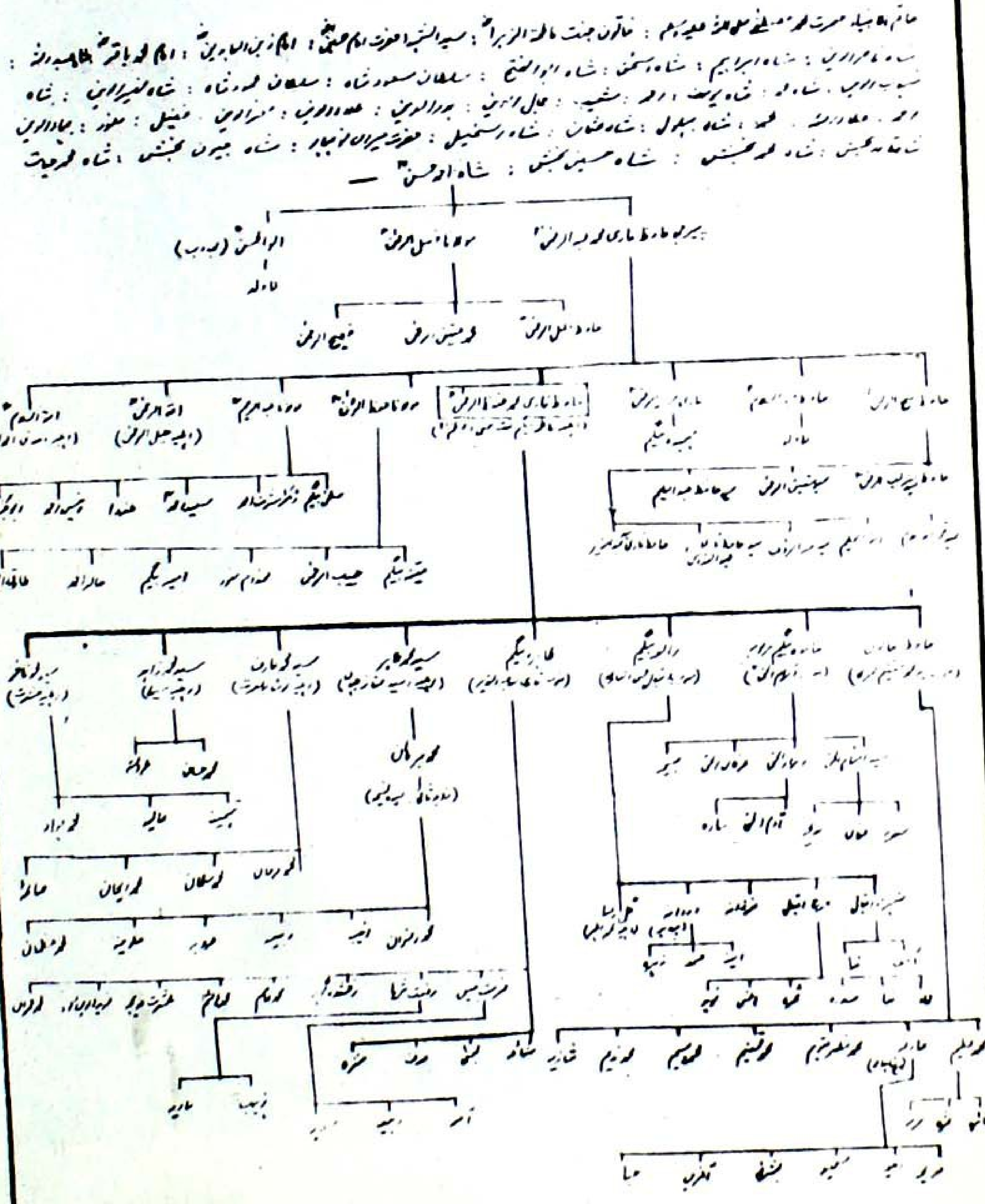


Marfat.com

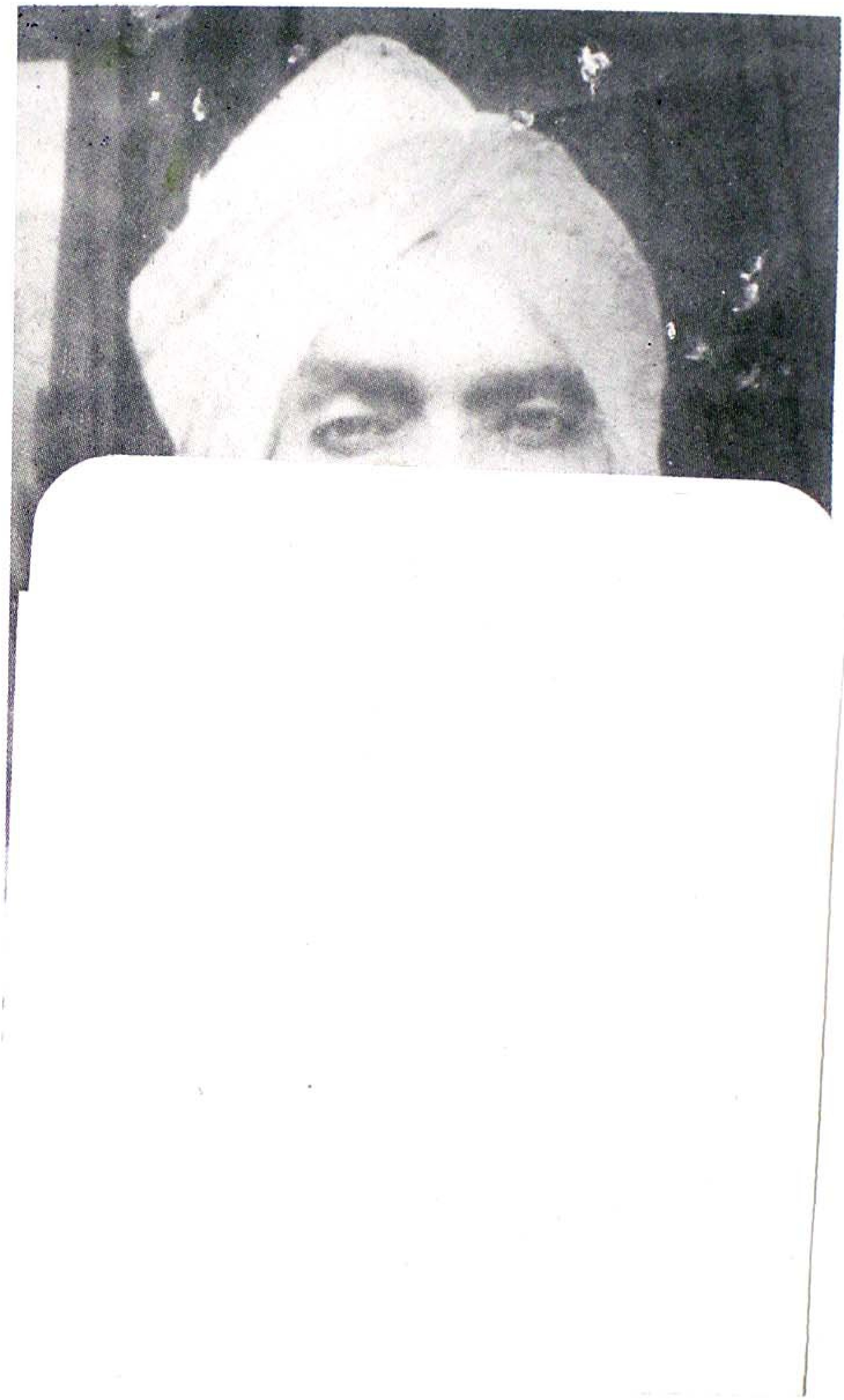

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com